مائی جوری
اور
عوامی
سیاست
تحریر و ترتیب
محمد رمضان
حقوقِ مارچ
اپنے حصے کا پانی لینگے
مائی جوری کو ووٹ دینگے
یکم مارچ تا 8 مارچ 2010
عوامی پارٹی

# مائی جوری
# اور
# عوامی سیاست

بھنڈار سنگت

C-8 فیز II، نزد علی سی این جی، قاسم آباد حیدرآباد سندھ پاکستان

فون:022-2652292

03322415575

email:bhandarsangat@yahoo.com

website:www.bhs.org.pk

| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | مائی جوری اور عوامی سیاست |
| تحریر و ترتیب | : | محمد رمضان |
| پہلا ایڈیشن | : | دسمبر 2012 |
| تعداد | : | 1000۔ایک ہزار |
| پبلشر | : | بھنڈار سنگت |
| پرنٹنگ | : | سندھیکا اکیڈمی، کراچی |
| کمپوزنگ | : | زاہد علی میسو، پارس مری، واجد علی |
| ٹائٹل | : | احمد سولنگی |
| چندہ | : | 200 |

☆☆☆

بھنڈار سنگت اپنی پہلی کتاب ہٹ فیڈ کسان تحریک پر ساتھیوں کی بھرپور پزیرائی کے بعد، دوسری کتاب مائی جوری اور عوامی سیاست پیش کر رہی ہے۔ استحصالی نظام کے خلاف عوام کی جمہوری انقلابی جدوجہد پر عوام کا اعتماد بڑھانے، انھیں تبدیلی کی ضرورت کا احساس دلانے، عوامی سیاست کی کامیابی پر یقین پیدا کرنے کے لئے بھنڈار سنگت ملک بھر کے کسانوں اور محنت کشوں کی اہم تحریکوں پر کتابی سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے، آئندہ چھپنے والی کتاب کے لئے اس کتاب پر چندہ مقرر کیا گیا ہے، اُمید ہے کہ ساتھی تعاون کر کے اس کتابی سلسلے کو جاری رکھنے میں مدد کریں گے۔

## انتساب

# مائی بختاور شہید کے نام

جس نے منصفانہ تقسیم کے بغیر اپنے کھیت سے
چودھری زمیندار کے مسلح لشکر کو اپنی اُگائی ہوئی گندم
اٹھانے سے روکنے کیلئے مزاحمت کی
پیر 22 جون 1947 رات 8 بجے محمود آباد اسٹیٹ
دیہہ حیدو، تحصیل نبی سر، ضلع عمرکوٹ میرپورخاص ڈویژن سندھ میں
اس بہادر عورت کو گولیوں کا نشانہ بنا کر 67 سال کی عمر میں شہید کر دیا گیا۔
اس مزاحمتی جدوجہد میں مائی بختاور شہید
کی بہن سہاگی، بیٹا محمد صدیق، شوہر ولی محمد، ان کا بھائی گل شیر
اور ایک بھکاری زخمی ہوئے۔
اس دور میں سندھ کی ہاری تحریک کو
مائی بختاور شہید کی قربانی نے اتنا طاقتور بنایا
کہ قاتلوں کو سزائیں ملیں اور ہاریوں کے حقوق کی
جدوجہد زیادہ منظم اور موثر ہوگئی۔
آج بھی مائی بختاور شہید ہاریوں
اور مظلوم طبقات کی جدوجہد کی علامت ہے۔

# فہرست مضامین

# اظہار تشکر

مجھے خوشی ہے کہ میں نے اور ساتھی رمضان نے تاریخی جدوجہد کے اس عملی اقدام کو کتاب کی شکل دینے میں ساتھیوں کی مدد سے کامیابی حاصل کی، رمضان کی پہلی کتاب پٹ فیڈر کسان تحریک کسانوں کی تاریخی جدوجہد پر تھی جس میں رمضان بذات خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ مچھ جیل میں زیرِعتاب رہے، یہ کتاب جو اب آپ کے ہاتھ میں ہے، اس تاریخی موقع پر رمضان کے ساتھ مجھے بھی اس تجربے کو حاصل کرنے کا موقع ملا جس میں ہاری اور مظلوم طبقات نے وڈیروں، سرداروں اور بااثر طبقات کے ایوانوں اور کانوں تک یہ بات پہنچادی کہ

خونِ عشاق سے جام بھرنے لگے، دل سلگنے لگے، داغ جلنے لگے
محفل درد پھر رنگ پر آگئی، پھر شب آرزو پر نکھار آ گیا
سرفروشی کے انداز بدلے گئے، دعوت قتل پر مقتل شہر میں
ڈال کر کوئی گردن میں طوق آ گیا، لاد کر کوئی کندھے پہ دار آ گیا
(فیض)

گذشتہ دو سالوں سے ہماری یہ کوشش تھی کہ ہم اس تجربے کو تحریر میں لے آئیں لیکن اسکا وقت ملا اسوقت جب ہم اپنے بیٹے احمر رمضان کے پاس ہانگ کانگ گئے، اسی دوران ہم نے سوچا کہ ان لمحات کو کارامد بنائیں، اور پھر رمضان نے اس کتاب کو لکھنے کا آغاز کیا، رمضان لکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ میں اُن کی تحریر کی اصلاح کرتی جا رہی تھی، ہم نے یہ طے کیا کہ اس کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور نظرِ ثانی پاکستان جا کر کریں گے، اس کتاب کو لکھنے کے دوران ہمارے بیٹے احمر، بہو عروج نے ہماری خدمت کی اور اس کتاب کی مختلف تحریروں کے بارے میں ہمیں مشورے بھی دیتے رہے، ہماری بڑی پوتی سات سالہ ہانی نے ہمیں ہماری لکھنے والی چیزیں جو ہم اکثر گھر میں مختلف جگہوں پر بھول جاتے تھے انھیں ڈھونڈ کر ہمیں دینے میں مدد کی اور اس

سے چھوٹی چار سالہ نیہا نے اپنی شرارتوں سے ہماری تھکاوٹ کو دور کیا۔

ہم جون میں واپس پاکستان آئے کراچی میں اس کتاب کی کمپوزنگ کے دوران میرا لیپ ٹاپ بار بار مجھے دھوکہ دے دیتا تو اسے ہمارے داماد سجاد ظہیر فوری طور پر ٹھیک کر کے دیتے تا کہ ہمارا کام نہ رکے، کتاب کی لکھائی کے دوران رمضان کے ساتھ سیاسی بحث و مباحثہ ہماری بیٹی حمیرہ شاہین اور سجاد کے ساتھ جاری رہتا، اور کتاب کے اوراق کی اصلاح میں مدد ملتی رہتی، اسی طرح ہماری نواسی سکھ سجاد اور نواسے سرمد سجاد نے ہماری مدد اسطرح کی کہ وہ اس کتاب کی ریڈنگ کرتے اور ہمیں بتاتے کہ کہاں غلطی رہ گئی ہے، حیدراباد میں کتاب کی جو کمپوزنگ باقی رہ گئی تھی اس میں پارس مری، واجد اور عمر نے ہمارا ساتھ دیا، زاہد علی اور عارف ملک نے ہانگ کانگ میں رہنے کے دوران اور حیدراباد میں لکھائی کے مرحلے میں الیکشن کے دوران کی تصاویر اور اخبارات کی کٹنگ جمع کرنے اور کمپوزنگ کرنے کے دوران ہمارا مسلسل ساتھ دیا۔

ہم مشکور ہیں مومن جمالی کے جن کو رمضان الیکشن کے دوران شامل ہونے والے ساتھیوں اور علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے ہانک کانگ اور کراچی سے مسلسل تنگ کرتے رہے، گوٹھ غلام محمد سے ببرک کارمل نے بھی آبادی کے حوالے سے ہمیں معلومات فراہم کیں، کتاب کے پروف کیلئے ہم نے خدمات حاصل کیں جناب عمر دین بھائی کی اور انیس دایو جو بڑی باریکی سے تحریروں کو پرکھتے ہیں اور میں بہت زیادہ مشکور ہوں ڈاکٹر سید جعفر احمد کی جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کا جائزہ لیا اور اسکا تعارف لکھا۔

اس کتاب کی چھپائی میں، شاہجہان بلوچ، منیجر ایکشن ایڈ کراچی آفس نے اپنے ادارے کی طرف سے چھپائی کے لیے مالی تعاون کیا، ان کی معاون عروسہ کھٹی اور پروین ناز نے بھی ہمیں پرنٹنگ کے حوالے سے مفید مشورے دیئے اس کے علاوہ بھنڈار کی حیدراباد کی ٹیم کے مشکور ہیں کہ انھوں نے کتاب کی چھپائی کے دوران وقتاً فوقتاً مفید مشورے دیئے، ہم مندرجہ بالا تمام افراد کے تہہ دل سے مشکور ہیں جن کی مدد اور تعاون سے ہم اس تاریخی کتاب کو ایک شکل دے پائے۔

**شاہینہ رمضان**
صدر بھنڈار سنگت

# تعارف

ڈاکٹر سید جعفر احمد

سیاسیات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے انتخابات کا مطالعہ میرا ایک معمول کا کام اور مشغلہ ہے۔ پچھلے تیس پینتیس برسوں میں اپنے ملک اور باہر کے جمہوری ملکوں، خاص طور سے امریکا، برطانیہ اور ہندوستان کے انتخابات کے بارے میں بیسیوں کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ جو لطف زیرِ نظر کتاب کو پڑھتے ہوئے ملا وہ کسی اور کتاب سے حاصل نہیں ہو سکا۔ اس کتاب میں ملک کے کسی قومی یا صوبائی انتخابات کا احاطہ نہیں کیا گیا بلکہ یہ صرف ایک صوبائی اسمبلی کے صرف ایک حلقے کے ضمنی انتخاب کے احوال پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اس انتخاب کا پس منظر، اس میں ایک غریب امیدوار کو چننے، انتخابی مہم اور دیگر متعلقہ پہلوؤں کو جس طرح جملہ جزئیات کے ساتھ بیان کیا ہے وہ بہت کچھ سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مصنف یعنی محمد رمضان صاحب ایک پرانے سیاسی کارکن ہیں جو ہمیشہ سے ترقی پسند اور عوام دوست سیاست سے وابستہ رہے ہیں۔ وہ بلند بانگ دعوے کرنے، لمبے لیکچر دینے اور خیالی دنیاؤں کی بات کرنے والے انسان نہیں ہیں بلکہ وہ شہری اور دیہی علاقوں میں عوام کی صفوں میں رہ کر اُن کو متحرک کرنے، اُن کو حقوق کی بازیافت پر آمادہ کرنے، نیز ان حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد کی حکمتِ عملی تیار کرنے کے کام کو زیادہ ضروری اور کارآمد سمجھتے ہیں۔ اُن کی مساعی اسی سمت میں جاری رہتی ہیں۔ یہ کتاب بھی تصنیف برائے تصنیف کے کسی جذبے کے تحت نہیں لکھی گئی بلکہ خود اسکا لکھا جانا اور اس کو شائع کرنا سیاسی جدوجہد کے ایک حصے کے طور پر ہی دیکھا جانا چاہیئے۔

پاکستان، آزادی کے بعد اپنی تاریخ میں بہت سے سیاسی اتار چڑھاؤ دیکھ چکا ہے۔

پاکستان کا سیاسی سفر انتہائی غیر ہموار رہا ہے اور جمہوریت جو اس مملکت کے قیام کا ایک اہم ہدف بتائی گئی تھی چھ عشروں سے زیادہ کی تاریخ گزرنے کے بعد بھی استحکام کی منزل سے دوچار نہیں ہو سکی۔ آزادی کے بعد سے اب تک ملک کی تاریخ کا تقریباً نصف عرصہ براہ راست فوجی حکمرانی میں رہا ہے۔ باقی نصف حصہ جس میں بظاہر سویلین حکومتیں برسرِ کار رہیں، عملاً وہ بھی خودمختاری اور آزادی کے ساتھ قومی پالیسیاں بنانے کی اہل نہیں تھیں۔ اُن کا دائرہ کار بھی تنگ تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ جو تھوڑی بہت عمل داری کی گنجائش اُن کو حاصل تھی وہ اُس کو بھی استعمال کرنے کی خود کو اہل ثابت نہیں کر سکیں۔ نتیجتاً ملک میں مضبوط سیاسی ادارے جڑیں پکڑ سکے اور نہ ہی جمہوری روایات کی آبیاری ہو سکی۔ یہی نہیں بلکہ فوجی اور سویلین طرز ہائے اقتدار میں ملک کے اندر کسی بامعنی سماجی تبدیلی کے لئے شعوری کوشش نہیں کی گئی۔ چنانچہ اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں رہتے ہوئے بھی ہم اپنے ہاں مضبوط قبائلی نظام بھی پاتے ہیں اور دیہی معاشرے میں فیوڈل نظام اور اُس کے شاخسانے کے طور پر ابھرنے والے سماجی اور معاشرتی ادارے اور رسومات روایات بھی مضبوط اور مستحکم نظر آتے ہیں۔

اس تناظر میں سوچا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں انتخابات کس قدر آزادانہ ماحول میں ہوتے ہوں گے۔ ایک معاشرہ جس کا بڑا حصہ فیوڈل لارڈز، قبائلی سرداروں، شہری علاقوں کے امیر عمائدین یا نسلی اور فرقہ وارانہ لیڈروں کے رحم و کرم پر ہو وہاں انتخابات کسی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ کیسے بن سکتے ہیں؟

ظاہر ہے کہ موجودہ نظام کی موجودگی میں کسی بڑی اور بامعنی تبدیلی کی توقع عبث ہے۔ چنانچہ تبدیلی کے نقطہ نظر سے دو ہی راستے ممکن ہو سکتے ہیں۔ پہلا راستہ تو انقلاب کا ہے جو ملک کے سماجی نظام کو تبدیل کر سکے اور اس نظام کی بنیادوں پر استوار ہونے والے سیاسی دروبست کو ایک زیادہ جمہوری نظام سے بدل سکے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی تبدیلی کے لئے جس قسم کی تنظیموں، کارکنوں، لیڈرشپ، افکار و خیالات اور حکمتِ عملی کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس وقت ہمیں دور دور تک نظر نہیں آ رہی۔ تبدیلی کا ایک دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ نظام کے اندر

ہی اس نظام کے بعض تضادات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسے راستے تلاش کئے جائیں جو تدریج کے ساتھ تبدیلی اور اصلاح کی طرف لے جاتے ہوں۔ سیاست کو اسی لئے بعض مفکرین نے ایک بڑا تخلیقی کام قرار دیا ہے۔ یہ اس لحاظ سے تخلیقی کام ہے کہ یہ راستے نکالنے اور در پیدا کرنے کا کام ہے۔ جہاں سب راستے بند نظر آئیں تخلیقی سیاست وہاں راستہ نکالنے کا کام کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وقت بھی لیتا ہے اور دقت طلب بھی ہے۔ اس طرح کے سیاسی عمل میں نتائج بھی فوری طور سے اور بہت بڑے پیمانے پر حاصل نہیں ہوتے۔ اینٹ اینٹ جوڑی جاتی ہے تو دیوار بنتی ہے۔ قطرہ قطرہ اکٹھا ہوتا ہے تو دریا کی شکل اختیار کرتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں درج کہانی بلوچستان کے ایک ضلع جعفر آباد کی تحصیل گنداخہ کے گوٹھ غلام محمد کے محور پر گھومتی ہے۔ اس گوٹھ کی عمر کوئی دو سو سال ہے اور یہ تحصیل گنداخہ سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر ایک ایسے مقام پر واقع ہے جس کی سرحدیں سندھ اور بلوچستان دونوں کے قریب ہیں۔ اس علاقے پر جمالی قبیلے کے سرداروں کا تسلط ہے جو یہاں کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔ یہ ہر حکومت میں با آسانی شامل ہو جاتے ہیں۔ فوجی آمریتوں میں بھی ان کا آفتابِ اقبال نصف النہار پر رہتا ہے۔ گوٹھ غلام محمد کی آبادی چھ ہزار پانچ سو نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں جمالی قبیلے کے علاوہ سومرہ، ابڑو اور بروہی قبیلے کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ آبادی کا بڑا حصہ کسانوں پر مشتمل ہے۔ جمالی سرداروں کو یہاں کی زمین کے بڑے حصے پر مالکانہ حقوق حاصل ہیں۔ اپنی سماجی طاقت کی بنیاد پر ہی انہوں نے علاقے میں سیاسی طاقت بھی حاصل کر رکھی ہے۔ چنانچہ انتظامیہ اور پولیس اُن کے اشاروں پر ناچتی ہے۔ اسی علاقے میں صوبائی اسمبلی کے ایک حلقے پر وہ ضمنی انتخاب ہوا جو اس کتاب کا موضوع ہے۔ ضمنی انتخاب کا سبب صوبائی اسمبلی کے حلقہ پچیس (25) (جعفر آباد نمبر 1) سے مسلم لیگ کے منتخب رکن رستم خان جمالی (جو صوبائی وزیر بھی تھے) کے قتل کے بعد خالی ہوئی۔ اس نشست پر انتخاب کے لئے جہاں جمالی قبیلے کے سرداروں کے نامزد کردہ امیدوار موجود تھے وہیں جو ایک نئی بات ہوئی وہ بعض ترقی پسند عناصر کی یہ کوشش تھی کہ اس حلقے سے کسی کسان کو بھی میدان میں اتارا جائے جو فیوڈل لارڈز کے تسلط کو چیلنج کر سکے۔

کتاب کے مصنف اُن چند لوگوں میں پیش پیش تھے جنہوں نے اس سلسلے میں پیش قدمی کی اور گوٹھ غلام محمد میں جا کر کسی کسان امیدوار کی تلاش کا بیڑا اٹھایا۔ یہاں سے اس پوری مہم کا تخلیقی پہلو ابھرنا شروع ہوتا ہے۔ مصنف اور اُن کے جن دوستوں نے اس سلسلے میں سوچ بچار کیا ہے ان پر پہلے دن سے یہ بات واضح تھی کہ انہیں اس حلقے کی نشست حاصل نہیں ہوگی۔ اُن کے ہدف دو تھے۔ ایک تو مقامی سرداروں کی طاقت کو چیلنج کرنا تا کہ یہ باور کرایا جاسکے کہ اُن کے خلاف آواز اٹھانا ناممکن نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ خوف اور دہشت کی فضا میں احتجاج اور انحراف کا پہلا قدم ہی زیادہ مشکل اور صبر آزما ہوتا ہے۔ جمودزدہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پہلا پتھر اچھالنا ہی مشکل ہے کیونکہ اس کے بعد پانی میں لہریں اٹھانا اور مزید پتھر پھینکنا اتنا مشکل نہیں رہتا۔ کسی کسان کو زمیندار کے خلاف انتخابات میں لا کھڑا کرنا بھی ایسا ہی اقدام تھا جس کو پہلے پہل کرنا بے شمار مشکلات کا ذریعہ بن سکتا تھا۔

دوسرا اہم پہلو اس انتخاب میں حصہ لینے کا یہ تھا کہ شروع میں ہی یہ بات سوچ لی گئی تھی کہ اس کے نتیجے میں صوبائی اسمبلی کی یہ نشست جیتنا تو ممکن نہیں ہوگا لیکن یہاں سیاسی عمل کے آغاز میں ایک ایسا ماحول ضرور بن جائے گا جس میں کسی سیاسی جماعت کا دفتر کھولنا ممکن ہوگا۔ مصنف اور اُن کے جو ساتھی اس مہم میں پیش پیش تھے اُن کا تعلق عوامی پارٹی سے تھا جو بائیں بازو کی ایک جماعت تھی اور مذکورہ انتخاب کے وقت ملک کے مختلف حصوں میں اپنے لئے حمایت اور تائید حاصل کرنے اور خود کو متعارف کرانے میں مصروف تھی۔

اس انتخابی مہم کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ اس میں بلوچ معاشرے کے رسم ورواج کو کسی مرحلے پر بھی ذہن سے اوجھل ہونے نہیں دیا گیا۔ اس انتخاب میں ایک کسان خاتون مائی جوری جمالی کو امیدوار نامزد کرنا بھی یہاں کے مخصوص حالات کے پس منظر ہی میں کیا گیا۔ یہ بات طے تھی کہ اگر زمینداروں کے خلاف ایک عام کسان یا کھیت مزدور کو کھڑا کیا گیا تو زمیندار پلک جھپکتے میں اُس کو پولیس کے ذریعے منظر سے غائب کرا سکتے تھے۔ چنانچہ سوچا گیا کہ کسی عورت کو یہاں سے کھڑا کیا جائے، اس خیال کے پیچھے یہ سوچ کارفرما تھی کہ بلوچ معاشرے میں سرداروں کے

لئے کسی عورت کے خلاف کھل کر کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی جا سکے گی۔ خاص طور سے ایسے موقع پر جب کہ میڈیا کی نظریں گوٹھ غلام محمد کی سیاست کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہوں گی۔ ایسا ہی ہوا کہ مائی جوری کے سامنے آنے کے بعد سردار اُس کے حامی سیاسی ورکروں کو اپنے گماشتوں کے ذریعے ڈراتے دھمکاتے تو ضرور رہے، انہوں نے لالچ کے جال بھی ڈالے لیکن ساتھ مائی جوری کے سر پر دوپٹے بھی ڈالتے رہے۔ مائی جوری کو مقابلے میں لانے کا فیصلہ کرتے وقت جو ایک اور دلچسپ پہلو یہ پیشِ نظر رکھا گیا کہ اُس کا شوہر ایک ایسا شخص ہو جو زمینداروں کے جبر یا اُن کے اشاروں پر پولیس کے ممکنہ عتاب کا مقابلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ مائی جوری کا شوہر نیاز ایک ایسا شخص تھا جس پر سندھ اور بلوچستان میں کئی مقدمات موجود تھے۔ خود اُس کو اگر انتخاب میں کھڑا کیا جاتا تو زمینداروں کے لئے اُس کو جیل بھجوانا کوئی مشکل کام نہ تھا۔

مائی جوری کی جو انتخابی مہم چلائی گئی اُس کی تفصیلات بھی بہت دلچسپ ہیں۔ گاؤں کے لوگوں ہی سے اِس مہم کے لئے چندہ کیا گیا۔ لاڑکانہ اور حیدرآباد کے صحافیوں کو اس کی کوریج کے لئے متحرک کیا گیا اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے بلوچستان کے ایک ضلع کا یہ ضمنی انتخاب قومی میڈیا کا موضوع بن گیا۔ عوامی پارٹی کے کارکنوں نے اس سلسلے میں جو حکمت عملی تیار کی وہ بڑی کارگر ثابت ہوئی۔ ظاہر ہے مائی جوری نے یہ نشست نہیں جیتنی تھی لیکن انتخاب میں اُس کے حصہ لینے سے فیوڈل ازم کی طاقت کا طلسم بھی ٹوٹا اور لوگوں کو یہ حوصلہ بھی ملا کہ اگر وہ ہمت اور جرأت سے کام لیں اور اپنے اپنے علاقے کے معروضی حالات کا ٹھیک ٹھیک جائزہ لے کر سیاسی کام کو آگے بڑھائیں تو آج کے بڑے بڑے بت بھی مستقبل میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتے ہیں۔

گوٹھ غلام محمد کا یہ انتخاب اب ہماری تاریخ کا ایک اہم باب بن چکا ہے۔ محمد رمضان صاحب لائق مبارکباد ہیں جنہوں نے یہ باب بہت محنت، توجہ اور ایمانداری کے ساتھ محفوظ کر دیا ہے۔ اس سے پہلے وہ پٹ فیڈر کسان تحریک پر ایک بہت عمدہ کتاب لکھ چکے ہیں جس کی بجا طور پر مختلف حلقوں کی جانب سے خوب پزیرائی ہوئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اُن کی اس دوسری کتاب کو بھی سیاسی کارکنوں اور سیاست کے طالب علموں کی طرف سے ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔

# پیش لفظ

اس کتاب کو لکھنے کی ضرورت اسلیئے محسوس کی گئی کہ ایک سیاسی کارکن ہونے کی وجہ سے میں اور میرے کئی ساتھی سماجی ترقی کیلیئے عوام دشمن ریاستی ڈھانچے کا خاتمہ اور سماجی انصاف پرمبنی ایسا معاشرہ چاہتے ہیں جس میں محنت کش عورتوں مردوں اور بچوں کو اُجرتی غلام بنانے کیلیئے جبر کا ریاستی ڈھانچہ نہ ہو، معاشرے کا انتظام چلانے والی عوام کی رضا کار تنظیمیں ہوں، سرحدوں کی حفاظت کے بہانے عوام کی محنت سے پیدا ہونے والی اور قدرت کے تخلیق کردہ قدرتی وسائل پر قبضے کیلیئے دنیا کے کسی بھی خطے میں جنگیں نہ ہوں۔

جاگیرداری،، قبائلی ،سرمایہ داری اور سامراجی مفادات کی حفاظت کیلیئے محنت کش عوام اور محکوم قوموں کو استحصالی طبقات کے کنٹرول میں رکھنے کیلیئے عوامی حقوق کے خلاف مذہبی نظریات ،فرقہ وارانہ تعصّبات،فرسودہ سماجی روایات،ملکی،قومی،نسلی اور صنفی تنگ نظری کے حربوں کا استعمال اور انکو برقرار رکھنے والے قوانین نہ ہوں،مقامی ریاستوں اور عالمی سامراج کی جانب سے ساری دنیا میں بنائے گئے مذہبی بنیاد پرست جنونیوں کی تعداد جو لاکھوں میں صرف پاکستان میں ہے،اس سے عوام نجات حاصل کریں۔

یہ تو ہوئی میری نظریاتی سیاست اور اس پر عمل کرنے کا میرا خیال یا میری خواہش،ان سارے خیالات وخواہشات کی مرحلہ وار تکمیل کیلیئے میں کچھ عملی اقدامات کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں،یہ کتاب بھی اس عملی تجربے کا اظہار ہے۔

پاکستان میں زیادہ عرصہ عالمی سامراجی قوتوں کی مدد سے فوجی آمریتیں رہی ہیں اُن کے سولین حصہ دار جاگیردار،سردار، رجعت پسند علماء سواُن کے بنیاد پرست دہشت گرد،گلوبل سرمایہ

دارانہ نظام کے، عالمی ایجنٹ دلال سرمایہ دار، درمیانہ طبقے کے نام نہاد ماہرین، تنگ نظر دیہی وشہری قوم پرست، لسانی گروہ اور جرائم پیشہ، دہشت گرد ہوتے ہیں، فوجی آمریتوں کے خلاف جب عوام کی نفرت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو فوجی جنرل پردے کے پیچھے چلے جاتے ہیں اور اپنے سولین حصہ داروں کو سامنے لے آتے ہیں۔

سولین حصہ داروں کے اندر مختلف گروہ، ان کی مختلف شکلیں مختلف سیاسی پارٹیوں اور تنظیموں کی صورت میں نظر آتی ہیں، فوجی جنرل اپنی جنگی مہارت کو سولین حصہ داروں کی کشمکش میں پوری طرح استعمال کرتے ہیں، وہ اپنے سولین حصہ داروں کو آپس میں اس طرح لڑاتے اور متحدر کھتے ہیں کہ سولین حکومتیں اوران کی حزب اختلاف کا کنٹرول مکمل طور پر آمر فوجی جنرلوں کے ہاتھ میں رہے ہر سیاسی پارٹی اوران کی تنظیمیں، ادارے اور اسمبلیوں میں ممبران کی تعداداتنی نہ ہوجائے کہ وہ فوجی جنرلوں کے کنٹرول سے باہر ہوجائے یا صوبائی اوروفاقی حکومت اپنی سیاسی قوت کے بل پر قائم کر کے چلاسکیں، اگر کبھی ایسا ہوتا ہے تو فوجی جنرل اپنی پیدا کردہ اتحادی پارٹی کو اقتدار سے علیحدہ کر کے آمرانہ طریقوں سے کچل کر اس کو اس سائز (حد) میں لے آتے ہیں، جہاں ان کو فوجی جنرل اپنی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے آسانی سے کنٹرول کرسکیں۔

گلوبل سرمایہ اپنے عالمی حصہ داروں کے مفاد میں جب کسی ملک یا اس کے کسی علاقہ کے قدرتی اورانسانی وسائل پر قبضہ کرتا ہے، اپنا تیار صنعتی وتجارتی مال اوراپنی تیار کردہ انسانی مہارتوں کو مہنگے داموں فروخت کرنے کیلئے دنیا بھر کے ممالک خاص طور پر ترقی پذیر پسماندہ ممالک کی منڈیوں پر کنٹرول حاصل کرتا ہے، عالمی سامراج (گلوبل سرمایہ دارانہ نظام) ایک طرف عالمی اسٹیبلشمنٹ، ناٹو ممالک کی افواج خفیہ ایجنسیوں اور سرمائے کے گولوں کو بے رحمانہ انداز سے استعمال کرتا ہے اور ساتھ ہی عالمی رائے عامہ کو اپنے حق میں رکھنے کیلئے نشانہ بننے والے پسماندہ ممالک میں ایسے مذہبی اور نسلی بنیاد پرست دہشت گرد گروپ اور تنظیمیں پیدا کرتا ہے جو اپنے ممالک کے ساتھ ساتھ پڑوسی ممالک اور پوری دنیا میں دہشت گرد کاروائیاں کر کے دنیا بھر میں غیر مسلح جمہوریت پسند عوام ان کی سیاسی پارٹیوں اور تنظیموں کو خوفزدہ کرسکیں اوردہشت گردی کے

خلاف جنگ میں عالمی سامراجی قوتوں کو فوجی کاروائیوں کے جواز پیدا کر کے دیتے رہیں تا کہ سامراجی ممالک کی جنگی اور سیکورٹی آلات کی صنعت وتجارت جاری رہے اور یونائیٹڈ نیشن آرگنائیزیشن UNO ورلڈ بینک WB ،انٹرنیشنل مانیٹرنگ فنڈ IMF ،اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائیزیشن WTO جیسے سیکڑوں اداروں کے قوانین اور قراداوں یعنی فیصلوں کا سہارا لیکر گلوبل سرمایہ قبضے اورکنٹرول کی جنگ میں عالمی قوانین اورفوجی قوت کو استعمال کرتا رہے۔

دوسری طرف ٹیکنالوجی کی ترقی نے صنعتی پیداوار کو زیادہ پیدوار کی جس بلند سطح پر پہنچانے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے اُس کے خریدار اس رفتار سے پیدا نہیں ہو رہے،اس مہنگی پیداوار کے خریداروں کی قوت خرید دن بدن کم ہوتی جارہی ہے، سستی اجناس خریدنے والوں کیلئے گلوبل سرمائے نے سستی صنعتی پیداوار چین ،ہندوستان بنگلہ دیش جیسے ان ممالک میں پیدا کروانا شروع کردی جہاں افرادی قوت زیادہ ہے،محنت کشوں کی اُجرتیں اور سہولتیں ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہیں اور مقامی سرمایہ داروں کی حصہ داری آسان نظر آتی ہے، یہ مقامی سرمایہ دارانہ مفادات ان ترقی پذیر ممالک کے اس قدر مضبوط اور وسیع ہو گئے ہیں کہ اس نے گلوبل سرمایہ داری نظام میں ایک نئی دراڑ ڈال دی ہے۔

شنگھائی کوآپریشن آرگنائیزیشن نے ہمارے خطے میں اپنی علیحدہ حیثیت منوانا شروع کردی ہے جس کی وجہ سے گلوبل سرمائے کی فتوحات کا سلسلہ رُک گیا ہے یا سُست ہو گیا ہے،شام پر ناٹو فورسس ابھی تک اسلئے قبضہ نہیں کرسکی ہیں کہ اسکی فوجی قوت کے ذریعے قبضے کی سامراجی قرارداد UNO کی سلامتی کاونسل سے روس اور چین کے ویٹو کی دھمکی کی وجہ سے پاس نہیں ہو رہی ہے۔

گلوبل سرمایہ داری کو بحران سے نکالنے کا ایک اور منصوبہ سرگرم ہے جس کے ذریعے گلوبل سرمائے کی پیداوار کے لئے خریدار بڑھائے جائیں خریدار اب تب ہی بڑھ سکتے ہیں جب زرعی اصلاحات کر کے زمینیں،زرعی پانی بے زمین کسان اور کھیت مزدور عورتوں اور مردوں میں تقسیم کی جائیں،تعلیم اور تربیت کا ایسا نظام رائج کیا جائے جس کے ذریعے ایسے ہنرمند پیدا کیئے جائیں جو ماڈل اور فیشن کی تبدیلی کے ساتھ غیرضروری طور پر ضروریات زندگی کا اپنا سامان

اور طریقہ تیزی کے ساتھ تبدیل کرتے رہیں۔

پھر خریداروں کے اس نئے طبقہ کیلئے روزگار کے نئے موقع پیدا کرنے کیلئے بہت زیادہ وسائل کی ضرورت ہے جو اب ترقی پزیر ممالک کی ریاستی حفاظت کے نام پر، فوجی بجٹ امن و سلامتی اور خدمات کے نام پر ریاست کے انتظامی اداروں پر اس طرح خرچ ہو رہے ہیں کہ عوام کی سلامتی اور خدمات دونوں ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

گلوبل سرمایہ داری کی نئی ضروریات اور اسکی نئی حکمت عملی نے گلوبل سرمائے اور اس کی اسٹبلشمنٹ کو ایک نئے بحران سے دو چار کردیا ہے انکے پرانے اتحادیوں کی ریاستیں ان کے آمر بادشاہ، فوجی جنرل، ظالم سردار، جاگیردار، مفاد پرست نوکرشاہی، استحصالی نظریات کو قائم رکھنے والی تنگ نظر مذہبی، قومی اور لسانی سیاسی پارٹیاں اور تنظیمیں، تعلیم، اور تربیت کے رجعتی ادارے، رجعت پسند نظریات اور خیالات کو پھیلانے والی موقع پرست میڈیا، انکی حفاظت کرنے والی پولیس، خفیہ ایجنسیاں اور عدلیہ سب کے مفادات اور تعلقات ایک ایسی الجھن کا شکار ہوئے ہیں جس کا حل ممکن نہیں ہے۔

موجودہ دور کی سامراجی قوت گلوبل سرمایہ داری کو ماضی کی طرف لے جانے کیلئے اس کے ماضی کے اتحادی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، ماضی کی طرف گلوبل سرمایہ داری کا پلٹنا ناممکن ہے، کثرت پیداوار، مہنگی پیداوار اور کم خریداری کے معاشی بحران میں اب یہ سرمایہ داری نظام دفن ہو جائے گا۔

موجودہ استحصال کے شکار محنت کش عوام بادشاہتوں، فوجی آمریتوں، سرمایہ داری، جاگیرداری، نوکرشاہی کے نظام، مذہبی، قومی اور لسانی تنگ نظروں کی دہشت گردی کے خلاف ہیں، وہ سامراجی دہشت گردی کے بھی اتنے ہی مخالف ہیں جتنے سامراجیوں کے ماضی کے اتحادیوں اور موجودہ نام نہاد مخالف رجعت پسند حکمران طبقات کے ہیں اب عوامی حقوق کی جدوجہد کرنے والے ترقی پسند عوام دوست جمہوریت پسند وہ قوم پرست ہیں جو زرعی اصلاحات کے حامی ہیں جن کو سامراجی قوتوں نے اپنے اتحادیوں کی ریاستی قوت کے ذریعے کچلا ہے۔

سامراجی قوتوں کے ماضی کے اتحادی اپنے مفادات چھوڑے بغیر اپنے ماضی کے آقاوں سے اپنا ماضی کا حصہ بچانے کیلئے کبھی لڑتے ہیں، کبھی خوشامد کرتے ہیں، کبھی چین اور روس سے تعلقات کی دھمکیاں دیتے ہیں، کبھی ماضی میں کچلی گئی ترقی پسند عوام دوست قوتوں کو اپنے مفادات چھوڑے بغیر اپنے ساتھ کھڑے کرنے کی غلط خواہشوں کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہم ترقی پسند عوام دوست قوتوں کے مقاصد ماضی کی طرح آج بھی گلوبل سرمایہ داری کے سامراجی نظام اور ان کے اتحاد کے ذریعے طاقتور ہونے والے ان کے ماضی کے اتحادی عوام دشمن حکمران ٹولہ اس کے عوام دشمن ادارے، نظریات اور اقتدار کو ختم کرنا ہے۔

ہم ماضی میں عالمی سامراجی قوتوں اور ان کے مقامی حکمران طبقات اور گروہوں کا اقتدار ختم کر کے ترقی پسند عوام دوست معاشی اور سیاسی نظام قائم کرنے کے لئے اقتدار پر قبضہ کرنے اور اس کی حفاظت کیلئے روس اور چین کی طرف دیکھتے تھے، جواب گلوبل سرمایہ داری کا حصہ ہیں ،جن کا عالمی سامراجی اداروں کے ساتھ اپنے اپنے مفادات کیلئے اتحاد اور تضاد دونوں ہیں اس لئے اب ہر قسم کے استحصال سے پاک معاشرے کے قیام کیلئے محنت کش عوام اور ان کے دوستوں کو اپنی سیاسی طاقت قائم کرنی ہوگی۔

یہ کام بہت ہی زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہے پُل صراط پر چلنے جیسا ہے جس پر توازن خراب ہونے کی صورت میں عوام دوست قوتیں سامراج کے خلاف پاکستان کی رجعت پسند بنیاد پرست قوتوں کی جنگ لڑ رہی ہونگی یا رجعت پسند ،بنیاد پرست قوتوں کے خلاف عوام کی لڑائی عالمی سامراجی قوتوں کے حق میں لڑتی ہوئی نظر آئیں گی ۔دونوں عوام دشمن قوتوں کے خلاف بہت ہوشیاری سے آگے بڑھنا ہوگا ہر قسم کی انتہا پسندی اور موقع پرستی سے بچنا ہوگا ،ایسی دو دھاری تلوار بننا ہوگا جو عوام دشمن قوتوں کو کمزور کرتے ہوئے آگے بڑھ کر عوام کو سیاسی قوت بنانے کا کام کرے، جاگیرداروں سرمایہ داروں اور عوامی سیاست کا فرق عوام کو دکھائیں۔

عوام کو سیاسی قوت بنائے بغیر عوامی جمہوری انقلاب نہ آسکتا ہے نہ ہی اس کو قائم رکھا جاسکتا ہے ،عوام کی سیاسی قوت بنانا اور قائم رکھنا کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ آپ کو یہ کتاب

''مائی جوری اورعوامی سیاست'' پڑھ کر ہو جائے گا، یہ عوام کی سیاسی قوت بنانے اوراس کوقائم رکھنے کا تاریخی ماڈل ہے، یہ کتاب جاگیرداروں، سرمایہ داروں کا دباؤ اورعوامی سیاست کا فرق واضح کرتی ہے۔

محنت کشوں کی طبقاتی سیاست کرنے والے ساتھی صرف اس صورت میں اس کتاب سے بھر پور فائدہ اُٹھاسکتے ہیں جب وہ پہلے سے اُس علاقے کے حالات، مسائل اور جدوجہد کرنے والے محنت کشوں کی طاقت، طریقہ کار اور نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوں، جدوجہد کی منصوبہ بندی کافی غوروفکر کے ساتھ کریں اور کامیابی کی صرف اتنی اُمید رکھیں اور دکھائیں جتنی کامیابی کا امکان ہو، مائی جوری جمالی کی انتخابی عمل میں شرکت کے اسباب اور طے شدہ کامیابی کو جانے بغیر فلسفیانہ اور موقع پرستانہ تنقید کا جواب نہیں دیا جاسکتا، میری کوشش ہے کہ مائی جوری جمالی کے گاؤں والوں کے مسائل اور انکی جدوجہد کی معلومات آپکی خدمت میں پیش کرنے کے ساتھ عوامی انقلاب کے دعویدار ترقی پسند گروپوں کا اس انداز سے جائزہ لیں کہ ہم حکمران طبقات، ان کے ملکی اور عالمی اتحادیوں کی سیاسی طاقت کا مقابلہ کرنے کیلئے کیا حکمت عملی رکھتے ہیں ہماری اپنی تنگ نظری عوام کو سیاسی طاقت بننے سے کس طرح روکتی ہے، عوامی سیاست جاگیردارانہ سیاست سے کیسے مختلف ہے اوراس انقلابی سیاسی عمل کے ذریعے کیسے عوام کو سیاسی طاقت بنایا جاسکتا ہے۔

محمد رمضان

سالہا سال یہ بے آسرا جکڑے ہوئے ہاتھ
رات کے سخت وسیہ سینے میں پیوست رہے
جس طرح تنکا سمندر سے ہو سرگرم ستیز
جس طرح تیتری کہسار پہ یلغار کرے
(فیض)

روشن کہیں بہار کے امکاں ہُوئے تو ہیں
گلشن میں چاک چند گریباں ہُوئے تو ہیں
(فیض)

باب اول

# مائی جوری کا گوٹھ

مقامی زبان میں گاؤں کو گوٹھ کہتے ہیں، گوٹھ غلام محمد بلوچستان کے ضلع جعفر آباد کے تحصیل گنداخہ میں ہے، یہ گوٹھ تقریباً دوسو سال پرانا ہے، گوٹھ غلام محمد سندھ کے ضلع قمبر شہداد کوٹ کے شہر شہداد کوٹ سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر بلوچستان کی طرف نہر سیف اللہ مگسی کی دوسری طرف سندھ کی سرحد پر واقع ہے، گوٹھ غلام محمد کے ساتھ نہر سیف اللہ مگسی سے پہلے سندھ کا آخری گاؤں استاد صلاح الدین بروہی کا ہے، بلوچستان کے ضلع جعفر آباد کا قریبی بڑا شہر اوستہ محمد گوٹھ غلام محمد سے پیتالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، جعفر آباد ضلعے کا نام جمالی قبائل کے مرحوم سردار جعفر خان جمالی کے نام پر ہے، اسی طرح گوٹھ کا نام بھی کسی جمالی سردار یا وڈیرے کے نام پر ہے، گوٹھ غلام محمد کی کل آبادی چھ ہزار پانچ سوافراد پر مشتمل ہے، جس میں سب سے بڑی آبادی جمالی قبیلے کی سہڑیانی برادری کی ہے اسکے علاوہ رنگیانی، سومرہ، ابڑو، چاکیانی اور بروہی قبیلے کے لوگ بھی آباد ہیں، گوٹھ کی آبادی میں اکثریت محنت کش کسانوں کی ہے کچھ تعلیمیافتہ لوگ ملازمت پیشہ بھی ہیں، یہ گوٹھ بہت پرانا ہونے کے باوجود ترقی سے محروم ہے۔

طبقاتی قومی اور جمہوری سیاست کا مرکز ہونے کی وجہ سے گوٹھ غلام محمد میں تعلیم کے حصول کا شعور بڑھا وہاں بہت سی مشکلات کا سامنا کر کے گوٹھ کے اکثر لوگوں نے اپنے بچوں کو پہلے کئی کئی کلومیٹر پیدل سفر کی تکالیف برداشت کر کے سندھ کے شہر شہداد کوٹ اور بعد میں اپنے تحصیل ہیڈ کوارٹر گنداخہ کے ہائی اسکول اور کالج میں پڑھایا گاؤں کے لڑکوں کے ساتھ کچھ لڑکیاں بھی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ٹیچر بنیں اور دیگر سرکاری ملازمتوں میں آ گئیں اسکی وجہ سے انکی معاشی، سماجی

اور معاشرتی حیثیت میں تبدیلی آئی لیکن ساتھ ہی وڈیروں اور سرداروں کی انتقامی کاروائیاں بھی جاری رہیں۔

گوٹھ غلام محمد کے 150 سال پرانے پرائمری اسکول کو مڈل اسکول کا درجہ انہی انتقامی کاروائیوں کی وجہ سے نہیں دیا گیا کئی اور گاؤں اور علاقے، جہاں چار گھر بھی نہ تھے وہاں پرائمری اسکول مڈل اسکول بنے اور انھیں ہائی اسکول کا درجہ بھی دے دیا گیا ان اسکولوں کی عمارتیں وڈیروں کی اوطاق کے طور پر استعمال ہوتی ہیں اور ماسٹروں سے کمدار کا کام لیا جاتا ہے، جب کہ گوٹھ غلام محمد کا منظور شدہ ہائی اسکول گوٹھ سے ایک سو تیں کلومیٹر دور تحصیل صحبت پور کے گوٹھ سکندر کنڈ ریانی میں قائم کر دیا گیا ہے، اسکے باوجود بھی گوٹھ غلام محمد کے رہائشیوں نے وڈیروں اور سرداروں کے سامنے اپنا سر جھکانے سے انکار جاری رکھا تو انکے ذرائع معاش، زرعی پیداوار کو نقصان پہنچانے کے لئے انکے حصے کا زرعی پانی بند کروانے، چوری کروانے اور رکوانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

گوٹھ غلام محمد کے اکثر لوگوں کی زرعی زمینیں بیگاری نہر، سے نکلنے والی سیر مائنز سے ملنے والے پانی پر آباد ہوتی ہیں اس گاؤں کے بے زمین کسان بھی ان زمینوں پر بزگری ( آدھی بٹائی والے ہاری ) اور کھیت مزدوری کرتے ہیں اس گاؤں کی زرعی زمینیں سیر مائنز کے آخری حصے جسے ٹیل کہتے ہیں میں آباد ہوتی ہیں جب وڈیرے سیر مائنز کے ٹیل کا پانی رکوا دیتے ہیں تو گوٹھ غلام محمد کے باشندے معاشی بدحالی کا مقابلہ کرنے کیلئے عارضی طور پر نقل مکانی کرنے لگتے ہیں اپنی زمینیں ہونے کے باوجود دوسروں کی زمینوں پر بزگری، کھیت مزدوری کرنے لگتے ہیں یا کراچی اور دیگر شہروں میں مزدوری کرنے چلے جاتے ہیں، گاؤں کی عورتیں پینے کا پانی کافی دور سے پیدل چل کر سیف اللہ نہر پر لگے ہینڈ پمپوں سے بھر کر لاتی ہیں۔

## گوٹھ غلام محمد کی سیاسی جدوجہد کا پس منظر:

بلوچستان اور سندھ کے دیگر گوٹھوں کی طرح گوٹھ غلام محمد بھی اپنے گاؤں کے وڈیروں کے

معاشی، سماجی اور سیاسی کنٹرول میں رہا اس کے وڈیرے سیاسی طور پر اپنے جمالی سرداروں کے خاندان کے ہمیشہ تابعدار رہے ہیں، گوٹھ غلام محمد کے عوام دیگر گوٹھوں کی طرح وڈیروں کے علاوہ اپنے مرشدوں (پیروں) کے ذریعے بھی اپنے قبیلے کے سردار خاندان کے کنٹرول میں لمبے عرصے تک رہے۔

بلوچستان کے ماضی کے انقلابی ترقی پسند رہنماؤں کی اکثریت کا تعلق یا رابطہ سندھ کے انقلابی ساتھیوں سے رہا ہے، گوٹھ غلام محمد کے نزدیک سندھ کے پہلے گاؤں میں کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کی مرکزی کمیٹی کے رہنماء عبدالخالق بلوچ رہتے ہیں جن کو روپوشی کے زمانے میں صوفی کہا جاتا تھا، اب عوامی ورکر پارٹی کی وفاقی کمیٹی کے ممبر ہیں، کمیونسٹ پارٹی کے دوسرے مرکزی رہنماء مرحوم کامریڈ سائیں عزیز اللہ کسانوں کی تنظیم بنانے کیلئے گوٹھ غلام محمد کے کسان گھرانوں میں جاتے رہے ہیں انکے ساتھ بلوچستان بزگر کمیٹی بنانے کیلئے ٹھری میرواہ سندھ کے ساتھی کامریڈ غلام حسین شر مرحوم اور بلوچستان کے ساتھی مجاہد خادم حسین بنگلزئی کا مرکز بھی گوٹھ غلام محمد تھا۔

اس گاؤں کا ایک نوجوان سکندر جمالی جس کے والد بچپن میں فوت ہو چکے تھے، اس لئے انکی والدہ اور بہن اور بھائیوں کی سرپرستی انکے چچا علی محمد جمالی نے کی، سکندر جمالی اور انکے چچا علی محمد جمالی کی زمینیں، زرعی پیداوار اور اخراجات مشترکہ تھے، گاؤں میں اسکول کو وڈیروں اور سرداروں نے کبھی اپ گریڈ نہیں ہونے دیا اس کے باوجود علی محمد جمالی جن کو گاؤں کے سارے لوگ اور ہم تمام ساتھی پیار سے چاچا علو کہتے تھے، اپنے بھتیجے سکندر جمالی کو سندھ کے قریبی شہر شہداد کوٹ کے مڈل اسکول میں داخل کروایا۔

سکندر جمالی پہلے بلوچ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن پھر بلوچستان بزگر کمیٹی کے رہنماء بنے، اسکے بعد جب میں کمیونسٹ پارٹی پاکستان کی سندھ پارٹی کی صوبائی کمیٹی سے بلوچستان کی صوبائی کمیٹی میں منتقل ہوا تو وہاں سکندر جمالی بھی موجود تھے ان کی وجہ سے گوٹھ غلام محمد میں انکا گھرانہ جسکے سربراہ چاچا علو تھے کمیونسٹ پارٹی کے رہنماؤں اور کارکنوں کا ٹھکانہ بنا ہوا تھا۔

سکندر جمالی کی بہن نصیبہ جمالی چاچا علو کے بڑے بیٹے محمد حسیب جمالی کی بیوی ہے، چاچا علو کے چھوٹے بیٹے مومن جمالی اوراس گھرانے کے سارے بچے کمیونسٹ پارٹی کی انقلابی تحریک سے بچپن میں ہی وابسطہ ہو گئے، سکندر جمالی کے قریبی ساتھی محمد علی بروہی اور قاسم بروہی بلوچ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن، بلوچستان بزگر کمیٹی کے رہنماء اور کمیونسٹ پارٹی کے ممبر تھے، محمد قاسم بروہی (مرحوم) ایک بار پولیس کا وحشیانہ تشدد بہادری سے برداشت کر چکے تھے، محمد علی بروہی نئے دور کی نئی انقلابی جدوجہد کے ساتھ اب بھی چلنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

جب سکندر جمالی نے پٹ فیدر کسان تحریک کے دور میں اپنے جمالی سرداروں کے خلاف بروہی کسانوں کے حق میں بہادری سے ڈٹ کر سرگرمیوں میں حصہ لیا تو جمالی سرداروں نے انکے چاچا علو کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم نے اپنے بھتیجے کو ہمارے خلاف کسانوں کی حمایت سے نہیں روکا تو خراب نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے، کسی بھی روڈ حادثے میں تم اپنے بھتیجے سے محروم ہو سکتے ہو جس پر چاچا علو نے یہ بہادرانہ جواب دیا تھا کہ میرا بھتیجا حق اور انصاف کی بات کر رہا ہے میں اسکے ساتھ ہوں جو ہوگا دیکھ لیں گے۔

چاچا علو خود پڑھے لکھے نہیں تھے وہ ایک سیدھے سادے کسان تھے، ان کا طبقاتی نظام کی ناانصافیوں کے خلاف جدوجہد کرنے کا شعور بہت پختہ تھا ان کے گاؤں کے غریب کسان قبائلی جھگڑوں کے علاوہ شیعہ سنی فرقوں میں تقسیم ہو جاتے تھے انکو متحد رکھنے کیلئے چاچا علو سے جب پوچھا جاتا کہ تم کون ہو شیعہ یا سنّی تو وہ ہنس کر کہتے کہ میں نہ شیعہ ہوں اور نہ ہی سنّی میں تو وچ منّی ہوں یعنی دونوں فرقوں کے درمیان کا آدمی ہوں اور دونوں کے ساتھ ہوں۔

چاچا علو کے بھتیجے سکندر جمالی کمیونسٹ پارٹی کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد سیاست سے دلبرداشتہ ہو گئے، البتہ انکی بہن اور چاچا علو کی بھتیجی نصیبہ جمالی جو انکے بڑے بیٹے محمد حسیب کی بیوی، انکے بچے اور چاچا علو کے چھوٹے بیٹے مومن جمالی جو موومنٹ فار ریسٹوریشن آف ڈیموکریسی (MRD) کی 1983ء کی تحریک میں آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے اور MRD تحریک میں پاکستان کے سب سے کم عمر قیدی تھے، ان کو فوجی عدالت نے دو سال قید بامشقت کی سزا دی

،وہ اب بھی کسی نہ کسی طور پر ہمیشہ سماجی تبدیلی کے عمل میں شریک رہتے ہیں۔

مومن جمالی انقلابی سیاسی تحریکوں کے زبردست حامی ہیں اور مائی جورئی جمالی کی انتخابی مہم کا محرک کردار ہیں، وہ کمیونسٹ پارٹی کے ٹوٹنے کے بعد پورے ملک خاص طور پر سندھ اور بلوچستان کے ماضی کے انقلابی ساتھیوں کے ساتھ کسی نہ کسی طرح اپنا رابطہ برقرار رکھتے آئے ہیں انکی یہ خواہش کہ ماضی کے سارے ساتھی پھر سے متحد ہوکر ایک مضبوط اور موثر عوامی سیاسی پارٹی بن سکتے ہیں ،انکی یہ خواہش ہمارے جیسے بہت سارے ساتھیوں کی خواہشوں سے ہم آہنگ تھی،اس حقیقت کے باوجود کہ پہلے کمیونسٹ پارٹی کی موجودگی میں مختلف رہنماؤں کا انقلابی شعور، مفادات اور تصورات کیا تھے اب انکے نظریاتی ،سیاسی ،سماجی تصورات میں کیا فرق اور کتنا فرق آگیا ہے۔

کمیونسٹ پارٹی کے کئی سابق رہنماء تو اب کھلے عام یہ کہتے ہوئے سنے جاسکتے ہیں کہ ہم نے ماضی میں جو کچھ کیا غلط تھا ہمیں عوام کی انقلابی سیاست غیر سودمند دکھائی دیتی ہے، کئی ماضی کے ایسے ساتھی ہیں جو وقت اور حالات کے مطابق عوامی انقلاب کی سیاست بہت ساری تبدیلیوں کے ساتھ کرنے کی کوشش کررہے ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو انقلابی سیاست پرانے طور طریقوں سے ہی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہماری خواہشات کے مطابق موجودہ دور ماضی میں تو جا نہیں سکتا، ماضی کے ساتھی موجودہ دور کے مطابق اپنا شعور مرتب کر سکتے ہیں، پرانے ساتھیوں کو اب ٹوٹے ہوئے بھی بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، اسلیئے سماجی تبدیلیوں کا ایک ہی سطح کا شعور سب میں دوائی کی طرح داخل نہیں کیا جاسکتا ،سب کو اپنے اپنے تجربات سے سیکھنا ہے اپنے اپنے سماجی ،سیاسی ،شعور اور مفادات کے مطابق اپنے کردار کا تعین کرنا ہے، یہ بات اب بہت مشکل ہے کہ ماضی کے سارے ساتھی ایک ساتھ متحد ہوکر مشترکہ سیاست کرسکیں ،متحد ہونے کا یہ عمل بتدریج ہوگا۔

مستقبل کی سیاست ماضی کی سیاست کا تسلسل تو ہوگی مگر اسمیں ماضی کی نہیں مستقبل کی سیاست فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہوگی اسکے رہنماء اور کارکن بھی سیاسی عمل سے پیدا ہونگے ،مومن جمالی خود بھی میری طرح اپنے ماضی کے ساتھیوں کو متحد کرنے کے ساتھ مستقبل کے نئے

ساتھیوں،نئی نسل کے انقلابیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

گوٹھ غلام محمد اور اسکے قرب جوار کے گوٹھوں کا نہری پانی وڈیروں نے سرداروں کی مدد سے گذشتہ پانچ چھ سالوں سے بند کرنا شروع کر دیا، گوٹھ غلام محمد والوں کو اس صورتحال کو تبدیل کرنے کیلئے اپنی سیاسی طاقت بنانے اور منوانے کی سخت ضرورت تھی جسکو پورا کرنے کیلئے گوٹھ غلام محمد کے باشعور ساتھیوں نے اپنا ایک گروپ تشکیل دیا انھوں نے طے کیا کہ 2008 کے عام انتخابات میں اپنے گاؤں والوں کے ووٹ مقامی وڈیروں اور انکے سرپرست جمالی سرداروں کے خلاف استعمال کریں گے،اس گروپ میں مومن جمالی،صاحب ڈنو،عبدالکریم،صدورو جمالی اور گاؤں کے دیگر باشعور ساتھی شامل تھے اس گروپ نے مقامی وڈیروں سے اپنے عزائم پوشیدہ رکھ کر انکے خلاف انتخابی مہم چلائی،گاؤں کے لوگوں کو فوجی آمر جنرل پرویز مشرف کی بنائی ہوئی مسلم لیگ قائد اعظم (MLQ) کے صوبائی اسمبلی کے امیدوار جمالیوں کے سردار کے بیٹے سابق وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی کے بھتیجے سردار رستم خان جمالی کے خلاف پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) کے امیدوار سردار عطا اللہ بلیدی کو گوٹھ غلام محمد کے پولنگ اسٹیشن سے کامیابی دلوادی یہ کامیابی سردار عطا اللہ خان بلیدی یا پیپلز پارٹی کی نہیں بلکہ گوٹھ غلام محمد کے ان نوجوانوں کی تھی جنھوں نے پہلی بار یہ فیصلہ شعوری طور پر کیا تھا کہ وہ جمالی سرداروں کو ان انتخابی نتائج کے ذریعے یہ پیغام دیں گے کہ ہم تمہارے مقرر کردہ ان وڈیروں سے آزاد اپنی سیاسی حیثیت اور طاقت رکھتے ہیں جن کو آپ ہر انتخابی کامیابی کے بعد نوازتے رہتے ہیں اور گاؤں کے مسائل کے حل اور ترقی کے لئے کچھ بھی نہیں کرتے نوجوانوں کے اس گروپ کو گاؤں کے انتخابی نتائج سے سب سے زیادہ کامیابی یہ ہوئی کہ انکے حوصلے بڑھ گئے اپنی آزادانہ سیاسی سرگرمیوں پر اور گاؤں کے لوگوں پر اعتماد اتنا بڑھ گیا کہ وہ اس قابل بنے کہ مستقبل میں مزید آزادانہ سیاسی سرگرمیوں کے فیصلے کر سکیں۔

اس گروپ کے ساتھی مومن جمالی اور گاؤں کا کوئی بھی فرد جو ہمارا واقف ہوتا کسی بھی کام سے کراچی آتا تو ہمارے گھر ضرور آتا اور گاؤں کے مسائل حل نہ ہونے پر پریشانی کا اظہار کرتا ماضی کی سیاسی جدوجہد اور سرگرمیوں کو یاد کر کے ہمیں دعوت دیتا کہ گاؤں چلیں وہاں کے لوگوں کو

پھر ملک گیر دائرے میں جوڑیں ہم انھیں جواب دیتے کہ اب نئے حالات کے مطابق نئے انداز سے سیاسی کام کرنے کیلیئے عوامی پارٹی ملک گیر سطح پر تشکیل دی جا چکی ہے اسکو منظم کرنے کا کام جاری ہے، باہر سے کوئی کتنی کوشش کرلے کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک مقامی لوگ اپنا سیاسی عمل خود منظم ہوکر جاری نہ رکھیں ہر علاقے کے لوگوں کو اپنی سیاسی آزادی کا راستہ خود بنانا اور طے کرنا ہوگا ہماری مومن جمالی کے ساتھ یہ تکرار کافی عرصے تک چلتی رہی، جب گوٹھ غلام محمد کے نوجوانوں کے اس گروپ نے 2008ء میں اپنے گاؤں کی انتخابی پولنگ جیتی تو اسکے بعد وہاں کے ساتھیوں کا یہ اصرار مزید بڑھ گیا کہ ہم گاؤں میں آ کر عوامی پارٹی کا یونٹ قائم کریں۔

## گوٹھ غلام محمد سے ہمارا تعلق:

میرا اور شاہینہ کا سندھ اور بلوچستان میں سیاسی کام کے دوران مختلف گاؤں اور گوٹھوں کے ساتھیوں سے قربت اور سیاسی رشتہ جڑ گیا سندھ میں گاؤں بلھڑیجی (موئن جودڑو) لاڑکانہ کے ساتھی گلاب پیرزادہ کے گھرانے کے ساتھ ہمارے گھر کا ایسا رشتہ قائم ہوگیا جیسے رشتے داروں کا ہوتا ہے اسی طرح جب ہم کمیونسٹ پارٹی کا کام کرنے بلوچستان گئے تو ایسا ہی رشتہ ہم نے بلوچستان کے انقلابی گاؤں گوٹھ غلام محمد کے ساتھ قائم کرلیا تھا اور گوٹھ میں چاچا علو کے گھرانے سے ایسی تعلق داری قائم ہوگئی کہ ہماری اور انکی غمی اور خوشی میں شرکت ایک دوسرے کی ذمہ داری بن گئی جسکو پورا نہ کرنے پر گلہ جائز لگتا ہے، ہمارا یہ انداز بلکہ سچ تو یہ ہے کہ شاہینہ کا یہ انداز اپنے دیہی ساتھیوں سے انکے مسائل جذبوں اور تحریکوں سے اتنا قریب رکھتا ہے کہ ہم ان گھرانوں اور گوٹھوں میں انکے اپنے لوگ شمار ہوتے ہیں۔

میری کوئٹہ بلوچستان میں نوکری اور پارٹی میں کام کے دوران اوستہ محمد کے ایک اسکول میں شاہینہ کو ملازمت مل گئی شاہینہ کے ساتھ چاچا علو کے گھرانے کے بچے عبدالخالق، مومن جمالی اور ستار اپنی تعلیم کے حصول کیلیئے رہتے تھے، شاہینہ اور بچوں کی رہائش عبدالرحیم رند کے اسٹیشن کے پاس والے مکان میں تھی مرحوم استاد سکندر رند، غلام دستگیر رند اور عبدالرحیم رند کی فیملی کی آمدورفت

کی وجہ سے ادستہ محمد کے لوگ ہمیں رندوں کا رشتے دار سمجھتے تھے اسطرح جمالیوں اور رندوں کی وجہ سے ہمیں مقامی ہی سمجھا جاتا تھا۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کے ساتھ ہمارا مضبوط سیاسی رشتہ پٹ فیدر کی جدوجہد کے دوران رہا تھا، ہمارے ساتھیوں کی پٹ فیڈر کے علاقے میں نہ زرعی زمین تھی نہ ہی مکان اسکے باوجود ہم لوگوں نے سندھ کے مختلف علاقوں خاص طور پر کراچی، حیدراباد سے آکر بلوچستان کے علاقے پٹ فیڈر میں کسانوں کی زمینوں پر سرداروں کے قبضے کو رکوانے کیلئے جنرل ضیاء الحق کی مارشل لاء کے سخت ترین دور میں جدوجہد کی، گرفتاریاں دیں مچ جیل تک کی سزائیں کاٹیں اور بھٹو دور میں کی گئی زرعی اصلاحات کو ختم کرنے کی جنرل ضیاء الحق اور سرداروں کی کوششوں کو ناکام بنایا۔

## جعفرآباد کے ضمنی انتخاب کا پس منظر

بلوچستان کی صوبائی اسمبلی PB-25 جعفرآباد-1 سے مسلم لیگ (ق) کے منتخب ممبر صوبائی اسمبلی وزیر رستم خان جمالی کا کراچی کے گلستان جوہر کے علاقے میں قتل ہوگیا اس قتل کے بعد جعفرآباد بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کی نشست خالی ہوگئی، گوٹھ غلام محمد کے ساتھی فون پر اصرار کرتے رہے کہ اس خالی نشست پر عوامی پارٹی پاکستان کی طرف سے کسی کو نامزد کر کے ضمنی انتخاب میں بھرپور حصہ لیا جائے۔

ہم نے ساتھیوں کو جواب دیا کہ عوامی پارٹی پاکستان کا بلوچستان میں کام ابھی صرف رابطوں کی صورت میں ہے اسلیئے پہلے پارٹی کی ممبر شپ کرو تنظیم بنانے میں مدد کرو پھر انتخابات میں حصہ لینے کا سوچیں گے، وہ بھی پہلے بلدیاتی انتخابات میں اپنی سیاسی حمایت کا اندازہ کریں گے پھر صوبائی اور قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے کا منصوبہ بنائیں گے، گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی خواہش کا اظہار میں نے اور شاہینہ نے اپنے ساتھیوں آدم ملک اور تاج مری سے کیا انکی بھی رائے یہ تھی کہ بلوچستان کے اس خطرناک علاقے میں عوامی پارٹی کی پختہ تنظیم کاری کے

بغیر انتخابی عمل میں کودنا خطرناک اور غیر موثر رہیگا اسلیئے ہم نے پارٹی کے مرکزی رہنماء حسن ناصر اور ایوب ملک کی خواہش پر پنڈی کے قومی اسمبلی NA 55 کے ضمنی انتخابات کی سرگرمیوں میں وہاں جاکر شامل ہونے کا فیصلہ کیا میں اور ساتھی تاج مری مورخہ یکم جنوری 2010ء کو راولپنڈی میں گئے وہاں جام شورو کے ہمارے نوجوان جدوجہد کرنے والے ساتھی زاہد علی میسو پوری سرگرمی کے ساتھ پہلے ہی ان انتخابی سرگرمیوں میں شریک تھے۔

پنڈی میں عوامی پارٹی کے انتخابی امیدوار مزدور رہنما عبدالستار تھے، وہ پنڈی کی ریلوے کیرج فیکٹری میں ملازم تھے اب ریٹائر ہو چکے ہیں، کیمونسٹ پارٹی کی جانب سے ماضی میں قائم کی جانے والی ورکشاپس کی ملک گیر ریلوے محنت کش یونین کے مرکزی صدر تھے اور اب بھی ہیں۔

جب ہم اس انتخابی عمل میں حصہ لینے پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ پارٹی کے ساتھی ابھی یہ بنیادی نکتہ طے نہیں کر پائے تھے کہ ہمارا اُمیدوار اپنے آپ کو کس طبقے کا نمائندہ کہلوائے گا، ستار بھائی تھے تو محنت کش طبقے کے ٹریڈ یونین رہنماء مگر انکا خیال تھا کہ مزدور رہنما کہلانے سے مڈل کلاس کے تجارت پیشہ لوگ انہیں اپنا نمائندہ تصور نہیں کریں گے اور انھیں ووٹ نہیں دیں گے ،جبکہ میرا اور دوسرے کئی ساتھیوں کا خیال تھا کہ وہ مڈل کلاس کے آدمی نہیں ہیں صرف رہنے کا گھر اپنا ہے، خود بے روزگار ہیں تو مڈل کلاس کے لوگ ان کو اپنا نمائندہ مان کر کیوں ووٹ دیں گے، اس رویئے کی وجہ سے ریلوے محنت کشوں کا نمائندہ بنکر ملنے والے ووٹ اور سیاسی طاقت انھیں علاقے کے مڈل کلاس کو متاثر کرنے کا جو موقع فراہم کرتی ابھی تو وہ اس سے بھی محروم ہوتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

تاج مری، آدم ملک اور میں نے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی خواہش اور تجویز پر غور کرنا شروع کیا کہ جعفرآباد کے ضمنی انتخابات میں کسی غریب ہاری کو کھڑا کر کے طبقاتی بنیاد پر انتخابات میں حصہ لیا جائے تو عوامی پارٹی بلوچستان میں اُبھرے گی اسکے مثبت اثرات پورے پاکستان کی عوامی سیاست پر پڑیں گے، ہم پنڈی کے ضمنی انتخابات سے پہلے ہی کراچی واپس آگئے۔

کراچی میں ان دنوں مومن جمالی اور مائی نصیبہ ہمارے گھر شاہینہ کی عیادت کے لئے آئے ہوئے تھے ان دنوں شاہینہ کا آپریشن ہوا تھا، کراچی میں ہم نے آپس میں مشورہ کیا، جعفرآباد کے حلقہء انتخاب کے کئی پہلوؤں پر غور کیا PB-25 جعفرآباد-1 بلوچستان کا علاقہ ڈاکوؤں، اغوا برائے تاوان اور عورتوں کو کاری کر کے قتل کرنے اور دیگر جرائم کے حوالے سے مشہور ہے جہاں یہ علاقہ کراچی سے بہت دور ہے وہاں شہدادکوٹ سے قریب ہے جہاں ہمارے جدوجہد کرنے والے ساتھی موجود ہیں، قریب ہی صوفی عبدالخالق بلوچ کا گاؤں موجود ہے جو بہت مددگار ثابت ہوسکتا تھا اس حلقہ انتخاب کا ایک شہر اوستہ محمد جو گوٹھ غلام محمد سے پیتالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہاں سے کچھ عرصہ پہلے تین عورتوں کو کاری کے الزام میں انکے خاندان کے لوگوں نے پکڑ کر قریبی علاقے میں زندہ دفن کردیا تھا یہ مشہور واقعہ کچھ ماہ پہلے ہو چکا تھا جسکو بلوچ سرداروں نے سینٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاسوں میں بڑے فخر سے اپنی غیرت کی روایات قرار دیا تھا، پاکستان اور ساری دنیا میں اس علاقے کے سرداروں کی سخت مذمت کی گئی تھی، پاکستان کی سول سوسائٹی اور عورتوں کے حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیمیں اس علاقے کے سرداروں کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کرچکی تھیں۔

آدم ملک کی تجویز پر کہ اس انتخاب میں کسی ہاری عورت کو اپنا امیدوار نامزد کیا جائے، پہلے بلوچستان کے ساتھی کچھ پریشان ہوئے پھر ہم نے غور کیا کہ بلوچ معاشرے میں عورت کو کاری قرار دیکر قتل کرنا جتنا آسان ہے اتنا ہی زیادہ دوسرے حوالوں سے احترام بھی ہے، عورتیں اگر فائرنگ کے درمیان کھڑی ہوجائیں تو قبائلی جنگ رک جاتی ہے، قتل کا بدلا معاف کروانے کیلئے عورتیں چلی جائیں تو قتل معاف ہوجاتے ہیں اور راضی نامہ ہوجاتا ہے۔

لیکن یہاں مسئلہ سیاسی جدوجہد کا تھا عورتوں کے جمہوری عمل میں شرکت اور حصہ لینے کا تھا، سرداروں کے ظلم اور خوف کا مقابلہ کرنے کا تھا، اسلئے ہم سب جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں کسی عورت اُمیدوار کو نامزد کرنے کیلئے تیار ہوگئے اب سوال تھا ایسی عورت اُمیدوار کا جو سیاسی طور پر باشعور ہو، تعلیمیافتہ ہو، جرت منداور بہادر ہو، اپنا موقف پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، کسی بھی طرح کسی قسم کے دباؤ میں نہ آئے اور سب سے بڑی بات اسکے گھر والے، خاندان والے اسکا نام

غیر مردوں میں لینے، پکارنے، اسکے نام اور تصویر کے پوسٹر اور نعرے لگوانے کیلئے تیار ہوں وہ الیکشن کمیشن، میڈیا، جلسوں، مظاہروں اور سیاست کے سارے میدانوں میں اپنا کردار بلا جھجک اور موثر طور پر انجام دے سکے اور جعفر آباد جیسے مشکل علاقے میں دلیری سے کھڑی ہو سکے اس ساری گفتگو کے موقع پر کراچی میں موجود نصیبہ جمالی نے کہا کہ میں پڑھی ہوئی نہیں ہوں مگر سردار اور پیسے والے لوگ جو حکومت کرتے ہیں کیا وہ ہم ہاریوں کے مسئلے حل کرتے ہیں؟ میں ایک بلوچ ہاری عورت ہوں، میرے شوہر بیٹے اور خاندان والے مجھے نہیں روکیں گے میں اپنی بات کو اپنے طبقے کے مسائل کو اور پارٹی کے سیاسی موقف کو لوگوں کے سامنے رکھ سکتی ہوں۔

میں آپکو یہ بتا تا چلوں کہ سیاسی طور مائی نصیبہ جمالی وہ باشعور عورت ہے جو گوٹھ غلام محمد میں کمیونسٹ پارٹی کے دور میں پارٹی کے نظریات اور سیاست سے بہت متاثر تھی اس نے اور اسکے گھر والوں نے اسکے بڑے بیٹے کا نام افغان انقلاب کے رہنماء نور محمد کے نام پر رکھا، دوسرے بیٹے کا نام دوسرے افغان رہنماء کے نام پر ببرک کارمل رکھا، ڈاکٹر نجیب اللہ کے دور میں پیدا ہونے والے اپنے بھتیجے کا نام نجیب اللہ رکھوایا، مائی نصیبہ اسکا شوہر حسیب جمالی اور اسکے سارے بچے کمیونسٹ ساتھیوں کی خدمت اور رفاقت پر فخر کرتے تھے۔

نصیبہ جمالی کی رضامندی کے بعد جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں شرکت کیلئے عورت امیدوار کا مسئلہ تو حل ہو گیا اب مسئلہ تھا حکمت عملی کا کہ چاچا علو کے گھرانے کے علاوہ پوری سُہر یانی برادری اور گوٹھ کے سارے لوگ ہمارے اُمیدوار کی حمایت کسطرح کریں گے، اس کے لئے یہ طے ہوا کہ ہم انتخابی اُمیدوار کا حتمی فیصلہ گوٹھ کے سرگرم سیاسی ساتھیوں کی میٹنگ میں کریں گے۔

کسان تحریک میں کام کرنے کا میرا تجربہ اور تحقیق یہ ہے کہ کسان تنظیم بنانے، تحریکیں چلانے والے اسکے مرکزی رہنما شہروں کے درمیانہ طبقے کے تعلیم یافتہ لوگ رہے ہیں، لیکن کسان تحریکوں میں سب سے مشکل کام تھا سرداروں، وڈیروں اور انکے کمداروں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہونے والے کسان ساتھیوں کا جو گاؤں، تحصیلوں اور ضلعوں کے کسان رہنما و کارکن

ہوتے تھے جن میں سے کچھ جاگیردارانہ نظام کے خلاف اپنی نفرت اور بدلے کا اظہار غیر قانونی سرگرمیاں کر کے جیل جا کر کرتے تھے جیلوں میں ان کسانوں کی ملاقات سیاسی قیدیوں سے ہوتی تھی اسطرح انکی سیاسی تعلیم و تربیت جیلوں میں ہوتی وہ غیر قانونی سرگرمیاں چھوڑ کر کسان کارکن اور رہنما بن جاتے تھے انکو گرفتار ہونے یا جیل جانے کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔

ہمارے ساتھی کامریڈ قادر بخش سیلرو بھی انھی ساتھیوں میں سے ہیں جو آج قمبر شہداد کوٹ ضلع کے ساتھ پورے سندھ میں ہاری اور مزدوروں کے رہنما شمار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ کسی نہ کسی عوام دوست سرگرمی میں مصروف ہوتے ہیں، میں نے مومن جمالی اور مائی نصیبہ سے معلوم کیا کہ آپ کے گاؤں میں ایسے افراد ہیں جن کو گرفتار ہونے اور جیل جانے کا خوف نہ ہو، کچھ غور کے بعد بتایا گیا کہ ہمارے گاؤں میں ایسے افراد موجود ہیں بشرطیکہ وہ ہمارے ساتھ اس سیاسی مہم میں شریک ہو جائیں یہ طے پایا کہ اگلے کچھ دنوں میں عوامی پارٹی اور اسکے ہمدردوں کا ایک وفد گوٹھ غلام محمد جائے گا، گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں سے میٹنگ کریگا اس میٹنگ میں کوشش کی جائے گی کہ گوٹھ کے وہ لوگ ضرور شامل ہوں جو سرداروں اور وڈیروں کے جبر اور جیل جانے سے نہیں ڈرتے۔

☆☆☆

ابھی چراغ سر راہ کو کچھ خبر ہی نہیں
ابھی گرانیء شب میں کمی نہیں آئی
نجات دیدہ و دل کی گھڑی نہیں آئی
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی
(فیض)

باب دوئم

# مائی جوری جمالی کی نامزدگی کا عمل

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے اطلاع دی کہ ہمارے ساتھ میٹنگ کیلئے اتوار 29.1.2010 شام چھ بجے کا وقت مقرر ہوا ہے، آپ لوگ ضرور آئیں، آدم ملک، شاہینہ اور میں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس میٹنگ میں ضرور جانا چاہیئے شاہینہ اپنی طبیعت کی خرابی اور آپریشن کی وجہ سے نہیں جا سکی لیکن انہوں نے ذمہ داری لی کہ گاڑی ڈرائیور، گیس، تیل اور سفری اخراجات کا بندوبست کریں گی۔ ہم نے ساتھ عوامی پارٹی پاکستان (APP) لاڑکانہ ڈویژن کے کنویز مراد پندرانی کو حیدراباد سے ساتھ لیا راستے میں انھیں جعفرآباد کے ساتھیوں کی خواہش اور ضمنی انتخابات میں عوامی پارٹی کا امیدوار نامزد کرنے کے مقاصد سے آگاہ کیا، مراد پندرانی گوٹھ غلام محمد کے قریبی گاؤں کے رہائشی ہیں، اسکے بعد کامریڈ قادر بخش سیلرو کو شہدادکوٹ سے اپنے ساتھ لیا شام کو چھ بجے گوٹھ غلام محمد پہنچے۔

ماضی کی طرح ہم لوگ سب سے پہلے ادی نصیبہ جمالی اور حسیب جمالی کے گھر آئے ان سے حال احوال کیا ہماری پہلی میٹنگ عبدالکریم جمالی کے کیبل نیٹ ورک کی دکان میں ہوئی اس تاریخی میٹنگ میں ہم باہر سے آئے ہوئے پانچ افراد میرے علاوہ آدم ملک، قادر بخش سیلرو، مراد پندرانی، ڈرائیور جبار خاصخیلی شریک ہوئے، گوٹھ سے عبدالکریم جمالی، صاحب ڈنو جمالی، صدورو خان جمالی، مومن جمالی، نیاز حسین جمالی، عبدالستار جمالی، عبدالخالق جمالی، نور محمد جمالی، ببرک کارمل، نجیب اللہ جمالی،، سروان جمالی، جوگی، اسماعیل اور گوٹھ کے دیگر افراد شامل تھے۔

میٹنگ کی ابتداء میں شریک ساتھیوں کے ساتھ انکے مسائل کے حوالے سے بات چیت کی

گئی، بات چیت کے دوران سب سے اہم نکتہ زرعی پانی کی چوری، سیر مائینز کی ٹیل پر پانی نہ آنے کو ساتھیوں نے قرار دیا، اس میٹنگ کی کاروائی آدم ملک نے خوبصورتی سے چلائی، دوسرے علاقوں کے لوگوں کی طرح یہاں بھی ساتھیوں کی وہ خواہشات سامنے آنے لگیں کہ انکے مسائل کے حل کیلیئے ہم کچھ کریں یعنی ساری جدوجہد عوامی پارٹی کے باہر سے آئے ہوئے ساتھی کریں۔

ہم نے اپنے تجربے سے یہ سیکھا ہے کہ کامیاب جدوجہد کیلیئے مقامی لوگوں خاص طور پر جنکا مسئلہ ہے انکی شمولیت اور جدوجہد کے بغیر مضبوط اور موثر تحریکیں نہیں چل سکتیں، گوٹھ غلام محمد اور علاقے کے لوگوں کا مسئلہ سیر مائینز کے ٹیل تک پانی لانا، ہم لوگوں کی بھرپور جدوجہد کے باوجود حل تو کیا ہوتا توجہ بھی حاصل نہیں کرسکتا تھا اسلیئے سب سے پہلے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی باہر سے آنے والوں سے وابسطہ توقعات ہم نے یہ کہہ کرختم کردی کہ ہم آپ کے مسائل کے حل کیلیئے کچھ نہیں کرسکتے جو کچھ کرنا ہے آپ لوگوں نے ہی کرنا ہے، پھر شعوری طور پر تھوڑا منفی انداز اختیار کر کے میں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ آپ لوگوں کے وڈیروں اور سرداروں کا آپ لوگوں سے جو رویہ ہے وہ بالکل درست ہے، اس بات کو سن کر کچھ لوگوں نے تیز آواز میں کہا کہ آپ اس طرح کیوں کہہ رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا کہ آپ انکا راج یعنی رعایا ہیں، وہ آپکے آقا ہیں جیسا انکا دل چاہے آپ سے ویسا ہی برتاؤ کریں، اس پر شریک ساتھیوں نے چلا کر کہا ہم انکے غلام نہیں ہیں ہم آزاد ہیں اس تکرار کے آخر میں ہم نے پوچھا کہ گاؤں کے لوگ ووٹ کس کی مرضی سے اور کس کو دیتے تھے، لوگوں کا جواب تھا، اپنے سرداروں کو گاؤں کے وڈیروں کی مرضی سے ووٹ دیتے تھے۔

اسکے بعد انھوں نے فخر اور جوش سے بتایا کہ گذشتہ عام انتخابات میں ہم نے اپنی مرضی سے اپنے سرداروں کے خلاف پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار سردار عطاالله بلیدی کو اپنے پولنگ اسٹیشن سے کامیاب کروایا، ہماری ٹیم نے اپنی پولنگ جیتنے کے انکے اس عمل کی حوصلہ افزائی کی جس میں انھوں نے اپنے ووٹ اپنے سردار کے خلاف استعمال کیئے، پھر اس طرف لے آئے کہ آپ نے ایک سردار کو چھوڑ کر دوسرے سردار کی جھولی میں پناہ لی اس سے آپ لوگوں نے حاصل کیا

کیا؟ آپ لوگوں میں ہمت ہے تو اپنے پیروں پر خود کھڑے ہوکر دکھاؤ خود کو آزاد شہری دکھا کر اپنے مخالفین اور ریاستی اداروں سے اپنی بات منواؤ اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ گوٹھ غلام محمد کے ساتھی اپنے آپ کو آزاد سیاسی حیثیت میں کھڑا کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

پھر شرکاء کی طرف سے یہ سوال آیا کہ اب ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ اس کا جواب شریک لوگوں کی طرف سے ہی نکل آیا کہ سب سے پہلے ایسی حکمت عملی سوچیں جس کے ذریعے یہ پیغام دیا جاسکے کہ گوٹھ غلام محمد کے لوگ سرداروں کے غلام نہیں انکے مسائل پر توجہ نہیں دی گئی انکو عزت کی نظر سے نہیں دیکھا گیا تو گوٹھ غلام محمد کے لوگوں کی جدوجہد کا اثر پورے علاقے میں پھیلنا شروع ہو جائے گا اور ایسی صورتحال میں وڈیروں اور سرداروں کا علاقے کے لوگوں پر سیاسی کنٹرول ختم ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گا تو جاگیرداری اور سرداری نظام کی بنیادیں اکھڑ جائیں گی۔

ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ وڈیروں اور سرداروں کا نظام ختم ہو، میٹنگ کے تمام ساتھیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہاں ہمیں ایسا ہی کوئی اقدام کرنا ہے وہ اقدام کیا ہو گا اور اس پر کامیابی سے کیسے عمل کیا جائے گا تھوڑی سی بات چیت کے بعد سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ 10 مارچ 2010ء کو اپنے حلقے بلوچستان اسمبلی PB-25 جعفرآباد-1 کے ضمنی انتخابات میں حصہ لیکر اس اقدام کیلئے پیش رفت کی جاسکتی ہے۔

اب سوال یہ تھا کہ کیا وڈیرے اور سردار اتنی آسانی سے گوٹھ غلام محمد والوں کو آزاد ہونے کا موقع دے دینگے جسکے نتیجے میں انکے سارے نظام کی بنیادیں اکھڑ جانے کا خطرہ ہو، کچھ نے کہا یہ کام بہت مشکل ہے، کچھ نے کہا ناممکن ہے، یہ تمام تر علاقہ جمالی سرداروں کے کنٹرول میں ہے، اگر کچھ وڈیرے جمالی سرداروں کے کنٹرول میں نہیں ہیں تو دوسرے سرداروں کے کنٹرول میں ہیں جن کی اپنی قبائلی دہشت ہے اپنی دہشت کو قائم رکھنے کیلئے جمالیوں اور دیگر سرداروں کے پاس بہت زیادہ خطرناک ہتھیار ہیں علاقے کے ڈاکو اور اغوا برائے تاوان کا کام کرنے والے لوگ ہیں، قبائلی جھگڑے کروا کر پولیس اور عدالتوں کے چکر میں علاقے کے اپنے مخالف لوگوں کو پھنسوانے والے غنڈے اور وڈیرے ہیں، بغاوت کرنے والے افراد یا گروہوں کو سمجھا کر سر جھکوانے اور پاؤں پکڑ کر سرداروں سے معافی منگوانے والے پیروں اور ملاؤں کا لاؤ لشکر ہے۔

علاقے کی ساری پولیس، تعلیم، صحت اور سارے سرکاری اداروں کے افسران سرداروں کے مقرر کرائے ہوئے ہیں سب ملکر فوجی ایجنسیوں کی ہدایات پر حکمران پارٹی سے وابسطہ سرداروں کوانتخابات میں جتوانے کیلئے کام کرتے ہیں ان سب باتوں کے باوجود کچھ ساتھیوں نے کہا کچھ بھی ہو ہم اپنی زندگی کے حالات بدلنے کیلئے مقابلہ کرینگے۔

کامریڈ قادر بخش سیلرو نے بھی 1988ء کے عام انتخابات میں سردار نادر مگسی کے خلاف شہدادکوٹ کی سندھ صوبائی اسمبلی کی نشست پر ایک عام مزدور محمد عرس سیلرو کے مقابلے کی مثال پیش کی جہاں سرداروں کے مقابلے میں کوئی امیدوار نہیں کھڑا ہوتا تھا، پہلی بار گوٹھ سیلرو شہدادکوٹ کے محنت کشوں نے سردار نادر خان مگسی سے مقابلے کا فیصلہ کیا پورا گوٹھ، شہدادکوٹ شہر اسکے محنت کش، دکاندار، کاروباری لوگ اردگرد کے گوٹھوں کے عوام ہمت کر کے کامریڈ عرس سیلرو کے ساتھ کھڑے ہوگئے، پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما جو یہ سمجھ رہے تھے کہ شہدادکوٹ کی قومی اسمبلی کی نشست محترمہ بےنظیر بھٹو آسانی سے جیت جائیگی اور صوبائی اسمبلی کی نشست سردار نادر مگسی اپنی علاقائی طاقت کے ذریعے ایک مزدور سے آسانی سے جیت جائے گا، لیکن عرس سیلرو کی انتخابی مہم میں شہدادکوٹ کے عوام نے مقامی وسائل کے ذریعے جوش اور جذبہ پیدا کر کے ایک منظم مہم چلائی، آخر کار شہید محترمہ بینظیر بھٹو کو خود شہدادکوٹ جا کر جلسہء عام سے خطاب کرنا پڑا اور شہداد کوٹ کے لوگوں سے درخواست کرنی پڑی کہ نادر مگسی میرا بھائی ہے شہدادکوٹ کے لوگ اسے ووٹ دیکر کامیاب کریں، محترمہ کی اس کوشش کی وجہ سے عرس سیلرو انتخاب میں کامیاب تو نہیں ہو سکے مگر تقریباً گیارہ ہزار ووٹ حاصل کر کے سردار نادر مگسی کی دہشت توڑ دی۔

ساتھی مراد پندرانی نے میڈیا کے حوالے سے یہ تجویز دی کہ اگر جعفرآباد کے صحافیوں نے ہماری خبریں نہیں دیں تو ہم شہدادکوٹ اور لاڑکانہ کے صحافیوں کی مدد لیں گے، آدم ملک نے متبادل میڈیا کے استعمال کی طرف توجہ دلائی، ان پُرامید باتوں کی وجہ سے میٹنگ کے شرکاء میں ایک بار پھر جوش وخروش پیدا ہوگیا اجلاس میں شامل تمام تر ساتھی اس بات پر متفق ہوگئے کہ اپنے گوٹھ غلام محمد سے امیدوار انتخاب میں نامزد کریں گے، آدم ملک اور میں اچھی طرح جانتے تھے کہ بڑا حدف

پورا نہ ہونے کی صورت میں مایوسی پیدا ہوگی اسلیئے چھوٹا حدف طے کروایا جائے بلوچستان میں عوامی پارٹی انتخابی عمل کے ذریعے مضبوط پارٹی تنظیم بنا سکتی ہے ہمیں اپنی پارٹی نچلی سطح سے اور عوام کی طاقت سے ہی تعمیر کرنی ہے مرکز کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہمیں کوئی مالی مدد مل سکے، اسلیئے ہم نے یہ رائے دی کہ پورے حلقہ انتخاب کے لوگوں کو سرداروں سے آزاد کرانے کی بات بعد میں کریں گے ابھی صرف یہ فیصلہ کریں کہ کسی سردار کی مدد کے بغیر ہم اپنے گاؤں کے لوگوں کو اپنے وڈیروں اور سرداروں کی سیاسی، سماجی اور قبائلی غلامی سے آزاد کرائیں گے، یہ کام صرف اپنے گاؤں کے پولنگ اسٹیشن جیتنے سے ہوسکتا ہے، میٹنگ کے شرکاء اس بات پر متفق تھے کہ ہم سب سے پہلے اپنے گاؤں کو ان وڈیروں کی غلامی سے آزاد کروائیں گے، باقی رہی علاقے کے لوگوں کی بات تو اس کا بھی جائزہ گوٹھ والوں نے کچھ اسطرح لیا کہ گذشتہ عام انتخابات میں ہمارا گاؤں اور دیگر کئی علاقوں کے پولنگ اسٹیشن پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار نے جیتے تھے جب کہ اسوقت جمالیوں کا سردار گھرانہ برسر اقتدار جنرل پرویز مشرف کی بنائی ہوئی مسلم لیگ (ق) میں تھا اور انتخاب ریاست کی طاقت سے جیتا تھا، ہمارے گاؤں کو ترقی سے نظر انداز رکھنے، ہمارا زرعی پانی بند کروانے والے ہمارے اپنے وڈیرے اور سردار تھے اب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہونے کی وجہ سے ہمارے سرداروں نے پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے بغیر پاکستان پیپلز پارٹی سے صوبائی اسمبلی PB-25 جعفرآباد-1 کے ضمنی انتخابات کی ٹکٹ حاصل کرلی ہے تاکہ حکمران پارٹی کی ریاستی مدد کے ذریعے پولنگ اسٹیشنوں پر قبضہ کر کے الیکشن جیتا جاسکے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے اس فیصلے کے خلاف پارٹی کے سابق امیدوار سردار عطاالله بلیدی 10 مارچ 2010ء کے ضمنی انتخابات میں آزاد اُمیدوار کے طور پر حصہ لے رہے ہیں پیپلز پارٹی کے ہزاروں کارکن مسلم لیگ (ق) والے جمالی سرداروں کو ٹکٹ دینے کی وجہ سے ناراض ہیں، اب خطرناک جرائم پیشہ افراد سرداروں اور وڈیروں کے لئے پولنگ اسٹیشنوں پر مشکل سے قبضہ کر پائیں گے ہمارے امیدوار کیلیئے انتخابی مہم چلانا اور دوسرے علاقوں کے پولنگ اسٹیشنوں میں اپنے حامیوں کے ووٹ ڈلوانا آسان ہو جائے گا اسلیئے یہ بہترین موقع ہے کہ اپنے گوٹھ غلام محمد کے

علاوہ دوسرے کئی گوٹھوں کو سرداروں کی غلامی سے آزاد کرانے کا آغاز کیا جائے، گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے میٹنگ میں یہ حتمی فیصلہ کرلیا کہ ہمیں اپنا امیدوار 10 مارچ 2010ء کے ضمنی انتخابات میں ضرور کھڑا کرنا ہے۔

اب آیا عوامی پارٹی کی مدد اور کردار کا سوال ہم نے کہا کہ عوامی پارٹی (پاکستان) کی مرکزی قیادت آپ کو ٹکٹ دینے پر رضامند ہو جائے گی، اہم مسئلہ وسائل جمع کرنے کا ہے ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں اور ماضی کی جدوجہد اور دوستی کے حوالے سے ویسے بھی ہم سب ایکدوسرے کی مدد کرنے کے پابند ہیں مگر ماضی کی طرح اب بھی ہمیں مالی مدد کی توقع سے زیادہ اخلاقی مدد کی ہی اُمید رکھنی چاہیے اسلیئے عوامی پارٹی سندھ کے بہت سارے ساتھی انتخابات کے قریبی دنوں میں آپکی مدد کے لئے پہنچ جائیں گے، مگر آپکو یہ ضمنی انتخاب اپنی مدد آپ کے تحت ہی لڑنا ہوگا، سارے ساتھیوں نے کہا ٹھیک ہے پھر پوچھا گیا کہ عوامی پارٹی پاکستان ہمارے امیدوار کو ٹکٹ تو دیگی؟ اس پر میں نے کہا ضرور دیگی مگر ہمارے لئے یہ تسلی کرنا بہت ضروری ہے کہ ہمارا اُمیدوار دوران انتخابی عمل کسی ڈر یا لالچ کی وجہ سے انتخابی عمل سے دستبردار تو نہیں ہو جائے گا۔

ہماری پارٹی بالکل نئی ہے ہم نے اپنی پارٹی کی انقلابی ساکھ قائم کرنی ہے اور یہ ساکھ ہمارے پارٹی عہدیداروں اور انتخابی اُمیدواروں کے کردار سے قائم ہوگی ہمیں عوام کو یہ دکھانا ہے کہ ہمارے عہدیدار اور انتخابی امیدوار ظالم سرداروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور فوجی آمروں اور انکی ایجنسیوں کے سامنے بلاخوف، ایمانداری اور بہادری سے ڈٹے رہتے ہیں اسلیئے پہلے آپ لوگوں کو یہ ضمانت دینی پڑیگی کہ عوامی پارٹی پاکستان کا نامزد اُمیدوار دوران انتخابی عمل دستبردار نہیں ہوگا، اس پر سب ساتھی خاموش ہو گئے، اب تک خاموش بیٹھے ہوئے نیاز حسین نے خاموشی یہ کہہ کر توڑ دی کہ کامریڈ آپ پارٹی کا ٹکٹ ہمارے اُمیدوار کو دلائیں وہ دستبردار نہیں ہوگا اسکی ضمانت میں لیتا ہوں، ہم سب لوگوں نے نیاز حسین کی طرف دیکھا میں نے سوال کیا کہ تم یہ ضمانت کیسے دے رہے ہو اُس نے جواب دیا ہمارے امیدوار نے اگر دوران انتخابی عمل ہاتھ اٹھایا یعنی انتخابات سے دستبردار ہوا تو میں اسکو گولی ماروں گا میں نے فوراً جواب دیا کہ یار پھر عوامی

پارٹی کا ٹکٹ تمہارا ہوا کسی اور کو کیوں گولی مارو گے تم ہی جب انتخابی عمل سے دستبردار ہونے کیلئے مجبور ہو جاؤ تو خود کو خود ہی گولی مار لینا، نیاز حسین نے پوچھا کیا مطلب میں نے کہا تم خود اس انتخاب میں کھڑے ہو جاؤ، اس نے کہا میں ان پڑھ ہوں میں نے کہا کوئی بات نہیں میں بھی ان پڑھ ہوں، اُس نے کہا میرے خلاف سندھ اور بلوچستان میں بہت سارے مقدمات ہیں، میں اگر انتخاب میں کھڑا ہوا تو سردار سارے پرانے مقدمات کھلوا کر مجھے گرفتار کروا دیں گے یا مفرور ہونے پر مجبور کر دیں گے۔

ہم نے کہا کہ یہاں مردوں پر جھوٹے مقدمات بنوانا، گرفتار کروانا یا اغوا کر کے مجبور کرنا آسان ہے مگر بلوچ معاشرے میں عورتوں پر اسطرح کے حملے کرنا آسان نہیں ہوتے، آپکے گاؤں میں ایسی عورت ہے جو بول سکے اپنا موقف بتا سکے یہی سیدھی سادی باتیں کر سکے جو آپ نے آج میٹنگ میں کی ہیں جیسے وڈیرے اور سردار ٹیل تک پانی نہیں آنے دیتے، ہمارے اسکول کو پرائمری سے مڈل اور ہائی نہیں ہونے دیتے ہمارے بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا چاہتے ہیں، روڈ راستے نہیں بننے دیتے، گاؤں والوں کو پینے کا صاف پانی لینے کیلئے فلٹر پلانٹ وڈیرے کی اوطاق پر لگایا گیا ہے تا کہ گاؤں کی عورتیں وہاں سے پانی نہ بھر سکیں، عورتیں پینے کا پانی گاؤں سے کافی دور پیدل چل کر سیف اللہ شاخ سے بھر کر لاتی ہیں، قبائلی جھگڑے اور بدامنی ختم ہونی چاہیئے یعنی اپنے مسائل کے حل کیلئے بھرپور آواز اٹھا سکے گاؤں کے ساتھیوں نے کہا ایسی بہت سی عورتیں اس گاؤں میں ہیں جو ہم لوگوں کے مسائل بیان کر سکتی ہیں۔

پوری میٹنگ میں ایک لمحے کیلئے خاموشی چھا گئی بلوچ معاشرے میں غیر مردوں کے سامنے کوئی بھی مرد اپنی گھر کی عورتوں کا نام لینا پسند نہیں کرتا یہ بات میں اچھی طرح جانتا تھا اسلیئے میں نے اپنی بات اسطرح دہرائی کہ کون سے گھرانے کے مرد اتنے باشعور اور بہادر ہیں جو اپنے گھر کی عورتوں کو یہ اجازت دیں گے کہ انکے گھر کی عورتیں اپنے اور اپنے لوگوں کے حقوق کیلئے بات کرنے کیلئے میدان میں آسکیں اس پر مومن جمالی نے کہا میں اپنی بیوی لیلی جمالی کا نام پیش کرتا ہوں سب نے کہا ٹھیک ہے وہ پڑھی ہوئی بھی ہے، پھر مومن نے بتایا کہ ایک مسئلہ آسکتا ہے، میں

نے سنا ہے کہ صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے والے امیدوار کی عمر 25 سال ہونی چاہیئے لیلی کی عمر ابھی کم ہے، آدم ملک نے اس بات کی تصدیق کی کہ کم عمر ہونے کی وجہ سے کاغذات نامزدگی مسترد ہو سکتے ہیں، گوٹھ والوں نے بتایا کہ گذشتہ انتخابات کی ووٹر لسٹوں کی کاپیاں ہمارے پاس موجود ہیں عبدالکریم فوراً ہی انتخابی فہرست کی کاپیاں لیکر آ گیا ان فہرستوں کے مطابق لیلی جمالی کی عمر 25 سال سے کم تھی مومن جمالی نے دوسرا نام اپنی بھابھی نصیبہ جمالی کا پیش کیا تمام لوگوں نے نصیبہ جمالی کے نام پر بھرپور اتفاق کیا، مگر اسکے بیٹے نور محمد جمالی اور ببرک کارمل نے بتایا کہ ووٹر لسٹ میں میری ماں کے نام کے ساتھ میرے باپ کا نام غلط لکھا ہوا ہے، شناختی کارڈ میں میرے باپ کا نام محمد حبیب درست لکھا ہوا ہے اور ووٹر لسٹ میں نام حبیب لکھ دیا گیا ہے، پہلے تو ہم سمجھے کہ نصیبہ جمالی کے بیٹے اپنی ماں کا نام انتخابی عمل کیلیئے پیش نہیں کرنا چاہتے اسلیئے اسطرح کی بات کر رہے ہیں لیکن وہاں موجود ووٹر لسٹوں کے مطابق اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ مائی نصیبہ جمالی کے شوہر کا نام ووٹر لسٹ میں غلط ہے اس غلطی کی وجہ سے نامزدگی فارم رد ہونے کا خطرہ تھا ، اسلیئے نصیبہ جمالی کی تجویز بھی ختم ہوگئی واضح رہے کہ یہ نصیبہ جمالی وہی تھی جس نے مومن جمالی کے ساتھ کراچی آ کر شاہینہ اور مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ ہم گوٹھ غلام محمد آ کر گوٹھ کے لوگوں کے مسائل کے حل کی جدوجہد کا پروگرام بنائیں اور 10 مارچ 2010ء کو ہونے والے بلوچستان اسمبلی کی نشست کے ضمنی انتخابات میں عوامی پارٹی پاکستان کی جانب سے اپنا اُمیدوار پیش کریں اور اگر کوئی اور تیار نہ ہوا تو نصیبہ جمالی نے اپنا نام جرات سے اس انتخاب کیلیئے پیش کیا تھا۔

ہم نے تمام ساتھیوں کو کہا کہ آئندہ انتخابات سے پہلے انتخابی فہرستوں میں موجود تمام غلطیوں کو درست کروالیا جائے، اس کے بعد میں نے نیاز حسین جمالی کی طرف پلٹ کر یہ سوال کیا کہ یار تمہارے خلاف مقدمات ہیں وڈیرے اور سردار تم کو گرفتار کرواسکتے ہیں مگر میری بہن کے خلاف تو کوئی مقدمہ نہیں ہے اسکی گرفتاری کا تو کوئی خطرہ نہیں ہے اسکو صوبائی اسمبلی کا امیدوار کیوں نہیں بناتے کئی ساتھیوں نے کہا واہ واہ کامریڈ نے کیا زبردست بات کی ہے دوسرے ساتھی میری بات سمجھ گئے مگر نیاز حسین نہیں سمجھ پایا یا نہ سمجھنے کی اداکاری کر رہا تھا اسنے بے ساختہ کہا کیا

مطلب میں نے جواب دیا میری بہن کا مطلب تمہاری بیوی نیاز حسین کچھ دیر کیلئے سکتے میں آ گیا اسکے بھانجے عبدالکریم جمالی اور دوسرے ساتھیوں نے کہا ہاں مامی جوری بالکل زبردست ہے، ساتھ ہی صاحب دنو اور نیاز حسین کے دوسرے رشتے داروں نے بھی اس تجویز کی تائید کردی تو نیاز حسین نے جواز پیش کیا کہ جوری ان پڑھ ہے ہم نے کہا کہ اب اُمیدوار کیلئے تعلیم کی شرط ختم ہو چکی ہے پھر اس نے کہا وہ اردو بولنا بھی نہیں جانتی ہم نے کہا وہ اپنی زبان بلوچی تو اچھی طرح سے بولتی ہے، گاؤں کے ساتھیوں نے کہا علاقے میں بولی جانے والی تینوں زبانیں بلوچی، بروہی اور سندھی اچھی طرح بولتی ہے ہم نے ایک ساتھ کہا اور کیا چاہیئے، قادر بخش نے کہا مجھے کہاں اردو آتی ہے جسکو ہماری بات سمجھنی ہے وہ خود ترجمہ کروانے کا بندوبست کرے۔

ماحول بہت اچھا بن گیا تھا ہم نے نیاز حسین کے اعتراضات ختم کردیے تھے میں نے مذاق والے انداز میں کہا کہ یہ بتاؤ گاؤں، محلے والوں اور ساتھ ہی ساتھ تم سے لڑنا جھگڑنا جانتی ہے، نیاز حسین نے کہا اس کام میں تو وہ نمبرون ہے، اسکا یہ جواب ہمارے لئے اسکی رضامندی ظاہر کررہا تھا، میٹنگ میں موجود ساتھیوں نے نیاز حسین سے کہا کہ آپ راضی ہو جاؤ ہماری اُمیدوار اب مائی جوری جمالی ہی ہوگی، نیاز حسین نے کہا جب آپ سب کہتے ہیں تو جی بسمہ اللہ اس طرح نیاز حسین جمالی اپنی بیوی مائی جوری جمالی کو بلوچستان اسمبلی PB-25 جعفرآباد-1 کے ضمنی انتخابات میں اپنے سردار کے بیٹے ناصر خان جمالی کے مدمقابل امیدوار بنانے کیلئے تیار ہو گیا۔

ہم باہر سے آنے والوں میں سے کسی کی بھی مائی جوری جمالی سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی کبھی اسکا نام سنا تھا مائی جوری کو جاننے والے گاؤں کے سب ساتھی خوش تھے جس سے اندازہ ہورہا تھا کہ گاؤں والوں کا فیصلہ مناسب ہے، مائی جوری جمالی کے ساتھ متبادل امیدوار عبدالکریم جمالی کا نام طے کیا گیا پھر ہم لوگوں نے وسائل جمع کرنے کی بات کی سب سے پہلے الیکشن کمیشن میں کاغذات نامزدگی کے ساتھ زرضمانت داخل کرانے کی اور کاغذات نامزدگی ضلعی ہیڈکوارٹر ڈیرہ اللہ یار میں جمع کرانے کیلئے آمدورفت کیلئے رقم کی ضرورت تھی، میٹنگ میں چندہ دینے کی اپیل کی گئی، گاؤں والوں کی اس پہلی میٹنگ میں ہی چار ہزار روپے جمع ہو گئے میٹنگ کے خاتمے کے بعد

ہم نے نیاز حسین اور اسکے رشتے داروں کو مائی جوری کو صوبائی اسمبلی کا انتخاب لڑنے پر رضامند کرنے کیلئے اسکے گھر روانہ کر دیا۔

ہم لوگ اپنی پرانی ساتھی نصیبہ جمالی کے گھر آئے جہاں ہم نے نصیبہ جمالی کو یہ خوش خبری سنائی کہ گاؤں کے مردوں کی میٹنگ میں اتفاق رائے سے مائی جوری جمالی کا نام عوامی پارٹی پاکستان کے اُمیدوار کے طور پر تجویز کیا گیا ہے میٹنگ میں آپکا اور لیلی جمالی کا نام بھی تجویز کیا گیا تھا لیکن لیلی کی عمر کم ہونے کی وجہ سے اور آپکے شوہر کا نام ووٹر لسٹ میں غلط ہونے کی وجہ سے آپ نامزد نہ ہو سکیں لہذا اب مائی جوری جمالی کو نامزد کیا گیا ہے، نصیبہ جمالی نے بہت جوش سے کہا کہ میں اور میرا پورا گھر اور ہمارا پورا گوٹھ اپنی اُمیدوار کی کامیابی کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کریگا اور ہم سب عوامی پارٹی پاکستان کے اس اُمیدوار کو سچائی اور ایمانداری سے کامیاب کروائیں گے۔

ہم نے نصیبہ اور مومن سے کہا کہ ہم آپکا حوصلہ اور جذبہ دیکھ کر آپکی دعوت پر ہی گوٹھ غلام محمد آئے ہیں آپ لوگ مائی جوری جمالی کے ساتھ کھل کر بہادری سے کھڑے ہونگے تو مائی جوری کے اپنے گھرانے کے سب لوگ، جمالیوں کی سوہریانی برادری کے دوسرے گھرانے، گاؤں اور علاقے کی دوسری برادریاں اور قبیلے بھی مائی جوری جمالی کی انتخابی عمل میں آسانی سے بلا جھجک کھڑے ہو جائیں گے، اسی دوران نیاز حسین، عبدالکریم، صاحب ڈنو اور دیگر ساتھیوں نے آکر یہ خوشخبری سنائی کہ انھوں نے مائی جوری اور اپنے گھرانے کی خواتین سے میٹنگ کر کے مائی جوری جمالی سے انتخابی امیدوار بننے کی رضامندی حاصل کر لی ہے ہم رات دیر تک مائی نصیبہ کے گھر انتخابی مہم کی منصوبہ بندی کرنے کے بعد سو گئے۔

## مائی جوری کا گھرانہ

مائی جوری کے شوہر نیاز حسین جمالی جسے عبدالکریم جمالی اور صدورو جمالی اور اس کے یار دوست ماما نیازو کہتے ہیں اور گاؤں والے نیاز حسین کہتے ہیں، میں نے کراچی میں نصیبہ اور مومن سے پوچھا تھا کہ آپکے گاؤں میں ایسے افراد ہیں جو دھمکیوں سے، رسک لینے سے، اور جیل

جانے سے نہیں ڈرتے ہوں انھوں نے جواب دیا تھا کہ ایسے کچھ لوگ ہمارے گاؤں میں ہیں، نیاز حسین انھی لوگوں میں سے ایک تھا۔

نیاز حسین کے والد میر خان گاؤں کے چھوٹے زمیندار تھے انکے چچا وزیر خان گاؤں کے بہت بااثر شخص تھے جوان دنوں بستر مرگ پر تھے اب انتقال کر چکے ہیں، ماضی میں نیاز حسین میں جلد دولت مند اور بڑا آدمی بننے کا شوق پیدا ہوا وہ تعلیم یافتہ نہیں تھے زمینداری بھی چھوٹی تھی ذاتی طور پر بہادر اور لڑاکا تھے اسلئے اس نے انفرادی اور گروہی طریقے سے چھین جھپٹ کی منفی سرگرمیاں شروع کردیں تھیں، دیہی علاقوں میں خاص طور پر اپنے ہی علاقے میں کی جانے والی وارداتیں وقت گزرنے کے ساتھ کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو جاتی ہیں، جن لوگوں کا ان وارداتوں میں مالی یا جانی نقصان ہوتا ہے وہ اپنے مجرموں کے خلاف پولیس میں رپورٹ لکھواتے ہیں یا خود قرآن شریف لیکر اپنے مشکوک ملزم کے ہاتھ میں دیکر اس سے جرم قبول کرواتے ہیں، اس میں بہت ہی بے شرم، جھوٹے لوگ قرآن شریف ہاتھ میں اٹھا کر بھی جھوٹ بولتے ہیں انکو جب علاقے کے لوگ سمجھ جاتے ہیں تو انکے ہاتھ میں قرآن نہیں دیتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اسکو قرآن مت دو یہ قرآنی ہے قرآنی کا دیہی علاقوں میں مطلب وہ شخص جو جھوٹا قرآن اٹھالیتا ہے۔

نیاز حسین قرآنی نہیں تھا اس لئے جب اسکا کوئی ساتھی پولیس تھانے میں تشدد کے ذریعے یا علاقے کے لوگوں سے گپ شپ میں اقبال جرم کر لیتا تو مدعی اس کے عزیز رشتہ دار نیاز حسین کے گھر پہنچ جاتے قبائلی رسم و رواج کے مطابق نیاز حسین کے خلاف جرگہ ہوتا جس میں اس پر اور اسکے گھرانے پر جرمانہ عائد ہو جاتا اسطرح نیاز حسین کے والد کی چھوڑی ہوئی چند ایکڑ زرعی زمین نیاز حسین کے جرمانے ادا کرنے میں بک گئی، نیاز حسین مالی پریشانیوں کا شکار ہو گئے انکا گھرانہ محنت مزدوری کر کے اپنا گزارا کرنے لگا، اس وجہ سے نیاز حسین نیازو بن گیا تھا، علاقے کے وڈیرے، سردار اور جرائم پیشہ گروہوں میں نیازو کا نام مشہور ہو گیا، چھوٹے موٹے وڈیرے نیازو کی دلیری سے ڈرتے تھے، نیازو نے جب دیکھا کہ جلدی امیر بننے کے چکر میں جو کچھ اسکے والد نے چھوڑا تھا جرمانوں میں چلا گیا، نیاز کو ہوش آ گیا اور اسنے پھر نیازو سے نیاز حسین بننے کا سوچا اور

توبہ کرلی، نیاز حسین کا ایک بھائی ہدایت اللہ کراچی میں آٹو رکشہ چلانے لگا نیاز حسین خود کسی نہ کسی وڈیرے کی زمین میں ہاری بن گیا جسکو بلوچستان میں بزگر کہتے ہیں، جب فصل کی بوائی اور کٹائی کا کام نہیں ہوتا تو نیاز حسین کراچی جاکر اپنے بھائی کے ساتھ آٹو رکشہ چلاتے ان دنوں زمین پر فصل کی دیکھ بھال انکی بیوی مائی جوری اور اسکے بچے کرتے تھے۔

جہاں کہیں بھی لوگ منظم ہوتے ہیں انکی اجتماعی بہادری بہت بڑی سیاسی طاقت بن جاتی ہے اور جہاں لوگ غیر منظم ہوتے ہیں وہاں زیادہ ظلم اور جبر کا شکار ہوتے ہیں، کچھ لوگوں کی انفرادی بہادری بہت زیادہ اہم ہوتی ہے بشرطیکہ اس انفرادی بہادری کو اجتماعی سیاسی طاقت تشکیل دینے میں مددگار بنایا جائے، نیاز حسین اور مائی جوری جمالی کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جن میں ایک بیٹی جو 16 سال کی ہے گونگی ہے وہ اکثر بیمار رہتی ہے اسکے ٹی بی کی بیماری کے علاج کیلئے مائی جوری اور نیاز حسین اکثر پریشان رہتے ہیں یہ بچی بیماری کے باوجود انتخابی سرگرمیوں میں بہت زیادہ جوش و خروش سے حصہ لیتی تھی، بغیر الفاظ بولے اس کا اشاروں سے نعروں کا جواب دینا اور جوشیلا انداز قابل دید ہوتا تھا وہ ہماری ساری ٹیم سے بہت پیار اور احترام سے ملتی۔

نیاز حسین اکثر اپنے گاؤں کے لوگوں کو یہ کہتا کہ میں حیران ہوں کہ میں نے اپنی بیوی مائی جوری کو انتخابی عمل میں اپنے سرداروں کے خلاف غیر مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی اجازت کیسے دیدی میں اس موقع پر یہ بتادوں تو بہتر ہوگا کہ میں نے گاؤں کی اس میٹنگ میں عورتوں کو غیرت کے نام پر قتل کرنے والوں کو باشعور اور بہادر نہیں کہا تھا بلکہ علاقے کے ظالم سرداروں اور وڈیروں کے ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے والوں کو اس جدوجہد میں اپنے گھر کی عورتوں کو شریک کرنے والوں کو باشعور اور بہادر کہا تھا، نیاز حسین اپنے آپکو باشعور اور بہادر سمجھتے تھے اور اگر کسی بہادر آدمی کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ مجھے بہادری دکھانے کا موقع ہے تو وہ پیچھے نہیں ہٹتا ہے، نیاز حسین جمالی بہادر آدمی ہے پہلے اس نے منفی کردار میں بہادری دکھائی اس بار ہم نے اس کو مثبت کردار میں بہادری دکھانے کا موقع دیا انھوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔

## کاغذات نامزدگی جمع کروانا

29اور 30 جنوری 2010ء کی درمیانی رات مائی نصیبہ جمالی کے گھر پر عوامی پارٹی (پاکستان) ضلع جعفرآباد کی عبوری تنظیم تشکیل دی گئی جس میں ضلعی کنویئر صاحب ڈنو جمالی، نائب کنویئر نصیبہ جمالی، سیکریٹری عبدالکریم جمالی اور خزانچی صدورو جمالی اور پریس سیکریٹری مومن جمالی کو نامزد کیا گیا، اس فیصلے کے فوری بعد میں نے عوامی پارٹی پاکستان کے صدر حسن ناصر اور جنرل سیکریٹری ایوب ملک کو اس سارے عمل کی اطلاع دے دی اور انھیں بتایا کہ مائی جوری عوامی پارٹی کی اُمیدوار ہونگی اسلیئے انکا پارٹی ٹکٹ جاری کرنا ہوگا۔

اجلاس کے طے شدہ پروگرام کے تحت 30 جنوری2010ء کی صبح عبدالکریم اور نیاز حسین موٹر سائیکل پر اور ہم لوگ بھنڈار سنگت کی گاڑی میں براستہ اوستہ محمد ڈیرہ اللہ یار (جھٹ پٹ) کیلیئے روانہ ہوئے، ہم نے جانے سے پہلے یہ بھی طے کیا تھا کہ سب سے پہلے اپنے پرانے ساتھی سابقہ رہنماء موجودہ مرکزی وائس چیئرمین ورکرز پارٹی پاکستان صوفی عبدالخالق کی حمایت حاصل کی جائے انکو ہونے والے فیصلوں سے آگاہ کرکے اعتماد میں لیا جائے، ہم گوٹھ غلام محمد سے صوفی عبدالخالق کے گاؤں آئے، ہم نے صوفی سے حال احوال کرنے کی خواہش ظاہر کی تو انھوں نے بتایا کہ انھیں اوستہ محمد جانا ہے، مومن جمالی نے کار میں اپنی سیٹ صوفی عبدالخالق کو پیش کردی اور خود ویگن کے ذریعے اوستہ محمد پہنچنے کا پروگرام بنالیا، ہم نے مومن کو پیچھے کی سیٹ پر اپنے ساتھ سیٹ کرنے کی کوشش کی لیکن راستہ خراب ہونے اور گاڑی چھوٹی ہونے کی وجہ سے مومن کا اصرار تھا کہ آپ لوگ راستے میں آرام سے صوفی عبدالخالق سے بات چیت کریں میں دو گھنٹے کا سفر کرکے اوستہ محمد پہنچ جاؤں گا اور وہاں سے آپ لوگوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ جاؤں گا۔

ہم نے سفر کے دوران صوفی عبدالخالق کو گوٹھ غلام محمد میں ساتھیوں کے فیصلوں سے آگاہ کیا صوفی کو اس گاؤں کے مسائل سے مکمل آگاہی تھی، جب ہم نے انھیں بتایا کہ عوامی پارٹی پاکستان کے ٹکٹ پر مائی جوری کو گاؤں والوں نے ضمنی انتخابات میں کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا ہے، یہ بات سن کر صوفی عبدالخالق نے انھی خدشات کا اظہار کیا جسکا گذشتہ رات کی میٹنگ میں گاؤں کے

ساتھیوں سے کیا تھا، ہم نے انکے خدشات کو سنا اور انھیں بتایا کہ ساتھی ان تمام مسائل پر بات چیت کر چکے ہیں، ہم نے ان سے پوچھا کہ اب کیا کیا جائے کیا گوٹھ غلام محمد اور گنداخہ کے عوام کے مسائل پر کچھ نہ کیا جائے؟ کیا حالات کو جوں کا توں رہنے دیا جائے؟ صوفی کا کہنا تھا کہ مناسب وقت آنے پر یہ کام کیا جائے ہمارا کہنا تھا کہ بہتر وقت کونسا اور کب آئے گا؟ اس پر صوفی عبدالخالق نے یہ کہا کہ ابھی 10 مارچ میں بہت دن باقی ہیں دیکھتے ہیں جب تک آپکی انتخابی مہم اور آپکا امیدوار برقرار رہتا ہے یا نہیں وقت آنے پر دیکھا جائے گا کہ میں سیاسی طور پر آپ کے ساتھ ہوں یا نہیں، لیکن آپ لوگ میرے پرانے ساتھی ہیں۔

تمام تر گفتگو کے بعد بھی ہم گوٹھ کے ساتھیوں کی رائے اور انکے مسائل کے حل کیلئے ان میں اُبھرنے والے جذبے کی بارے میں صوفی سے بات چیت کرتے رہے، اوستہ محمد کا شہر آنے پر صوفی عبدالخالق اپنے ٹھکانے پر اتر گئے، ہم نے مومن جمالی کا انتظار کیا جو ویگن کے ذریعے اوستہ محمد آرہے تھے مومن کے آنے کے بعد ہم ڈیرہ اللہ یار جھٹ پٹ روانہ ہوئے، جھٹ پٹ میں ہمیشہ ہمارا ٹھکانہ ماما خیر بخش گولو کی مین روڈ پر موجود چھوٹی سی اوطاق ہوتی ہے، وہ اب بلوچوں کی قومی آزادی کے زبردست حامی ہیں وہ بلوچ ریپبلکن پارٹی میں ہیں، ماما خیر بخش سیاسی طور پر باشعور اور بااثر شخصیت ہیں، انکو معلوم ہے کہ ہم لوگ پاکستان کی ریاست میں موجود بلوچ اور دیگر محکوم قوموں کی حق خوداختیاری بشمول حق علیحدگی کے حامی ہیں، ہماری پارٹی اور ماما خیر بخش کی پارٹی کے کام کے طریقہ کار میں فرق ہے ماما کی پارٹی والے پوری پاکستانی ریاست اسکے ظالم فوجی جرنیلوں کے ساتھ اکیلے لڑتے ہیں، ان میں سے کچھ رہنماء امریکہ اور اسکے اتحادی ناٹو فوج سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ انھیں پاکستانی ریاست کے جبر سے آزادی دلائیں گے۔

ہماری پارٹی پنجاب سمیت ملک بھر کے محنت کشوں، قومی حقوق اور آزادی کو ماننے والے جمہوریت پسندوں کے ساتھ متحد ہو کر فوجی جنرلوں، سرداروں، جاگیرداروں، ملاؤں اور سامراجی عزائم کی حفاظت کرنے والے امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے جبر سے آزادی چاہتے ہیں، پاکستان کی ریاست میں موجود تمام قوموں کی آزادی کے ساتھ ایسا رضا کارانہ اتحاد چاہتے ہیں جس میں

ہر قوم کی ترقی کیلیئے اسکے وسائل پر اختیار اسی قوم کا ہو جس میں کسی جبر کے بغیر باہمی مفادات کے پیش نظر ریاست میں موجود قومیں ایک دوسرے کے وسائل، افرادی قوت، صنعت و تجارت کی ترقی سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھیں، ماما اور ہم اس فرق اور علیحدہ پارٹیوں میں کام کرنے کے باوجود ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں، ماما خیر بخش کی اوطاق (بیٹھک) سندھ اور بلوچستان کے قوم پرستوں، کمیونسٹوں اور روائتی قبائلی لوگوں کا مرکز ہے۔

ہم جب ماما کی اوطاق پر پہنچے تو وہاں ہم سے پہلے ایک صاحب اپنے باڈی گارڈز کے ساتھ موجود تھے ماما اور اسکے مہمانوں نے روائتی طور پر ہمارا استقبال کیا ہم سے حال احوال کیا ہم نے PB-25 جعفر آباد میں عوامی پارٹی پاکستان کی امیدوار مائی جوری جمالی کے کاغذات نامزدگی جمع کرانے کے حوالے سے اپنی آمد کا مقصد بتایا اور پریذائیڈنگ آفیسر کے آفس کا پتہ معلوم کیا، وہ مہمان جو ماما کے پاس ہم سے پہلے آئے تھے وہ بھی بہت غور سے ہماری باتیں سن رہے تھے، مومن جمالی اور ان مہمانوں کے چہروں کے اتار چڑھاؤ ہماری سمجھ میں نہ آئے، جب کچھ دیر بعد وہ مہمان ماما سے اجازت لیکر رخصت ہوئے، اس کے بعد مومن جمالی نے ہمیں بتایا کہ یہ سردار بہرام خان بلیدی ہے جسکا بیٹا سردار عطاء اللہ بلیدی جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں آزاد امیدوار کے طور پر کھڑا ہو رہا ہے۔

ماما خیر بخش سے ہم نے انتخابی مہم کی حمایت مانگی انھوں نے ہمیں بتایا کہ انکی پارٹی نے پاکستان میں انتخابات کے ہر عمل کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے اسلیئے میں کھل کر کسی بھی پارٹی کی حمایت کا اعلان نہیں کر سکتا، ابھی تم سے پہلے آنے والے مہمان بھی عطاء اللہ بلیدی کی حمایت کے ہی سلسلے میں آئے تھے، ماما کیونکہ اپنی پارٹی ڈسپلن کے پابند تھے اسلیئے ہم نے اصرار نہیں کیا البتہ ماما نے ہمیں تسلی دی کہ میری اوطاق، میرا گھر آپ ساتھیوں کی خدمت کے لیئے حاضر ہے، کوئی بھی کام میرے لائق ہو مجھے خدمت کا موقع ضرور دینا۔

نیاز جمالی اور عبدالکریم جمالی کے پہنچنے کے بعد ہم ماما خیر بخش سے اجازت لیکر پریذائیڈنگ افسر کے دفتر پہنچے ساری معلومات حاصل کیں، مائی جوری جمالی اور عبدالکریم کے

کاغذات نامزدگی حاصل کیئے اور واپسی کا سفر شروع کیا ہم لوگوں کو اپر (بالائی) سندھ کے ساتھیوں سے بھی ملاقات کرنی تھی اسلیئے کہ اس انتخابی مہم کے دوران اپر سندھ کے ساتھی آسانی سے جعفرآباد پہنچ کر جدو جہد کر سکتے تھے۔

ہم نے اپنی الیکشن مہم کی تیاری شروع کردی ،شکار پور کے چھوٹے شہر عبدو میں ڈاکٹر ارشاد مہر کی ڈسپنسری پہنچے وہاں چک کے ساتھی غلام قادر اور دوسرے ساتھیوں سے ملے ان سے مائی جوری کے انتخابی عمل کے لئے اخلاقی ،عملی اور جو ممکن ہو سکے مالی مدد کی اپیل کی ،ساتھیوں نے بھی ہر طرح سے اپنے وسائل اور تعلقات کے ذریعے مدد کی یقین دہانی کروائی اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ایک ہاری عورت اس الیکشن میں اپنے علاقے کے مسائل کو سامنے لانے کیلیئے اپنے سرداروں کے سامنے کھڑی ہورہی ہے۔

ہماری اگلی منزل مورو تھی ، جہاں قاضی فیض محمد کی سالگرہ تھی ، یہاں تاج مری ،شاہینہ اور پنھل ساریو جو حیدراباد سے آئے تھے ان سے اور مورو کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی ،ساتھیوں کو جعفرآباد کے ضمنی انتخابات کی پیش رفت سے آگاہ کیا ،ساتھیوں نے سندھ کے ساتھیوں کی طرف سے ان انتخابات میں سرگرمی سے حصہ لینے کا لائحہ عمل بنانے کی بات کی ،ساتھی آدم ملک نے متبادل سوشل میڈیا انٹرنیٹ پر اس تاریخی سرگرمی کو آگے بڑھانے کی اور مائی جوری کے پیغامات سارے ملک اور ساری دنیا میں پہنچانے کی ذمہ داری لی اسکے بعد تاج مری ،آدم ملک اور مراد پندرانی واپس حیدراباد چلے گئے ، قادر بخش سیلرو ،عبدالجبار خاصخیلی اور میں مورو کے ساتھیوں کی تنظیم ہمدرد کے آفس میں ساتھی مخدوم اظہار ،فیض بگھیو کے ساتھ سیاسی صورتحال اور جعفرآباد کے انتخابات کے حوالے سے سرگرمیوں کے بارے میں رات دیر تک بات چیت کرتے رہے۔

یکم فروری صبح سات بجے مورو سے روانہ ہوئے جیکب آباد سے حفیظ جتوئی اور محمد جان اوڈھانو کو ساتھ لیکر جھٹ پٹ ماما خیر بخش کی اوطاق پر آئے جہاں گوٹھ غلام محمد سے عبدالکریم جمالی ،نور محمد جمالی صاحب ڈنو جمالی اور اوستہ محمد سے مومن جمالی کاغذات نامزدگی لیکر آچکے تھے، جان محمد اوڈھانو نے پہلے مائی جوری جمالی کے کاغذات نامزدگی بھرے جس پر مائی جوری کے

انگوٹھے کا نشان تھا اور ساتھ ہی تجویز کنندہ اور تائید کنندہ پر بھی انگوٹھوں کے نشان تھے، ہم نے گوٹھ غلام محمد کے جمالی ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا کوئی تجویز یا تائید کنندہ پڑھا لکھا نہیں ملا؟ عبدالکریم نے بتایا کہ پڑھے لکھے تو بہت تھے لیکن ہمیں ایسی عورتیں چاہیے تھیں جو کسی مرحلے پر پیچھے ہٹنے کا نہیں سوچیں اور باہر بھی دلیری سے نکل سکتی ہوں ایسی ہی عورتوں نے اس پر انگوٹھا لگایا ہے ان میں ایک حبیبہ خاتون اور دوسری عبدالکریم کی بیوی افروز خاتون ہے، ہمارے امیدواروں کے فارم نامزدگی بہت آسانی سے اسلیئے بھر لیئے گئے کہ فارم کے کچھ صفحوں پر تو صرف لکیر کھینچ دی گئی اس صفحوں پر اثاثوں کی تفصیل مانگی گئی تھی جو ان کے پاس تھے ہی نہیں، اسطرح عبدالکریم کا فارم بھی بھر دیا گیا، ووٹر لسٹوں میں سے ووٹر نمبر اور فہرست نمبر ساتھی اپنے ساتھ لے آئے دونوں امیدواروں کے زرضمانت پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے تھے، اس سارے عمل کے دوران نیشنل بنک کا وقت ختم ہو چکا تھا، ہمیں پریذائیڈنگ آفیسر نے اس مسئلے کا حل یہ بتایا کہ آپ الیکشن کمیشن کے نام براہ راست زرضمانت جمع کرواسکتے ہیں، آپ لوگ فارم جمع کروادیں۔

ہم سے پہلے کچھ امیدوار نامزدگی فارم جمع کروا چکے تھے پریذائیڈنگ آفیسر کے آفس میں کافی رش تھا، بہت سارے اخباری نمائندے بھی آئے ہوئے تھے ان میں سے اکثر ترقی پسند سوچ رکھنے والے نمائندے بھی موجود تھے، جو ہمیں جانتے تھے ہم نے انھیں بتایا کہ آج ہم عوامی پارٹی (پاکستان) کی طرف سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک ہاری عورت مائی جوری جمالی کے کاغذات نامزدگی اسکے اپنے سردار کے بیٹے کے مقابلے میں جمع کروارہے ہیں، یہ ایک تاریخی موقع ہے اور آپ کے لیئے بہت اہم خبر، صحافیوں نے ہماری بات کی تائید کی اور سندھی ، اردو چینلز کے نمائندے آفس میں جمع ہو گئے، میں نے مائی جوری جمالی کے کاغذات نامزدگی عوامی پارٹی کے نمائندے کے طور پر جمع کروائے، میرے ساتھ اس تاریخی موقع پر مومن جمالی، کامریڈ قادر بخش سیلرو، محمد جان اوڈھانو، عبدالکریم جمالی، نور محمد جمالی، صاحب ڈنو، حفیظ جتوئی اور دیگر ساتھی موجود تھے۔

کاغذات نامزدگی جمع کرانے کے بعد میں نے تمام لوگوں کی طرف دیکھ کر جوش میں کہا

کہ مجھے یہاں موجود اپنے ساتھیوں پر فخر ہے کہ وہ اس تاریخی موقع پر یہاں موجود ہیں جب عوامی پارٹی پاکستان نے ایک ہاری عورت کو ضمنی انتخابات میں اپنے ہی سردار کے مقابلے میں نامزد کرکے پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایسی مثال قائم کی ہے جو پاکستان کے ہر علاقے کے محنت کش عورتوں اور مردوں کو اپنے سرداروں، جاگیرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیگی، ہمارے صحافی ساتھی بھی اس عمل کو بہت خوش آئند اور پراُمید قرار دے رہے تھے انھوں نے ہمارے ساتھ آنے والے ساتھیوں کے نام لکھے اور مائی جوری جمالی کے کاغذات نامزدگی جمع کروانا آج کی اہم اور تاریخی خبر قرار دیکر اخباروں میں لگانے کا کہہ کر چلے گئے، ہم ساتھی واپس شہدادکوٹ آ گئے۔

## مائی جوری کی حمایت اور میڈیا کی خاموشی

اگلا پروگرام گوٹھ غلام محمد اور اردگرد کے گوٹھوں میں میٹنگ کروانے کا تھا، رات غفار پندرانی کے ساتھ رہے اسلام آباد فون کرکے کاغذات نامزدگی جمع کروانے کی اطلاع دی اور انھیں ٹی وی چینلز اور اخبارات دیکھنے کیلئے کہا۔

2 فروری کی صبح مختلف ساتھیوں کو فون کیا اور پوچھا کہ اخبار میں یا کسی چینل پر کوئی خبر ہے؟ لیکن ہر طرف سے مایوسی کی خبر آئی کہ دو چار امیدواروں کے نام کے بعد مزید نام نہیں دیئے گئے ہم سمجھ گئے کہ مائی جورئی کے کاغذات جمع کروانے کی خبر کو روکا گیا ہے۔

صبح ہم تیار ہو کر ساتھی غفار پندرانی کے ساتھ NDS این جی او ڈیولپمنٹ سوسائیٹی کے آفس آئے، جہاں باشعور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں موجود تھے جو ہمارے سیاسی طور پر ہمدرد بھی تھے انھیں ہم نے مائی جوری جمالی کا اپنے سردار کے بیٹے کے مقابلے پر صوبائی اسمبلی کا اُمیدوار بننے کے عمل کی تاریخی اہمیت کا احساس دلایا افشاں کھاوڑ، ارشاد، حاجل سیلرو اور نوجوان ساتھیوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر اس بات کی حمایت کی کہ وہ اس انتخابی عمل میں بھرپور طریقے سے ساتھ دیں گے، یہ ہماری بڑی کامیابی تھی ہم نے پربھات کی روبینہ چانڈیو سے بھی بات کی جن کی تنظیم عورتوں

کے حقوق کی جدوجہد کرتی ہے، شہداد کوٹ سے تین گاڑیوں کا قافلہ شام پانچ بجے جوش وخروش سے مائی جوری زندہ باد، عوامی پارٹی زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا گوٹھ غلام محمد پہنچ گیا۔

ابھی ہمارے پاس مائی نصیبہ جمالی کے گھر کے علاوہ صدورو جمالی کی دکان کے باہر پڑی ہوئی بینچیں تھیں، جب ہم گاؤں میں داخل ہوئے تو پرجوش نعروں کی آواز سن کر کافی تعداد میں گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے، گوٹھ کے ساتھیوں نے دوسری دکانوں سے بینچیں لاکر رکھنا شروع کیں ہم نے فیصلہ کیا کہ مردوں کی میٹنگ صدورو جمالی کی دکان کے سامنے ہی کی جائے، ہمارے ساتھ آئی ہوئی خواتین نصیبہ جمالی کی سربراہی میں مائی جوری جمالی سے ملنے گئیں، وہاں انھوں نے مائی جوری اور گوٹھ کی خواتین کو اپنی حمایت انتخابی عمل میں اپنی شرکت اور عملی جدوجہد کا یقین دلایا۔

نیاز جمالی ہمیں اپنے گھر میں لے گئے جہاں میری قادر بخش سیلرو، غفار پندرانی کی پہلی مرتبہ مائی جوری جمالی سے ملاقات ہوئی مائی جوری کا گھر، ایک کچے کمرے پر مشتمل تھا جس کے آگے گاؤں کی عورتوں کی ایک بڑی تعداد مائی جوری، مائی نصیبہ افشاں، ارشاد اور حاجل کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی عورتیں بہت جوش میں نظر آرہی تھیں، ہم نے مائی جوری سے بات کی اسکی خوداعتمادی کا اندازہ لگایا، گاؤں کی خواتین سے گاؤں کے مسائل پر بات ہوئی اور انھیں بتایا کہ انہی مسائل کے حل کیلئے مائی جوری کو ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کیلئے عوامی پارٹی نے نامزد کیا ہے، اب غریب کو خود اپنے مسائل کے حل کیلئے اٹھنا ہوگا، میٹنگ کے بعد مائی نصیبہ، افشاں حاجل، مائی جوری اور دیگر خواتین گاؤں کے مختلف پاڑوں (محلوں) کی طرف گئیں اور وہاں کی عورتوں کو بہت جوش وخروش کے ساتھ مائی جوری کو ووٹ دینے اور چندہ دینے کیلئے آمادہ کر کے اپنے ساتھ جلوس میں شامل کرتی رہیں۔

ہم واپس مردوں کی میٹنگ میں پہنچ گئے کافی تعداد میں مرد جمع ہو چکے تھے، قادر بخش سیلرو، مومن جمالی، غفار پندرانی اور عبدالکریم نے پہلے بات چیت شروع کی، مائی جوری کے کھڑے ہونے کی اہمیت اور مسائل پر بات ہوئی فنڈ جمع کرنے کے بارے میں مشورہ لیا گیا اسی میٹنگ کے دوران ایک بھکاری میٹنگ میں آکر بیٹھ گیا تھا جسکی جھولی میں نیاز جمالی نے پانچ روپے دُعا

کی اُمید پرڈال دیئے تھے، میٹنگ کے دوران وہ ہم سب کی باتیں بڑے غور سے سنتا رہا عوام کے حقوق خصوصاً غریبوں کے حقوق، الیکشن کیلئے چندہ جمع کرنے کی باتیں، میں نے مشورہ دیا کہ ہم جھولی پھیلا کر گھر گھر جا کر چندہ جمع کریں گے، اس کا آغاز ہم اسی میٹنگ سے کرتے ہیں، مومن جمالی نے بہادرانہ طریقے سے اس عمل کا آغاز کیا، اپنی جیب سے نوٹ نکالے اور اپنی قمیض کے دامن میں رکھ کر جھولی سب کے سامنے پھیلا کر کھڑا ہو گیا، اہم بات یہ ہوئی کہ دوسروں کے ساتھ اس فقیر نے جس کو نیاز جمالی نے پانچ روپے دیئے تھے اس نے وہی نوٹ مومن کی جھولی میں ڈال دیا، میرے لئے فقیر کا نوٹ یہ اشارہ تھا کہ عام لوگوں کو ہماری بات سمجھ میں آ گئی ہے اور یہ انتخابی عمل علاقے کے لوگوں کی ضرورت تھی اور شاید ہم عوامی مسائل عوام کے انداز میں بولنا سیکھ گئے ہیں، میٹنگ میں چندہ جمع کرنے کے بعد مومن جمالی لڑکوں کی ٹولی کے ساتھ گاؤں کی مختلف دکانوں پر بھی چندہ جمع کرنے گئے، دوسری طرف عورتوں کی میٹنگ میں مردوں کی میٹنگ سے بھی زیادہ جوش خروش تھا، عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ تھی اور چندہ بھی عورتوں نے زیادہ جمع کیا، اس طرح اسی دن مردوں اور عورتوں نے ملا کر 2800 اٹھائیس سو روپے الیکشن فنڈ جمع کر لیا ہم سب گاؤں والوں کا جذبہ دیکھ کر بہت خوش تھے، ہم نے یہ پلان بھی بنایا کہ مائی جوری جمالی کی الیکشن آفس اسطرح کا بنایا جائے جسکا کوئی خرچہ نہ ہو ہماری باہر سے آنے والے ساتھیوں کے رہنے کی جگہ بن جائے گاؤں سے بستر جمع کر کے ہم کسی بھی جگہ رہ لیں گے۔

## مائی جوری پریذائیڈنگ آفیسر کے سامنے

3 فروری کو صبح سات بجے گوٹھ غلام محمد سے مائی جوری جمالی، عبدالکریم جمالی اور انکے تائید اور تجویز کنندہ افروز جمالی اور حبیبہ جمالی، شبیر جمالی کے ساتھ اُس کی ٹیکسی میں سوار ہو کر جو اس نے کرائے کے بغیر صرف پٹرول کے خرچ پر دی تھی، میں اور دیگر مرد ساتھی بھنڈار کی گاڑی میں جھٹ پٹ آئے، نیاز جمالی جو مائی جوری کا شوہر ہے سرداروں کے متوقع دباؤ کے پیش نظر ہمارے ساتھ نہیں تھا۔

ہماری پارٹی کی امیدوار مائی جوری جمالی کے کاغذات نامزدگی کے جانچ پڑتال کا ٹائم دوپہر کا تھا۔ ہم ساتھی پہلے ڈیرہ اللہ یار (جھٹ پٹ) پہنچ کر نیشنل پارٹی کے ساتھی عبدالرسول سے ملے اور الیکشن میں تعاون کی درخواست کی انھوں نے بتایا کہ انکی پارٹی کا ارادہ ہے کہ اپنا امیدوار بھی اس ضمنی انتخاب میں کھڑا کریں گے اگر پارٹی نے امیدوار کھڑا نہ کیا تو ہم بھرپور طریقے سے مائی جوری جمالی کی حمایت کریں گے، عبدالرسول کے پاس سے ہم پریذائیڈنگ آفس آئے یہاں کافی رش تھا، کچھ دیر بعد اندر سے عطااللہ بلیدی اپنے باڈی گارڈوں، کارکنوں اور میڈیا کے ساتھ باہر آئے جو اس ضمنی انتخاب میں اسی حلقے سے کھڑے ہورہے تھے، انھوں نے ہماری طرف قدم بڑھائے تو ہم نے بھی آگے قدم بڑھائے اسطرح ان سے ملاقات ہوئی، اسکے بعد ہم نے میڈیا والوں سے شکایت کی کہ آپنے کاغذات نامزدگی جمع کرانے کی خبر میں صرف سرداروں کے اُمیدواروں کے نام اخبار میں دیئے لیکن ایک ہاری عورت جو اتنی جرآت سے اپنے سرداروں کے سامنے کھڑی ہورہی ہے اسکی خبر شائع نہیں کی گئی، جس پر میڈیا والے خاموش ہوگئے ہم نے ان سے کہا آج کاغذات کی جانچ پڑتال کے موقع پر مائی جوری جمالی خود موجود ہے آج میڈیا اس خبر کو کوریج دے کیونکہ یہ ایک تاریخی موقع ہے۔

ہماری باری آنے پر ہم مائی جوری جمالی، افروز جمالی اور حبیبہ جمالی کے ساتھ پریذائیڈنگ آفیسر محمد افضل ڈپٹی الیکشن کمشنر نصیرآباد ڈویژن کے کمرے میں داخل ہوئے ہمارے ساتھ کافی تعداد میں صحافی اور مختلف چینلز کے نمائندے بھی آگئے، آفیسر نے مائی جوری جمالی سے مخاطب ہوکر اسکا نام پوچھا جسکا جواب مائی جوری نے دیا پھر پوچھا کہ آپ PB-25 جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں کھڑی ہونا چاہتی ہیں، مائی جوری سمجھی کہ یہ پوچھ رہا ہے کہ کیوں کھڑا ہونا چاہتی ہو، وہ جوش میں اپنی کرسی سے کھڑی ہوئی اور کہا ٹیل تک پانی نہیں آتا، وڈیروں نے پانی بند کروایا ہے، گاؤں میں پینے کے پانی کا نلکا وڈیرے کی اوطاق کے سامنے ہے جہاں عورتیں پانی بھرنے نہیں جاسکتیں، سو سال سے زیادہ پرانا اسکول ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اسکی مرمت نہیں کروائی جاتی، اسکول کو بڑا نہیں کرتے، میں نہیں پڑھ سکی تو کیا میرے بچے بھی نہیں پڑھ سکتے، میں کوشش کرونگی کہ میرے

علاقے کے مسئلے حل ہوں، پریذائیڈنگ آفیسر اور اسکا عملہ پہلے تو دلچسپی اور حیرت سے مائی جوری کی تقریر سنتا رہا، پھر اسسٹنٹ پریذائیڈنگ آفیسر نے بلوچی میں کہا صرف یہ بتاؤ کہ تم اس انتخابات میں حصہ لینا چاہتی ہو؟ مائی جوری نے اسکا جواب بھی مختصر نہیں دیا بلکہ کہا کہ ہم غریبوں کا بھی حق ہے کہ الیکشن میں مقابلہ کریں اور اپنے حق کیلئے لڑیں، اسکے بعد افروز جمالی اور حبیبہ جمالی سے سوال کئے کہ آپ لوگوں نے ہی اسکا نام تجویز کیا ہے اور تائید کی ہے، جس پر ان دونوں نے ہاں میں جوب دیا، اسکے بعد پریذائیڈنگ آفیسر نے کہا کہ آپکے کاغذات منظور کیئے جاتے ہیں آپ لوگ مائی جوری جمالی کیلئے عوامی پارٹی کے ٹکٹ کا لیٹر 11 فروری 2010ء تک جمع کروادیں، اسکے بعد مائی جوری جمالی کو کمرے سے باہر بھیج دیا گیا اور عبدالکریم جمالی کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے عمل کو آگے بڑھایا گیا ان سے بھی سوال جواب ہوئے اور انکے کاغذات نامزدگی درست قرار پائے، ہم سب ساتھی آفس سے باہر آئے ایک دوسرے کو اس پہلے قدم کی کامیابی پر مبارکباد دی اور آپس میں یہ طے کیا کہ جتنے وسائل جمع ہونگے اسی میں ورک کریں گے سائیکلوں، موٹر سائیکلوں، گدھا گاڑیوں اور بیل گاڑیوں کا استعمال کریں گے، دونوں سرداروں کا مقابلہ ہم عوامی سیاسی طاقت کے ساتھ کریں گے، ہم گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں سے چار دن کے بعد واپسی کا وعدہ کر کے رات ایک بجے حیدرآباد پہنچ گئے۔

4 فروری 2010ء سارا دن فون پر بلوچستان کے ساتھیوں سے معلومات حاصل کرتے رہے کہ کیا صورتحال ہے؟ سرداروں کا کوئی ردعمل؟ مائی جوری اور عبدالکریم کے کاغذات نامزدگی درست قرار دینے کی کوئی خبر مختلف ٹی وی چینلز نے جو ریکارڈنگ کی تھی وہ نشر ہوئی؟ ساتھیوں نے بتایا کہ سرداروں کے اور دوسرے سارے امیدواروں انکی سیاسی پارٹیوں کے نام شائع ہوئے ہیں لیکن مائی جوری جمالی، عبدالکریم جمالی اور عوامی پارٹی (پاکستان) ہر اخبار کی خبر سے غائب ہے، اب بات صاف ہوگئی کہ پریذائیڈنگ آفیسر کے دفتر سے جو خبر جاری ہوئی ہوگی اس میں سے مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی کا نام کسی بااثر طاقت کے اشارے پر یا کافی رقم خرچ کر کے شائع ہونے سے رکوایا گیا ہوگا۔

باب سوئم

# مائی جوری کی انتخابی مہم کا آغاز

5 فروری 2010ء حیدراباد میں بھنڈار سنگت کے سالانہ اجلاس کے موقع پر کراچی اور حیدراباد کے بہت سارے ساتھی جمع تھے، ان سب کے سامنے دیگر نکات کے علاوہ بلوچستان کی ہاری عورت کے ضمنی انتخاب میں کھڑا ہونے کا تذکرہ موضوع بحث رہا، ساتھیوں سے جھولی فنڈ کیا گیا، بھنڈار سنگت کی صدر شاہینہ رمضان اور بورڈ آف ڈائریکٹر کے تمام ممبران کے ساتھ پوری جنرل باڈی نے مائی جوری کی اس انتخابی مہم کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا اور شاہینہ نے خود جعفرآباد جا کر اس انتخابی مہم میں عملی طور پر حصہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا اور تمام ساتھیوں سے اس جدوجہد میں ساتھ دینے کی درخواست کی اسکے علاوہ بھنڈار سنگت کی گاڑی، ساونڈ سسٹم اور الیکشن مہم کے پوسٹر اور دیگر مواد چھپوا کر دینے کی تجویز بھنڈار کے اجلاس میں منظور کی گئی، بھنڈار کی صدر نے کہا کہ گوٹھ غلام محمد اور اس کے اردگرد کے علاقوں تک وڈیروں کی طرف سے روکا ہوا زرعی پانی ٹیل تک پہنچوانے کی مہم کیلیئے دوسرے اداروں سے تعاون کی درخواست بھی کی جائے گی۔

مائی جوری جمالی کے شوہر نیاز حسین نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمارے پاس انتخابی مہم میں خرچ کرنے کیلیئے کچھ بھی نہیں ہے ہم لوگ محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا بڑی مشکل سے پیٹ پالتے ہیں ہم نے انہیں جواب دیا تھا کہ یہ پاکستان کا پہلا انتخابی عمل ہوگا جس میں امیدوار اور اسکے گھرانے کا ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوگا عوامی پارٹی پاکستان محنت کش لوگوں کی پارٹی ہے اس کے پاس بھی انتخابی مہم میں خرچ کرنے کے لیئے کوئی رقم نہیں ہے جتنے وسائل جمع کر سکیں گے اتنے ہی

خرچ کریں گے یعنی عوام جتنا لڑ سکے اتنا ہی لڑیں گے، ہماری انتخابی مہم صفر بجٹ سے شروع ہوئی تھی ،جھولی فنڈز کے بعد بھنڈار سنگت کی حمایت اس مہم کیلئے سب سے بڑی حمایت اور کامیابی تھی۔

آدم ملک نے مائی جوری جمالی کا ای میل ایڈریس بنایا جس میں PB-25 جعفر آباد کے حالات اس کے قریب کے علاقے میں کچھ عرصے پہلے تین عورتوں کو کاری کے الزام میں زندہ دفن کرنے کا واقعہ ریاستی اداروں اور میڈیا پر سرداروں اور وڈیروں کا مکمل کنٹرول ایسے خراب حالات میں ایک غریب ہاری عورت کا جرآت کر کے ضمنی انتخاب میں کھڑا ہونے کا تاریخی اقدام اور مائی جوری جمالی کا ساتھ دینے کی اپیل تیار کی اور ساتھ میں یہ بھی طے کیا کہ آدم ملک جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں درپیش مسائل اور مشکلات کا علم ای میل کے ذریعے عام لوگوں اور ساری دنیا کی سول سوسائٹی تک پہنچائیں گے۔

مورخہ 7 فروری کو میں اور بھنڈار سنگت کے لالہ ولی ڈنو میسور ینٹ اے کاروالے ساتھی آفتاب ہنگورو کے ساتھ شکار پور پہنچے جہاں بھنڈار سنگت نے ہاریوں کے مسائل پر ایک میٹنگ رکھی ہوئی تھی اس میٹنگ میں بھی ہاریوں نے مائی جوری کی حمایت کا اعلان کیا، میٹنگ کے اختتام کے بعد ہم شہداد کوٹ پہنچے جہاں مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم کے سلسلے میں ساتھیوں سے مشاورت کی، وہاں کے ساتھیوں نے ہمیں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

8 فروری کی صبح ساتھی قادر بخش سیلرو کو لیکر گوٹھ غلام محمد پہنچ گئے جہاں ہم نے گاڑی مقامی ساتھیوں کے حوالے کی کہ وہ جاکر اردگرد کے گاؤں میں اپنے ساتھیوں اور حامی دوستوں کے ساتھ میٹنگیں کریں، ہم ساتھیوں کے ساتھ موٹر سائیکلوں کا قافلہ لیکر تحصیل ہیڈکوارٹر گنداخہ گئے وہاں پر پریس کلب کے صدر اور صحافیوں سے ملکر معلومات حاصل کیں، مہم کے سلسلے میں اخباری بیان جاری کیئے لیکن پتہ یہ چلا کہ یہ بیانات اخبار میں چھپیں گے نہیں، وہ اسلیئے کہ بہت زیادہ خوف کا ماحول بنایا جارہا تھا، آج وہ ساتھی جو کار میں گئے تھے انھوں نے سردار ناصر جمالی کا انتخابی قافلہ دیکھا، مقامی لوگوں کیلیئے یہ عام بات تھی مگر آفتاب ہنگورو کیلیئے یہ بہت عجیب تھا کہ انتخابی مہم کی گاڑیوں پر مشین گنیں اور راکٹ لانچر فٹ کر کے نقاب پوش لوگ اتنی بڑی تعداد میں اُمیدوار کے ساتھ چل رہے تھے یہ انتخابی مہم تھی یا کوئی محاذ جنگ یہ تو اچھا ہوا کہ آفتاب ہنگورو حوصلہ مند انسان

ہیں وہ مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم سے خود بھی بہت متاثر تھے اسلیئے واپس چلنے کی بات نہیں کی بلکہ زیادہ بہادری سے ہمارا ساتھ دیتے رہے، رات ہم واپس شہداد کوٹ آ گئے۔

دوسرے دن 9 فروری کو شہداد کوٹ سے قادر بخش سیلرو اور مراد پندرانی بھی ہمارے ساتھ تھے ہم گوٹھ غلام محمد آئے اور ہم نے انتخابی مہم کو میڈیا میں لانے کا منصوبہ لاڑکانہ کے صحافیوں کی مدد سے بنایا، آج مائی جوری جمالی کا شوہر نیاز حسین اس بات سے بہت پریشان تھا کہ اسکا گہرا دوست گلاب خان جمالی اور اسکے مسلح لوگ سردار ناصر خان جمالی کے جلوس میں شامل تھے، میں نے نیاز حسین سے معلوم کیا کہ وہ گلاب خان جمالی کے سردار کی طرف ہونے سے اتنا کیوں پریشان ہے جس پر نیاز حسین نے کہا کہ میں گلاب خان اور اسکے مسلح لوگوں سے خوفزدہ نہیں ہوں مجھے پریشانی اس بات کی ہے کہ جمالی سردار گلاب خان کو میرے پاس اس لیئے نہ بھیج دے کہ میں اپنی بیوی کو اس انتخابی مہم سے پیچھے ہٹادوں، میں نے کہا اس میں پریشانی کی کونسی بات ہے تم کہہ دینا کہ میں نے عوامی پارٹی والوں سے زبان کی ہے کہ ہمارا نامزد امیدوار دستبردار نہیں ہوگا، اس پر نیاز نے کہا آپ نہیں سمجھ سکتے گلاب خان دھمکی دینے نہیں آئے گا، دوستی میں آ کر زور دیگا، گلاب کے ساتھ میری دوستی سر کا سودا ہے میں نے مزید معلومات حاصل کی تو پتہ چلا کی سر کے سودے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی بھی کسی مصیبت یا ضرورت کے تحت گلاب خان جمالی نیاز حسین کو یا نیاز حسین گلاب خان جمالی کو کوئی کام کہے گا تو دونوں جان کی پروا کیئے بغیر ایک دوسرے کی مدد کو پہنچیں گے کافی غور و فکر کے بعد اس مسئلے کا یہ حل نکالا گیا کہ گلاب خان جمالی جو علاقے کا ایک بااثر مفرور فرد ہے اور اسکا ایک طاقتور ٹولہ علاقے میں موجود ہے، مائی جوری جمالی کی قیادت میں عورتوں کا ایک وفد میٹر کی صورت میں اس کے گھر جائے گا یہ وفد گلاب خان جمالی سے صرف یہ عہد لیکر آئے گا کہ وہ سرداروں کے لیئے اپنے دوست نیاز جمالی کو مجبور نہیں کریگا کہ وہ سردار ناصر کے حق میں اپنی بیوی جوری جمالی کو انتخابی عمل سے دستبردار کروادے۔

اس فیصلے کے فوری بعد عبدالکریم جمالی، مائی جوری جمالی، نصیبہ جمالی اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ آفتاب ہنگورو کی گاڑی میں گلاب خان جمالی کے گھر پہنچ گئے، گلاب خان جمالی کو اس بات

کی اطلاع پہنچ گئی تھی وہ مائی جوری کے پہنچنے سے پہلے ہی گھر سے نکل گیا،عورتوں کا یہ وفد کافی دیر وہاں بیٹھا رہا گلاب خان کی بیوی سے وفد کی عورتوں نے کہا ہم یہ کہنے نہیں آئے ہیں کہ ادا گلاب خان ہمیں ہی ووٹ دے یا ہماری حمایت کرے ہم صرف یہ کہنے آئے ہیں کہ وہ اپنے دوست نیاز حسین کو اس موقع پر یہ نہ کہے کہ وہ اپنی بیوی کو ناصر خان جمالی کے حق میں دستبردار کروائے یا ہاتھ اٹھانے کی بات کرے،گلاب خان کی بیوی نے بڑی مشکل سے فون پر گلاب خان سے بات کی یا کسی طرح اس سے رابطہ کیا اور عورتوں کو تسلی دی کہ گلاب خان کا کہنا ہے کہ وہ نیاز کو مجبور نہیں کریگا کہ وہ اپنی بیوی کو الیکشن میں ناصر خان کے حق میں دستبردار کروائے بلکہ گلاب خان کی بیوی نے کہا کہ مجھے اگر موقع ملا تو میں بھی مائی جوری جمالی کو ہی ووٹ دوں گی ،خواتین کا یہ وفد اپنی اس کامیابی پر بہت خوش خوش واپس آیا۔

اسی دوران جب خواتین گلاب خان جمالی کے گھر کے اندر چلی گئیں تھیں تو عبدالکریم جمالی اور آفتاب ہنگورو گھر سے کچھ فاصلے پر گاڑی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے،انھوں نے گذشتہ روز کی طرح آج بھی مسلح افراد کا ایک انتخابی کارواں گزرتے ہوئے دیکھا جو مشین گنوں،راکٹ لانچروں اور کلاشنکوپس سے لیس تھا،ان کا کہنا تھا کہ وہ ہمارے نزدیک سے جان بوجھ کر اس انداز سے گزرے جیسے ہمیں اور ہماری گاڑی کو کچھ نہ کچھ نقصان پہنچائیں گے انکا انداز ہماری طرف جارحانہ تھا،ہم دوستوں نے تجزیہ کیا کہ یہ مسلسل مسلح گشت لوگوں کو دہشت زدہ کرنے اور اپنی جارحانہ طاقت کا اظہار کرنے کے لیئے کیئے جارہے ہیں تاکہ کوئی سرداروں کے خلاف آواز نہ اٹھا سکے،اس انتخابی مہم میں عام لوگ تو کیا صحافی بھی اپنی ذمہ داریاں کھل کر پوری نہیں کرپارہے ہیں۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے میں نے اسلام آباد میں موجود آدم ملک کو آگاہ کیا،آدم نے بتایا کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے طے شدہ کوڈ آف کنڈکٹ میں انتخابی مہم کے دوران اسلحہ کی نمائش یا اسلحہ لیکر چلنے کی کسی بھی امیدوار کو اجازت نہیں ہے یہ غیر قانونی حرکت ہے،ہم الیکشن کمیشن اور عورتوں کے حقوق کی تنظیموں کو اس صورتحال کا ای میل کرتے ہیں۔

ہمیں اس صورتحال کے بعد صحافیوں کا مسئلہ سمجھ میں آگیا ضروری نہیں تھا کہ ہر صحافی ناصر

خان جمالی کا خریدا ہوا ہو یا اسکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے مائی جوری جمالی کی خبر شائع نہیں کر رہا ہو، یا کسی لالچ کے تحت چینلز عوامی پارٹی کے اس انتخابی عمل میں حصہ لینے کی خبر شائع نہیں کر رہے ہیں، بلکہ سب سے بڑی وجہ مسلح لوگوں کا اپنے سردار کے ایک اشارے پر کچھ بھی کر دینے کیلئے تیار رہنے کا خوف تھا، اب سب سے اہم مسئلہ عام آدمی کے اوپر سے سرداروں کے ان مسلح افراد کا خوف ختم کرنا تھا، ہم ساتھیوں نے طے کیا کہ جعفر آباد بلوچستان کے بجائے عوامی پارٹی کی امیدوار مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم اب شہداد کوٹ اور لاڑکانہ کے صحافی ساتھیوں کی مدد سے آگے بڑھائی جائے۔

10 فروری کو ڈیرہ اللہ یار (جھٹ پٹ) میں PB-25 جعفر آباد کے پریذائیڈنگ آفیسر کے پاس ہم نے عوامی پارٹی پاکستان کی طرف سے مائی جوری کا ٹکٹ جمع کروانا تھا جسکا لیٹر عوامی پارٹی کے جنرل سیکریٹری ایوب ملک نے جاری کیا تھا، میں نے اور عبدالکریم جمالی نے اس سلسلے میں وہاں جانا تھا، ہمارے ایک ساتھی غلام اللہ کا بھائی کچھ دن پہلے اغوا ہو گیا تھا، اس کو چھڑوانے کی بھاگ دوڑ میں مصروف عرس سیلرو اور غلام اللہ سیلرو اوستہ محمد جارہے تھے، ان ساتھیوں کو ہم نے اوستہ محمد چھوڑا اور وہاں سے مومن جمالی کو اپنے ساتھ لیکر نیشنل پارٹی کے ساتھی عبدالرحیم رند سے ملاقات کی ان سے قبائلی دہشتگردی کے حوالے سے بات ہوئی اور مائی جوری کی حمایت کیلئے بات کی جواب ملا کہ ہماری پارٹی کا امیدوار لڑ رہا ہے ہم مجبور ہیں، اسکے بعد ہم ڈیرہ اللہ یار پہنچے اور عوامی پارٹی کا ٹکٹ الیکشن آفس میں جمع کروادیا واپسی میں ڈیرہ مراد جمالی آئے جہاں ہمارے نیشنل پارٹی بھاگ ناڑی کے ساتھی عبدالستار بنگلزئی، نور پندرانی اور حیدر چھلگری سے انتخابی حمایت کے سلسلے میں ملاقات کی اور پھر اوستہ محمد پہنچ گئے جہاں رند رائس مل میں غلام دستگیر رند، مٹھل رند اور نثار رند سے ملاقات کی ان کی اوطاق پر پھر سردار عطا اللہ کے والد سردار بہرام خان سے ملاقات ہوئی، رند قبیلے کے لوگ اپنے سردار یار محمد رند کے حکم پر سردار عطا اللہ بلیدی کی حمایت کر رہے تھے۔

اسی دوران مراد پندرانی کا فون آیا کہ لاڑکانہ کے صحافی دوست احسان لغاری کا مشورہ ہے

کہ مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم کا آغاز اگر بینظیر بھٹو کے مزار گڑھی خدا بخش سے کیا جائے تو لاڑکانہ کے صحافی دوستوں کے ذریعے خبر بہتر انداز میں نشر ہو جائے گی، ہمیں بھی یہ تجویز بہت اچھی لگی اور ہم نے ساتھیوں کے مشورے سے مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم کا آغاز شہید محترمہ بینظیر بھٹو کے مزار سے کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

11 فروری 2010ء کو صبح غفار پندرانی نے ایک ہائی روف گاڑی کا بندوبست کیا جو گوٹھ غلام محمد سے مائی جوری جمالی، نصیبہ جمالی اور دوسری خواتین اسکے علاوہ عبدالکریم جمالی، صاحب ڈنو اور نیاز حسین کو شہداد کوٹ لے آئی۔ دوسری جیپ میں غفار پندراتی، مراد پندرانی حاجل، افشاں قادر بخش ــــ اور صوفی عبدالخالق بھی تھے جن کو اپنی کسی میٹنگ میں لاہور جانا تھا انھوں نے کہا کہ مجھے سکھر میں بائی پاس پر ڈائیو کے اڈے پر واپسی میں چھوڑ دینا، بھنڈار سنگت کی گاڑی میں ہم لوگوں کے ساتھ کچھ ساتھی سوار ہوکر بےنظیر بھٹو کے مزار کی طرف روانہ ہوئے۔

ہم تقریباً بیس افراد کا قافلہ جب گڑھی خدا بخش پہنچا تو احسان لغاری کے ساتھ کافی تعداد میں صحافی موجود تھے اور مزار پر عام لوگوں کی بھی بڑی تعداد موجود تھی، ہمارے وفد نے مزار پر موم بتیاں جلانی شروع کیں میڈیا والوں نے ریکارڈنگ شروع کی ہم لوگوں نے مزار پر پھول ڈالے اور نعرے بازی شروع کردی میڈیا والوں کے ساتھ ساتھ عام لوگوں نے بھی ہمارے اردگرد جمع ہونا شروع کردیا ہم نے اعلان کیا کہ آج شہید محترمہ بینظیر بھٹو کے مزار سے عوامی پارٹی کی نامزد امیدوار ایک ہاری عورت مائی جوری جمالی PB-25 جعفرآباد سے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کررہی ہے، اور اس حلقے سے پی پی پی نے سابقہ مسلم لیگ ق والے جمالی سرداروں کو ہی ٹکٹ دیا ہے، جو صدیوں سے جعفرآباد کے عوام کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں، آج عوامی پارٹی پاکستان ان سرداروں کے مقابلے میں علاقے کی غریب ترین ہاری عورت کو اپنا امیدوار نامزد کررہی ہے آپ بھی اسی محنت کش طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اپنے مسائل کے حل کیلئے مائی جوزی کو ووٹ دیں اور ملکر مسائل کے حل کیلئے جدوجہد کریں، مختلف چینلز کے نمائندوں نے مائی جوری جمالی، نصیبہ جمالی اور آنے والے دیگر ساتھیوں سے انٹرویو لینے شروع کیئے کچھ صحافیوں نے صوفی عبدالخالق سے بھی انٹرویو

لینے کی کوشش کی لیکن انہوں نے انٹرویو نہیں دیا۔

ہم سوچ رہے تھے کہ مائی جوری کی انتخابی مہم کا یہ شاندار آغاز جس میں ہمارے وفد کے ساتھ شہید بینظیر بھٹو کے مزار پر آئے ہوئے اور دیگر سیکڑوں عورتوں، مردوں کا ہماری بات کو غور سے سننا اور ہمارے نعروں کا بھرپور جواب دینا ایک ایسا حوصلہ افزا منظر تھا کہ اگر میڈیا نے ان سارے مناظر کو چینلز پر دکھا دیا تو آج کی یہ سرگرمی بڑی اہمیت اختیار کر جائے گی۔

گوٹھ غلام محمد اور شہداد کوٹ کے ساتھیوں کی واپسی کی ذمہ داری غفار پندرانی اور مراد پندرانی کے ذمے تھی، یہ ساتھی اپنے اندر غریب لوگوں کی بھرپور حمایت کا جذبہ لیکر چلے گئے، ہم نے مائی جوری جمالی کے شوہر نیاز حسین جمالی اور صوفی عبدالخالق کو اپنے ساتھ لیا صوفی کو سکھر میں ڈائیو کے اڈے پر اتار کر حیدرآباد کی طرف روانہ ہوگئے، نیاز حسین کا خیال تھا کہ اس انتخابی مہم کے آغاز کے بعد اسکے اوپر وڈیروں کا دباؤ بڑھ جائے گا اور پرانے مقدمات کھلوا کر اسے گرفتار بھی کروایا جاسکتا ہے اس لیئے اسے کچھ عرصے کیلئے حیدرآباد یا کراچی میں رہنا ہوگا، ہمارے حیدرآباد پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں کراچی اور حیدرآباد سے ساتھیوں کے مبارکباد کے فون آنے شروع ہوگئے، ہمیں بتایا گیا کہ کئی چینلز نے مائی جوری کی انتخابی مہم کا آغاز جو بینظیر شہید کے مزار سے کیا گیا اسکی خبریں نمایاں طور پر نشر کرنا شروع کردی ہیں، دوسرے دن جب میں کراچی پہنچا تو میں نے اپنے گھر پر اس خبر کو دیکھا اور مجھے بھی حوصلہ ہوا کہ ہم اس جدوجہد کو اب عام لوگوں تک پہنچانے میں میڈیا کی مدد سے کامیاب ہوجائیں گے۔

ہمارے ساتھیوں تاج مری، آدم ملک، شاہینہ، پنھل ساریو، زاہد علی میسو اور دیگر نے یہ طے کیا کہ جعفرآباد بلوچستان میں گوٹھ غلام محمد اور اسکے اردگرد کے سرداروں اور وڈیروں کی طرف سے ٹیل تک غریب کسانوں کا زرعی پانی روکنے کے خلاف جدوجہد کیلئے ساتھیوں اور اداروں سے تعاون کی درخواست کرتے رہیں گے، ساتھیوں نے یہ بھی سوچا کہ کچھ دن ہم یہ بھی دیکھیں کہ مائی جوری اور اسکا شوہر اپنے وڈیروں اور سرداروں کے دباؤ کے آگے کھڑے رہ سکیں گے یا نہیں، اس

بات کو مدنظر رکھتے ہوئے پوسٹر اور ہینڈ بل وغیرہ کچھ دن بعد چھپوائیں گے ہوسکتا ہے ہمیں عوامی پارٹی (پاکستان) کے متبادل امیدوار عبدالکریم جمالی کے نام کے پوسٹر چھپوانے پڑیں اور اگر وہ بھی دباؤ میں آجائے تو گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں سے دوستی برقرار رکھ کر ہم بغیر کسی نقصان کے واپس آجائیں گے ہم اپنے وعدے کے مطابق گوٹھ غلام محمد اور اسکے اردگرد کے گاؤں کے کھیتوں میں زرعی پانی پہنچانے والی سیر مائینر کے ٹیل تک پانی پہنچانے کی مقامی لوگوں کی جدوجہد میں شامل رہیں گے۔

## میڈیا کوریج، ساتھیوں میں خوداعتمادی

میڈیا کی زبردست کوریج کے بعد حلقہ انتخاب کے مقامی لوگوں اور علاقے کے محنت کشوں کی حمایت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا، گوٹھ غلام محمد کے سوہریانی جمالی برادری کو پورے علاقے کے لوگوں کی طرف سے مبارکبادیں اور شاباشیاں آرہی تھیں جسکی وجہ سے حیدرآباد میں بیٹھے نیاز حسین جمالی اور اسکے رشتے داروں میں بھی کافی جوش وخروش بڑھ گیا۔

بھنڈار سنگت کارپوریٹ فارمنگ کے حکومتی فیصلے جوکہ اپنے ملک کی زرعی زمین اور پانی بین القوامی کمپنیوں کو دینے کے فیصلے کے بارے میں ہے اسکے ہاریوں پر پڑنے والے اثرات پر آکسفیم GB کے ساتھ ایک ریسرچ اسٹڈی کررہی تھی، مجھے ڈاکٹر رفیق چانڈیو کے ساتھ رضاکارانہ طور پر راجن پور، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور ملتان کی طرف جانا تھا، میں نے جانے سے پہلے نیاز حسین کو بتایا اور پوچھا کہ میڈیا کا ساتھ اور لوگوں کی حمایت کے بعد اب تم پر دباؤ میں کمی آئی ہے یا نہیں، اس نے بتایا کہ دباؤ میں بہت کمی آئی ہے بلکہ اب علاقے کے لوگ اسے پیغام بھیج رہے ہیں کہ اب تم کسی دباؤ میں نہیں آنا، نیاز حسین بہت خوش تھا اور پراُمید بھی میں نے اس کو مزید پکا کرنے کیلئے پوچھا، اب یہ بتاؤ کہ کیا کوئی اور بھی ہے جسکے دباؤ میں تم آکر مائی جوری کو دستبردار کرواسکتے ہو، نیاز حسین نے کہا ہاں وہ ہمارا پیر سید مصری شاہ گمبٹ والا ہوسکتا ہے جو سرداروں کے مجبور کرنے پر گاؤں میں آکر بیٹھ گیا تو میں تو اپنی زبان پر قائم رہونگا لیکن ہماری

برادری پیر کے کہنے پر ہمارا ساتھ چھوڑ دیگی، میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ میں پنجاب کی طرف جارہا ہوں تم ساتھ چلو تمہارے پیر سے بھی ملاقات کرلینگے اور پنجاب کے علاقوں میں بھی لوگوں کو اپنی انتخابی مہم کی حمایت کا کہیں گے۔

14 فروری 2010ء کی صبح 6 بجے رینٹ کی گاڑی جسے شاہ محمد چلارہے تھے، میرے ساتھ لالہ ولی ڈنو، نیاز حسین اور اسکا رشتہ دار امداد جمالی گمبٹ کی طرف روانہ ہوئے، جب ہم گمبٹ سید مصری شاہ گیلانی کی اوطاق پر پہنچے تو پتہ چلا کہ پیر اپنی زمینوں پر لاڑکانہ جانے کیلئے نکل چکا تھا، نیاز حسین کے پاس پیر کا فون نمبر نہیں تھا اوطاق پر اسکے بیٹے سے نیاز حسین نے اسکا نمبر لیا اور فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ ابھی شہر کے اندر ہی ہے،، ہم لوگ کار کے ذریعے اسکی جیپ تک پہنچ گئے، نیاز حسین جمالی اور امداد جمالی تیزی سے اترے اور اپنے پیر کے قدم بوسی کیلئے جیپ تک پہنچے، میں آہستہ آہستہ اتر کر جیپ کی طرف بڑھنے لگا تا کہ اتنی دیر میں نیاز حسین پیر مصری شاہ سے میرا تعارف کروا لے۔

ہم ترقی پسندوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم عوام کے شعور کی سطح تک جا کر انکو آگے بڑھانے کے بجائے اپنے سماجی شعور کی سطح پر کھڑے ہوکر عوام کے سماجی شعور کو بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں ،عام حالات میں میرے لیئے پیر سید مصری شاہ سے یہ درخواست کرنا بہت مشکل تھا کہ وہ مائی جوری جمالی کی حمایت کرے ،مگر عوامی سیاست کے میدان میں چھلانگ لگائی تھی تو کچھ ایسے اقدامات بھی کرنے تھے جو عوام کے حق میں ہوں اور پیروں کو سرداروں اور جاگیرداروں کے بجائے عوام کے ساتھ کھڑا کرنے کا سماجی شعور بڑھانے کا بھی کوئی راستہ نکلے ،جاگیردارانہ معاشرے کی رسومات میں گھرے ہوئے سیدھے سادے لوگوں کو سماجی تبدیلی کے اس عمل میں آپکے ساتھ چلنے میں آسانی ہو، ہمارے ساتھ سیاسی عمل میں کئی ایسے ساتھی بھی ہوتے تھے جو سید اور پیر تھے لیکن سیاسی شعور بڑھانے کے بعد ہمیں اپنا استاد یا سائیں وغیرہ کہہ کر لاشعوری طور پر ہمیں پیر بنانے کی کوشش کرتے تھے اور ہم انھیں پیر بننے اور بنانے کے بجائے ساتھی بننے کا درس دیتے تھے ،آج اسی طرح کے ایک شخص یعنی ایک پیر کو ایک ہاری عورت کی حمایت پر آمادہ کرنے

کیلیئے اور عوامی سیاست کیلیئے میں اسکی جیپ کی طرف آگے بڑھ رہا تھا۔

پیر بھی پیر ہوتے ہیں وہ بھی میرا ردعمل اور اندر کی کشمکش دیکھ رہا تھا، میں آگے بڑھا، نیاز حسین اور امداد کی طرح پیر چھونے کے بجائے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور سلام کے بعد کہا کہ آپ کو نیاز حسین نے بتایا ہوگا کہ اُس نے اپنی بیوی مائی جوری کو سردار کے بیٹے کے مقابلے میں جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں کھڑا کر دیا ہے، ہم جانتے ہیں کہ یہ آپکے مرید ہیں ہماری پارٹی عوامی پارٹی پاکستان کے غریب طبقے میں اتنی طاقت پیدا کرنا چاہتی ہے کہ وہ اپنے مسئلوں کے لیئے خود کھڑے ہوسکیں اسلیئے نیاز حسین آپکے پاس آیا ہے اور مجھے بھی امی ہے کہ آپ مائی جوری جمالی کا ساتھ دینگے، سید معصوم شاہ نے فوراً میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں مائی جوری کا ساتھ بھی دونگا اور جو بھی مدد ہوسکے گی کرونگا یہ کہہ کر وہ جیپ سے اترنے لگا ہم نے کہا کہ بہت مہربانی آپ کو بھی کام سے جانا ہے اور ہم بھی جلدی میں ہیں پیر نے اصرار کیا کہ آپ لوگوں نے میری اوطاق پر جا کر روٹی ضرور کھانی ہے، ہم نے معذرت کی اور وہیں سے واپسی کی اجازت لیکر سکھر کی طرف بڑھ گئے جہاں نیاز جمالی اور امداد جمالی کو بس اڈے پر چھوڑا، نیاز حسین پیر کی حمایت اور دلاسے کے بعد مطمعین اور خوش تھا۔

کارپوریٹ فارمنگ کا کام مکمل کر کے 17 فروری کو واپس حیدرآباد آئے، اسی دوران فون پر رابطے کے ذریعے پتہ چلتا رہا کہ پیر معصوم شاہ نے عملی طور پر عوامی پارٹی کی اس انتخابی مہم میں مائی جوری جمالی کی حمایت کی ابتدا کر دی تھی، گوٹھ غلام محمد میں پیر کے بھتیجے پیر غلام علی شاہ، علی مردان شاہ باقائدہ ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے اور اپنے مریدوں کو پیر معصوم شاہ کا پیغام پہنچاتے کہ مائی جوری کو ووٹ دیکر کامیاب کرنا ہے۔

اس دوران میڈیا نے مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم کو زبردست کوریج دینا شروع کر دی ،بہت زور و شور کے ساتھ گاؤں کے ساتھی علاقے کے مختلف گاؤں میں موٹر سائیکلوں پر اور وہاں کے ٹیکسی ڈرائیورز کی ٹیکسیوں میں اپنے اپنے خرچ پر انتخابی مہم پر جانے لگے اور مختلف گوٹھوں کے

لوگ بھی گوٹھ غلام محمد میں عوامی پارٹی کے نمائندوں اور مائی جوری سے ملنے آنے لگے، مائی جوری سے لوگوں کی ملاقات کبھی کھیتوں میں کام کے دوران ہوجاتی کبھی گھر میں کام کرتے ہوئے ہوتی ،لوگ بسوں اور ویگنوں میں مائی جوری جمالی کو دیکھ کر مائی جوری زندہ باد اور عوامی پارٹی زندہ باد کے نعرے لگاتے ، گوٹھ کے بچے اور نوجوان لڑکے صبح سے شام تک عوامی پارٹی کے جھنڈے لیکر نعرے لگاتے ہوئے اردگرد کے گاؤں میں چکر لگاتے ،اب چونکہ گوٹھ سے باہر کے لوگوں کا آنا جانا کافی بڑھ گیا تھا اسلیئے گوٹھ کے ساتھیوں نے ایک خالی دکان جو رانجھا کی تھی اس پر عوامی پارٹی کا جھنڈا لگا کر اسے الیکشن آفس بنادیا، بغیر وسائل کے گوٹھ غلام محمد والوں نے عوامی پارٹی کی اس انتخابی مہم کو ایک باقائدہ شکل دینی شروع کردی۔

ہماری غیر موجودگی میں صرف فون پر رابطے کے ذریعے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے دو اہم تاریخ ساز فیصلے کیئے جس سے ہمارے حوصلے بہت زیادہ بڑھ گئے، سردار عطاالله بلیدی جو اس الیکشن میں امیدوار بھی تھے اپنے جلوس کے ساتھ گوٹھ غلام محمد مائی جوری کو شاباش دینے کیلئے آئے بلوچی رسم ورواج کے مطابق مائی جوری کے سر پر ڈوپٹہ ڈالا اور خرچی بھی دی جو بلوچی رسم میں بیٹیوں اور بہنوں کو دی جاتی ہے اور واپس جاتے ہوئے گنداخہ کی ایک ٹیکسی کار ڈرائیور کے ساتھ چھوڑ گئے اور کہا کہ یہ گاڑی مائی جوری کی الیکشن مہم میں مدد کیلئے دے رہا ہوں، جبکہ عطاالله بلیدی خود بھی اسی حلقے سے امیدوار تھے۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کیلیئے سردار عطاالله بلیدی کی چھوڑی ہوئی یہ گاڑی مسئلہ بن گئی، ساتھیوں نے یہ طے کیا تھا کہ عوامی پارٹی کے ساتھی سرداروں کے آپس کے مقابلے کا حصہ نہیں بنیں گے، بلکہ اپنے سرداروں کے ساتھ سردار عطاالله بلیدی کا بھی مقابلہ کرینگے، لہذا سردار عطاالله کے گاؤں سے نکلتے ہی گاؤں کے ساتھیوں نے ہمیں فون کیا کہ آپ مشورہ دیں کہ اس گاڑی کا کیا کیا جائے ہمارا جواب تھا کہ گاؤں کے ساتھی خود فیصلہ کریں اور سوچیں کہ سردار عطاالله بلیدی نے مائی جوری کو اپنے حق میں دستبردار ہونے کیلئے نہیں کہا، اور انتخابی ورک کیلئے گاڑی چھوڑ گیا۔

جبکہ مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی پاکستان صرف سردار ناصر خان کے خلاف نہیں بلکہ سارے سرداروں اور سرداری نظام اور انکے وڈیروں کے خلاف ایک ہی انداز میں آواز اٹھا رہی تھی، ہم نے گوٹھ والوں سے کہا کہ وہ سردار عطا اللہ کی مہربانیوں کا تجزیہ بھی کریں، اس کے بعد مومن جمالی اور گاؤں کی عورتوں اور مردوں نے مل کر اس سارے معاملے پر سوچ بچار کیا اور وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ سردار عطا اللہ بلیدی آزاد اُمیدوار کے طور پر یہ الیکشن لڑ رہے ہیں، گذشتہ الیکشن میں گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے عطا اللہ بلیدی کو اپنے گاؤں کی پولنگ اسلیئے جتوائی تھی کہ وہ پی پی پی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے تھے، اب چونکہ پی پی پی کے ٹکٹ پر سردار ناصر خان جمالی کھڑا ہو رہا تھا اور یہ گوٹھ غلام محمد کی پولنگ عطا اللہ کے بجائے سردار ناصر خان کو مل سکتی تھی اور پی پی پی کے ناراض کارکن عوامی پارٹی کی مہم کی وجہ سے سردار عطا اللہ بلیدی اور مائی جوری کو ووٹ دے سکتے تھے اور مائی جوری کو مدد دیکر سردار ناصر جمالی کے ووٹ کاٹے جا سکتے تھے، آخری بات اور نتیجہ اس صلاح مشورے کا یہ نکلا کہ مائی جوری جمالی اپنے سرداروں کا مقابلہ عوامی پارٹی پاکستان کی جانب سے اپنے سیاسی پروگرام کے ذریعے کرے گی، کسی دوسرے سردار کی مدد کے ذریعے نہیں، سردار عطا اللہ بلیدی کے تعاون اور مدد سے سرداروں کے خلاف کھڑے ہونے کا مطلب اپنے سرداروں سے قبائلی دشمنی مول لینا تھا۔

اسطرح مشترکہ طور پر یہ تاریخی فیصلہ کیا گیا کہ سردار عطا اللہ کی گاڑی کو شکریئے کے ساتھ واپس کر دیا جائے اور بہت دلیری کے ساتھ سردار عطا اللہ بلیدی کی گاڑی واپس کر دی گئی، اس تاریخی فیصلے نے گوٹھ والوں کو مضبوطی دی اور عوامی پارٹی والوں کا حوصلہ بڑھا دیا۔

اس کے کچھ دن بعد جمالی قبیلے کے سردار یار محمد کا چھوٹا بھائی شیر خان جمالی یعنی سردار ناصر خان جمالی کا چچا مائی جوری جمالی کے گھرانے کے ایک بہت ہی بیمار بزرگ وزیر خان کی مزاج پرسی کیلیئے گاؤں میں پہنچ گیا، وزیر خان کو آج تک سرداروں کا کوئی آدمی پوچھنے نہیں آیا تھا، آج سردار گھرانے کو وزیر خان اور گوٹھ غلام محمد والے یاد آ گئے، سردار شیر خان جمالی کے ساتھ چند خواتین بھی تھیں جو خود کو این.جی اوز کا بتا رہی تھیں اور مائی جوری کو مالی مدد کی پیش کش بھی کر رہی تھیں لیکن جب

نصیبہ جمالی اور دیگر عورتوں کا جوش دیکھا تو خاموش ہو گئیں سردار شیر خان نے واپسی کے وقت بستر مرگ پر پڑے ہوئے وزیر خان سے کہا کہ الیکشن آرہے ہیں اپنے گاؤں والوں سے کہو کہ سردار کے بیٹے کا خیال رکھیں اور اسے ووٹ دیں، اس کے جواب میں وزیر خان جمالی نے کہا سردار جو خیال اور جتنا خیال آپ لوگوں نے گوٹھ غلام محمد والوں کا رکھا ہے اتنا ہی خیال گوٹھ غلام محمد والے سرداروں کا رکھیں گے، ہمارے گوٹھ کے سارے ساتھی بہت خوش تھے کہ بیمار وزیر خان نے اپنی بیماری کے باوجود بہت بہادرانہ طریقے سے سردار کو جواب دیا۔

مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی پاکستان کی انتخابی سرگرمیاں با قائدگی سے جاری تھیں، ای میل کے ذریعے ان کی رپورٹنگ بھی ہو رہی تھیں، ملک بھر کے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے اپنے مقامی نمائندوں پر دباؤ بڑھا دیا تھا کہ عوامی پارٹی کی امیدوار مائی جوری جمالی کی جعفرآباد میں ہونے والی سرگرمیوں کی رپورٹ لازمی جاری کریں، مقامی اخباری نمائندوں نے سرداروں کو کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب ہم مائی جوری جمالی کی خبروں کو نہیں روک سکیں گے، اگر ہم نے یہ خبریں نہ دیں تو ہماری نمائندگی تو ختم ہو سکتی ہے، لیکن یہ خبریں رک نہیں سکتیں اسلئے کہ اب یہ خبریں بین الاقوامی میڈیا پر بھی چل رہی ہیں۔

پورے ملک میں عوامی پارٹی پاکستان کی اُمیدوار مائی جوری جمالی کی جعفرآباد جیسے پسماندہ علاقے میں سرداروں کو للکارنے کی گونج سنائی دینے لگی، ہر جگہ عوامی پارٹی کے ساتھیوں خصوصاً سندھ کے ساتھیوں کے جوش و خروش میں اضافہ ہو گیا، جعفرآباد کی انتخابی مہم کیلئے ساتھیوں نے فنڈ جمع کرنا شروع کر دیا اور الیکشن والے دن پولنگ اسٹیشنز پر ڈیوٹیاں دینے والے رضا کاروں کی فہرستیں تیار ہونے لگیں، بھنڈار سنگت کے تعاون سے ساتھیوں نے مائی جوری کے انتخابی مہم کا منشور، پوسٹر اور ہینڈ بل چھپوانے کا عمل شروع کر دیا۔

انتخابی منشور کا عکس درج ذیل ہے

# عوامی پارٹی کا انتخابی منشور

1۔ کیرتھر نہر کے اندرون کے واٹروں پر ٹیل تک پانی پہنچا کر تحصیل گنداوہ کو قحط اور بربادی سے بچانا۔

2۔ پینے کے صاف پانی کو گاؤں تک پہنچانے کے لئے علاقے میں واٹر سپلائی اسکیمیں بنوانا اور ہینڈ پمپ لگوانا۔

3۔ بااثر لوگوں کے غیر قانونی واٹروں کو بند کروانا اور قانونی واٹروں کو جلد از جلد چلوانے کے لئے جدوجہد کرنا۔

4۔ غیر مقامی لوگوں کے نام پر موجود علاقے کی زرعی زمینوں کو منسوخ کرکے مقامی بزگروں کے نام کروانا اور قبضہ دلوانے کے لئے جدوجہد کرنا۔

5۔ زرعی پانی ترجیحی بنیادوں پر چھوٹے آبادکار بزگروں کو دلوانے کے لئے جدوجہد کرنا۔

6۔ تمام محکموں میں ملازمتیں سفارش کی بجائے علاقے کے لوگوں کو تعلیم اور صلاحیت کے مطابق دلانے کی جدوجہد کرنا۔

7۔ علاقے کے تمام اسکولوں کی مرمت کروانا، بچوں کی تعداد کے مطابق نئے پرائمری، مڈل اور ہائی اسکول اور کالج کھلوانے کی جدوجہد کرنا۔

8۔ صحت کی سہولتوں کو بڑھانے کے لئے بنیادی صحت مرکزوں میں جلد از جلد اضافہ کروانا، غریب لوگوں کے لئے مفت دواؤں کی فراہمی کے لئے جدوجہد کرنا۔

9۔ عورتوں کی دوران زچگی اموات میں کمی لانے کے لئے صحت کے عملے کی حاضریوں کو یقینی بنانے کی جدوجہد کرنا۔

10۔ علاقے کے روڈز اور رستوں کو پکا کروانے اور ٹرانسپورٹ کی سہولتوں میں اضافے کے لئے جدوجہد کرنا۔

11۔ بلوچستان کی اغوا شدہ گمشدہ عورتوں اور مردوں نوجوانوں کی بازیابی کے لئے ہر سطح پر آواز بلند کرنا۔

12۔ مقامی لوگوں کو علاقے کے قدرتی وسائل کا مالک بنانے کے لئے بلوچ عوام کو اپنے ساحل اور وسائل کا مالک بنانے کے لئے جدوجہد کرنا۔

13۔ بلوچستان سے فوجی آپریشن ختم کروانے اور بلوچ عوام کے قومی حق خود اختیاری کے لئے جدوجہد کرنا۔

14۔ مہنگائی اور بے روزگاری کے خاتمے کے لئے فوجی چھاؤنیوں کی بجائے سارے بلوچستان کو صنعتی ترقی کی جانب گامزن کرنا۔

15۔ مقامی زبانوں، ثقافتوں کو ترقی دینے کیلئے جدوجہد کرنا، تمام مذہب کے ماننے والے عوام کو آسان سستا اور فوری انصاف دلانے کے لئے انصاف کا مقامی جمہوری رضاکارانہ نظام بنانے کی جدوجہد کرنا۔

16۔ بلوچستان سے ایجنسیوں کی حکومت ختم کروا کے سول سیاسی قوتوں کو مضبوط کرنے کی جدوجہد کرنا۔

17۔ بلوچستان اور پورے پاکستان سے مذہبی نسلی اور لسانی دہشت گردوں کے جبر اور دہشت گرد کارروائیوں کو ختم کروانے کی جدوجہد کرنا۔

18۔ بلوچستان اور پاکستان کو آمریت پسند قوتوں امریکہ اور دیگر سامراجی ممالک کی غلامی سے آزادی دلانے کے لئے علاقائی قوموں اور ملکوں کا اتحاد بنانے کی جدوجہد کرنا۔

## عوامی پارٹی (پاکستان)، بلوچستان

صاحب ذو کنوینر ضلع جعفرآباد
0343-8387848

سلطان الدین شاہوانی کنوینر بلوچستان
0331-8189751

ڈاکٹر حسن: صدر مرکزی کنوینر
0300-8241721

22 فروری 2010ء کے دن ہمارا وفد جس میں شاہینہ، میں اور آدم ملک آفتاب ہنگورو کی گاڑی میں شہداد کوٹ پہنچا جہاں سے قادر بخش اور مومن جمالی ہمارے ساتھ شامل ہوئے، جب ہم گوٹھ غلام محمد پہنچے تو وہاں کا رنگ ڈھنگ ہی مختلف تھا عوامی پارٹی کے الیکشن آفس کے پاس گاؤں اور علاقے کے عورتوں اور مردوں کا ہجوم تھا، سب نے گرم جوشی سے ہمارا استقبال کیا، گوٹھ غلام محمد میں مجھ سے زیادہ شاہینہ مقبول تھی، شاہینہ کے آنے سے عورتوں کے جوش وخروش میں اضافہ ہوگیا، عورتوں کی بھرپور میٹنگ ہوئی اور پھر مردوں اور عورتوں کی پہلی مرتبہ مشترکہ میٹنگ بلائی گئی، عوامی پارٹی کے ساتھیوں نے گھروں سے بستر جمع کرنے شروع کیئے، اسی دوران شاہینہ، مائی جوری جمالی، نصیبہ جمالی، افروز جمالی، امینہ جمالی اور گاؤں کی بہت ساری خواتین گوٹھ غلام محمد کے قریب گنداخہ شہر کی مختلف بستیوں میں الیکشن مہم کے سلسلے میں سرگرمیوں کا آغاز کرچکی تھیں، اب ہماری انتخابی مہم میں پیر معصوم شاہ کے بھتیجے پیر علی مردان شاہ بھی سرگرمی سے حصہ لے رہے تھے، رات دیر تک ساتھیوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہا منصوبہ بندی کی میٹنگز چلتی رہیں اور ہم تمام باہر سے آئے ہوئے مرد الیکشن آفس میں ہی سو گئے شاہینہ کے سونے کا بندوبست نصیبہ جمالی کے گھر پر تھا۔

25 فروری 2010ء تک تین دن ہم مسلسل گوٹھ غلام محمد میں رہے، علاقے میں مائی جوری کی انتخابی مہم چلاتے رہے، پھر شاہینہ، نصیبہ جمالی، آدم ملک اور میں شہداد کوٹ، سیلرا گوٹھ میں عرس سیلرو کی والدہ اور شہر میں پربھات اور این ڈی ایس کے ساتھیوں اور شہر میں دیگر سیاسی ساتھیوں سے ملکر انتخابی مہم پر کام کرتے رہے، اسی دوران اوستہ محمد میں غلام دستگیر رند اور انکے بھتیجوں سے سیاسی کچہری ہوئی، مرحوم ساتھی سکندر رند کی بیوہ ادی نور جہاں نے شاہینہ اور نصیبہ جمالی کو بہت حوصلہ دیا اور اس الیکشن کے عمل میں بہت پرجوش طریقے سے انکی حوصلہ افزائی کی اپنی فیملی سے کچھ چندہ بھی اکھٹا کر کے دیا، چاول، دالیں اور آٹے کا کٹا بھی چندے میں دیا۔

عورتوں کی ترقی پر کام کرنے والی تنظیم شرکت گاہ کراچی سے شاہینہ کے پاس فون آیا کہ ہماری ایک لوکل تنظیم اوستہ محمد میں النساء کے نام سے ہے جسے نور جہاں نام کی خاتون چلا رہی ہیں ہم نے انھیں کہہ دیا ہے وہ اس الیکشن میں عوامی پارٹی کی امیدوار مائی جوری کی ہر طرح سے مدد

کریں، آپ ان سے مل لیں جب ہم ان کے آفس اوستہ محمد پہنچے تو آفس بند تھا، چندے کی رقم اور سامان نصیبہ جمالی اور انکے بیٹے شفیع محمد کو دے کر گوٹھ روانہ کیا اور خود لاتعداد ساتھیوں کی ہمت افزائی اور کچھ ساتھیوں کے طنزیہ جملے سن کر واپس حیدرآباد روانہ ہوئے۔

28 فروری 2010ء تک ہم حیدرآباد میں الیکشن کے حوالے سے کام کرتے رہے پوسٹر اور ہینڈ بل چھپوائے اسی دوران ایک اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ آکسفیم جی بی کی پروگرام مینیجر فاطمہ نقوی نے بھنڈار سنگت کی گوٹھ غلام محمد اور تحصیل گنداخہ کے دیگر گوٹھوں کے عوام کی سیر مائینز کے زرعی پانی کو ٹیل (آخری سرے) تک پہنچانے کی عوامی جدوجہد کی حمایت کر کے اس میں تعاون کیا ، ہماری انتخابی مہم کا اہم نعرہ یہی تھا کہ ٹیل تے پانی انزیندا سی (ٹیل تک پانی پہنچائیں گے)، اس مہم کیلئے بھنڈار سنگت کو جعفرآباد کی اس عوامی حقوق کی مہم کیلئے پانچ ریلیاں حقوق مارچ کے نام سے کرنے کیلئے ایک لاکھ پچاس ہزار روپے کی رقم کا فنڈ ملا۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک نیا تجربہ کیا گیا جس میں عوام کے حقوق کیلئے کام کرنے والی نان گورنمنٹ آرگنائزیشن اور سیاسی پارٹی کا عوام کے حقوق کیلئے مشترکہ ماڈل تخلیق کیا گیا، جس نے مختصر عرصے میں سیر مائینز کے زرعی پانی کو ٹیل تک پہنچانے کے عوامی مسئلے کو عام کیا ، ایک ہاری عورت کو اپنے سرداروں کے مقابلے میں کھڑے ہونے میں مدد کی ، عوامی پارٹی کی امیدوار مائی جوری کو میڈیا سے جو کوریج مل رہی تھی اس کو عوامی مسائل کے ساتھ جوڑ کر جعفرآباد کے ضمنی انتخاب کو ٹیل تک پانی پہنچانے کی تحریک کے ساتھ جوڑ دیا، بھنڈار سنگت نے عوامی پارٹی کی نامزد امیدوار مائی جوری سے حقوق مارچ کی ان ریلیوں کی قیادت کروائی۔

☆☆☆

باب چہارم

# انتخابی مہم میں جوش وخروش

یکم مارچ کو صبح چار بجے میرے ساتھ شاہینہ، ممتاز شر اور بھنڈار کی گاڑی کا نیا ڈرائیور غلام علی بروہی حیدراباد سے نکلے ہمارے ساتھ وائسیس گروپ اور اقبال بانو کے گائے ہوئے فیض احمد فیض کے انقلابی گیت (ہم دیکھیں گے لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے) والے کیسٹ تھے جب یہ گیت گاڑیوں میں بجتے تو لوگ خود بھی ساتھ گاتے تھے، ان نغمات کی گونج نے انتخابی مہم میں انقلابی جان پیدا ہو جاتی تھی، کیری کے اوپر ساونڈ سسٹم بھی رکھا ہوا تھا۔

حقوق مارچ کی پہلی ریلی گوٹھ غلام محمد سے گنداخہ شہر تک لیجانے کا پروگرام طے ہوا تھا، ہم گوٹھ غلام محمد میں تقریباً تین بجے پہنچ چکے تھے شہداد کوٹ کے ساتھی بھی ریلی میں شریک ہونے کیلئے پہنچ گئے تھے گوٹھ کے ساتھی ریلی کیلئے تیار تھے سیکڑوں لوگ جس میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی جو حقوق مارچ کے بینرز اٹھائے ہوئے تھیں جس پر ٹیل تک پانی پہنچانے کے نعرے لکھے ہوئے تھے ہمارے ساتھی انھیں ہاتھوں میں لیکر جوش وخروش کے ساتھ گنداخہ شہر کی طرف بڑھنے لگے، تین ،ساڑھے تین کلو میٹر کے فاصلے کے بعد گنداخہ شہر سے کاروں کی ایک قطار آتی ہوئی نظر آئی،خواتین آگے آگے مسائل کے حل کے ساتھ وڈیرہ شاہی کے خلاف نعرے لگا رہی تھیں، جیسے ہی کاروں کے جلوس کو دیکھا تو فوری طور پر ذہن میں آیا کہ یہاں کے وڈیرے ہماری اس ریلی کو منتشر کرنا چاہ رہے ہیں کاریں دیکھ کر نعروں کی آواز میں تیزی آ گئی شاہینہ اور حاجل کے ساتھ نصیبہ جمالی، افروز اور دیگر نے مل کر مزید زور وشور سے جھنڈے لہرا لہرا کر نعرے لگانے شروع

کر دیئے اور جلوس تیزی سے آگے بڑھنے لگا، جلوس کی اس تیز رفتاری اور نعروں کی آواز سن کر کار والوں کو اندازہ ہوا کہ جلوس والے سمجھ رہے ہیں کہ یہ گاڑیاں وڈیروں کی ہیں، ہم نے دیکھا کہ کاروں سے کچھ لوگ اتر کر وکٹری کا نشان بناتے ہوئے ہماری طرف دوڑے چلے آرہے ہیں اور عوامی پارٹی زندہ باد مائی جوری زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں، ہمیں ان میں سے ایک ساتھی شبیر جمالی نے جو رینٹ پر کار ٹیکسی چلاتا تھا بتایا کہ یہ سارے ٹیکسی ڈرائیور، ٹیکسیوں کے مالک، کسان ہیں یا چھوٹے زمیندار، سیر مائینز کے ٹیل تک پانی لانے کے مطالبے کے ساتھ مائی جوری کی حمایت کا اعلان کر رہے ہیں اور آپکے ساتھ اس جلوس میں شریک ہونے آئے ہیں، ہم نے اپنے جلوس کے ساتھیوں کو اس بات سے آگاہ کیا کہ یہ ہمارے ہی ساتھی ہیں پھر ہم نے اپنی سوچ کو بہتر کرنے کا سوچا کہ ہر کار والا اور ہر وہ شخص جو اپنی چھوٹی ملکیت رکھتا ہو ہمارا دشمن نہیں ہوسکتا۔

ہماری ریلی گنداخہ شہر کے درمیان سے گذرتی ہوئی شہر کے آخری حصے میں موجود پٹرول پمپ کے ساتھ کے میدان میں ایک بڑے جلسے کی صورت اختیار کر گئی، گنداخہ شہر کی تاریخ میں یہ پہلی ریلی تھی جس میں مردوں کے علاوہ سیکڑوں عورتیں شریک تھیں، یہ لوگ اپنے مسائل کے حل کے نعرے سن کر اور ایک ایسی ہاری عورت کو دیکھنے آئے تھے جو اپنے سردار کے سامنے ضمنی انتخاب میں کھڑی تھی، میڈیا نے بھی اسکی مقبولیت میں اضافہ کیا تھا، اسکے علاوہ کسی سیاسی پارٹی کا یہ پہلا جلسہ تھا جس میں شامیانے کرسیوں اور کھانے پینے کے بندوبست کے بغیر اتنی بڑی تعداد میں مقامی لوگ شریک ہوئے اور کئی گھنٹوں تک کھڑے ہو کر عورتوں اور مردوں نے مقامی اور باہر سے آئے ہوئے رہنماؤں کی تقریریں سنیں، جلسے کے اختتام پر ریلی کے شرکاء اسی جذبے کے ساتھ نعرے لگاتے ہوئے پیدل گوٹھ غلام محمد میں واپس آئے۔

2 مارچ کو ریلیوں کی شکل میں حقوق مارچ اور الیکشن ورک ہوتا رہا شاہینہ، مائی جوری ،نصیبہ جمالی اور دیگر خواتین سون واہ، باگ ٹیل اور دیگر علاقوں میں گئے، اسلحے کی کھلے عام نمائش اور اس پروپیگنڈے سے کہ یہاں سے ہم لوگوں کا زندہ واپس جانا مشکل ہے کے خلاف موثر اقدام کی ضرورت تھی ہم نے اسلام آباد کے ساتھیوں کو فون کر کے صورتحال بتائی، یہ بات واضع تھی

کہ یہ قانون کی کھلی خلاف ورزی تھی، اسلام آباد میں ساتھیوں نے جعفرآباد کے ضمنی انتخابات میں اسلحے کی کھلے عام نمائش کے خلاف الیکشن کمیشن پاکستان کے دفتر جاکر شکایت درج کرائی۔

آج 3 مارچ کو حقوق مارچ کی بڑی ریلی اور جلسۂ عام باگ ٹیل میں تھا، صبح سے تمام ساتھی اسکی تیاریوں میں مصروف تھے کسی نے اپنا ٹریکٹر تو کسی نے ڈاٹسن دینے کا وعدہ کیا، لیکن کچھ لوگ وڈیروں کے دباؤ میں آکر اپنا یہ وعدہ پورا نہیں کرپائے، موٹر سائیکلوں کی بڑی تعداد تیار تھی، عورتوں اور مردوں کے ایک بہت بڑی تعداد الیکشن آفس کے سامنے موجود تھی جس میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جوش وخروش سے جلسے میں جانے کیلئے تیار تھے، وعدے کے مطابق گاڑیاں نہ ملنے کی وجہ سے کچھ مشکل کا سامنا ہوا نوجوانوں نے موٹر سائیکلوں کی تعداد بڑھادی اور یہ قافلہ ریلی کی شکل میں آگے بڑھنے لگا راستے میں مختلف گوٹھوں سے موٹر سائیکلوں پر سوار لوگ ہمارے ساتھ شامل ہونے لگے شاہینہ اور کافی تعداد میں خواتین ایک ٹریکٹر ٹرالی میں سوار تھے، جب ہماری یہ ریلی نعرے لگاتی ہوئی بینروں کے ساتھ باگ ٹیل کے قریبی گوٹھ تک پہنچی تو وہاں دیگر گوٹھوں سے آئے ہوئے لوگ اپنی ٹریکٹر ٹرالیوں اور موٹر سائیکلوں کے ساتھ ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے، اس حوصلہ افزا استقبال کے بعد ریلی کے شرکاء باگ ٹیل شہر کے درمیان سے گزرتے ہوئے بیچ چوک پر آگئے، باگ ٹیل کے بزرگوں کے کہنے کے مطابق باگ ٹیل کی تاریخ میں یہ پہلا سیاسی جلسہ تھا جو غریبوں نے خود کیا تھا، اس جلسے میں مائی جوری کے ساتھ دیگر دیہی عورتوں نے بھی تقریریں کیں دیر تک جلسہ چلتا رہا، عمومی طور پر یہ ہوتا ہے کہ کسی جلسہ یا جلوس کے بعد لوگ تھکن محسوس کرتے ہیں لیکن ہمارے ساتھیوں میں ہر سرگرمی کے بعد اسکی کامیابی کی وجہ سے مزید جوش پیدا ہوجاتا تھا اور ساتھی واپسی میں بھی نعرے لگاتے ہوئے آتے تھے، ہم رات دیر سے گوٹھ غلام محمد میں پہنچے اور اگلے دن کی تیاری میٹنگ کرنے لگے۔

ہمیں اسلام آباد سے ایوب ملک اور حسن ناصر نے فون پر بتایا کہ آج نسرین اظہر اور انیس ہارون کی قیادت میں عورتوں کا ایک وفد شکایت لیکر الیکشن کمیشن اسلام آباد کے آفس گیا تھا کہ جعفرآباد کے ضمنی انتخابات میں سردار اپنی انتخابی مہم میں کھلے عام اسلحے کی نمائش کرکے دہشت کی

فضاء بنا رہے ہیں ،انتخابی مہم میں اسلحے کی نمائش کر کے عام لوگوں کوخوفزدہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اسے روکا جائے ،الیکشن کمیشن نے خواتین کے وفد کواس بات کی یقین دہانی کروائی کہ وہ اسلحے کی اس نمائش کو بند کروائیں گے،کمیشن نے کہا کہ آپ اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ وہ بے خطر ہوکر اپنی مہم چلائیں اوراگر اسطرح کی نمائش دیکھیں تو تصاویر اتار کرہمیں بھیج دیں ہم انکے خلاف کاروائی کریں گے،ہمیں اسلام آباد کے ساتھیوں کی اس کاروائی سے بہت حوصلہ ملا اور ہم نے اپنے انتخابی حلقے میں اس بات کو عام کیا کہ الیکشن کمیشن کی طرف سےہمیں کہا گیا ہے کہ اگر ہم اسطرح اسلحے کی نمائش دیکھیں تو تصاویر کھینچ کر الیکشن کمیشن کو بھیج دیں اور بے خطر ہوکر اپنی مہم جاری رکھیں ،اسکے بعد یہ ہونے لگا کہ جہاں انتخابی مہم کے دوران سرداروں کی گاڑیوں پر اسلحہ بردار نظر آتے ہمارے ساتھی اپنا موبائل نکال کر تصاویر بنانے کی کوشش کرتے تو سردار کے لوگ فوری طور پر اسلحے پر اپنی چادر ڈال کر اسے چھپانے کی کوشش کرتے ،اس علاقے میں ہمارے ساتھیوں کی جرات میں یہ ابھار حوصلہ افزا تھا کہ وہ بے خوف ہوکر تصویر لینے کی کوشش کرتے تھے۔

4 مارچ کو ہماری حقوق مارچ کی ریلی اور انتخابی جلسہ جعفرآباد پُل پر تھا،عبدالکریم اور مائی جوری کو پہلے ہی وہاں بھیج دیا گیا تھا،شاہینہ اورنصیبہ جمالی ہمارے ساتھ کیری میں جعفرآباد پل تک پہنچے ،غفار پندرانی ،آدم ملک اور انکی بیٹی تانیا ملک بھی جعفرآباد پل پر اس جلسے میں پہنچے اس جلسے کیلیئے بھی کچھ لوگوں نے گاڑی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن وقت پر وہ لوگ نظر نہیں آئے جسکی وجہ سے گوٹھ غلام محمد کی خواتین کی بڑی تعداد اس جلسے میں نہیں پہنچ سکیں ،اس جلسے میں بھی کافی تعداد میں مرد اور خواتین موجود تھے،ہمیں ہر جلسے میں اس بات پر خوشی اور حوصلہ مل رہا تھا کہ مقامی لوگوں کی تعداد پچھلے جلسے سے زیادہ ہوتی تھی اور جوش اور ہمت دوگنی نظر آتی تھی،جعفرآباد پل کے قریب پٹرول پمپ پر ایک دکان کا اسٹول رکھ کر جلسے کے شرکاء سے مقامی اور باہر سے آئے ہوئے ساتھیوں نے خطاب کیا۔

انتخابی مہم کے اہم واقعات:

جعفر آباد ڈیل کے جلسے کے بعد ایک اہم واقعہ ہوا واپسی میں قریب کے گاؤں کے جمالیوں نے ہم لوگوں سے کہا کہ ہم آپ لوگوں کو چائے پلانا چاہتے ہیں لہذا آپ لوگ اور مائی جوری ہمارے ساتھ ہمارے گاؤں چلیں، ہم لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے ان کے چائے کی دعوت قبول کرلی، ہم نے اپنی گاڑیاں ان کے گاؤں کی طرف موڑ دیں ہمارے ساتھ خواتین کی گاڑیاں بھی تھیں، ہم مرد انکے گھروں سے باہر رک گئے شاہینہ مائی جوری اور تمام خواتین جو تعداد میں بارہ تھیں اندر چلی گئیں انکے ساتھ اس گاؤں کے کچھ مرد بھی گئے، اس کے بعد اندر جو واقعہ ہوا وہ شاہینہ اور نصیبہ جمالی نے بتایا کہ اندر جاتے ہی انھیں یہ بتایا گیا کہ یہ گاؤن اور چائے کی دعوت دینے والے سرداروں کے باڈی گارڈ ہیں، اسکے بعد گاؤں کے مختلف گھروں میں انھیں لیجایا گیا جہاں مرد حضرات اپنی عورتوں کو بتا رہے تھے کہ یہ مائی جوری ہے، وہاں کی عورتیں کچھ سہمی ہوئی تھیں، کچھ بڑی عمر کی خواتین نے مائی جوری سے کہا کہ کیوں اپنے سائیں سردار کے مقابلے میں الیکشن لڑ رہی ہو، وہی ہمارا مائی باپ ہے، ہمارے ساتھ گئی ہوئی افروز اور دیگر خواتین انھیں سمجھا رہی تھیں کہ ہم ہمیشہ ہی اپنے سرداروں کو ووٹ دیتے رہے ہیں ہماری زندگی اسی طرح مشکلوں میں گھری ہوئی ہے اب ہم خود کھڑے ہوکر اپنے مسئلے حل کرنے کی کوشش کریں گے تم لوگ بھی ہمارا ساتھ دو اور مائی جوری کو ووٹ دو، اتنے میں ایک شخص جو کہ ہمیں اندر لیکر آیا تھا ایک ڈوپٹہ لیکر آیا اور مائی جوری کے سر پر رکھ کر کہا، مائی اب بس کر، جتنا تو نے کرنا تھا کرلیا اب سردار ناصر کے حق میں بیٹھ جا، تیرے تمام مسائل حل ہوجائیں گے۔

مائی جوری نے جھٹکے سے ڈوپٹہ اس شخص کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ تم مجھے لالچ دے رہے ہو اور اپنے گھر کے اندر اسلئے لائے ہو کہ مجھے سردار کے حق میں دستبردار ہونے پر آمادہ کرو، تم نے میری بے عزتی کی ہے تم نے مجھے اپنی بہن کہہ کر اپنے گھر بلایا اور اب بہن کو اس کے حق سے دستبردار کروانے کے لئے سرداروں کے لئے بہن کی غیرت کا سودا کر رہے ہو مائی جوری جمالی کی آواز سن کر جیسے ایک بھونچال آ گیا، ساتھ آنے والی تمام عورتیں غصے میں بپھر گئیں، شاہینہ نے اپنی

ساتھی عورتوں کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور واپس چلنے کے لئے کہا، جس پر گاؤں کی ایک عورت نے اسکی طرف غصے سے دیکھا اور کہا کہ یہ پرائی عورت تمہارے ساتھ کون ہے، جس پر نصیبہ جمالی نے کہا یہ پرائی نہیں ہماری اپنی ہے، مائی جوری اور عورتوں نے وہاں کی خواتین کو کہا کہ تمہارے مردوں نے اسطرح کر کے اچھا نہیں کیا، تمام خواتین گاؤں سے باہر نکلنے لگیں اس گاؤں کی کچھ خواتین مائی جوری جمالی کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں انھوں نے آہستہ آہستہ ہماری عورتوں سے کہنا شروع کیا کہ تم لوگ ناراض مت ہو ہم عورتوں کا ووٹ تو مائی جوری کا ہی ہے لیکن ہمارے مرد مجبور ہیں انھیں چھوڑ دو، انکی بات کا برا مت مانو، عورتیں اپنے مردوں کی اس حرکت پر شرمندہ ہو رہی تھیں، وڈیروں کے باڈی گارڈ کے اس عمل سے جو انھوں نے اپنے مالکوں کے اشارے پر ہی کیا ہوگا ہمیں نقصان نہیں فائدہ ہی پہنچا، کہ اس گاؤں کی عورتوں کو مائی جوری کی ہمت نے متاثر کیا۔

ضمنی انتخاب کا دن قریب آتا جا رہا تھا، واقعات میں تیزی نظر آ رہی تھی ہماری انتخابی مہم اتنی موثر اور طاقتور ہو گئی تھی کہ مخالف اب پورا زور لگا رہے تھے کہ ہر طرح سے رُکاوٹ ڈالیں۔

6 مارچ کو سبی جدید میں ریلی اور جلسہ ہونا تھا، مائی جوری، صاحب ڈنو اور عبدالکریم کو ٹائم سے کافی پہلے جلسے کی جگہ سے نزدیک پہنچا دیا گیا تھا، اسی دوران ٹیکنیکی کام کیلئے ثانیہ ملک، ببرک کارمل، نور محمد جمالی اور سروان جمالی کو لگانا پڑا، ووٹر لسٹوں کی کاپیاں الیکشن کمیشن سے خریدنا کافی مہنگا پڑ رہا تھا باہر ایک روپئے میں ایک صفحہ کاپی ہوتا ہے پریذائیڈنگ آفس سے وہی صفحہ چار روپے میں پڑ رہا تھا، ہمارے ساتھیوں نے طے کیا کہ صرف گنداخہ تحصیل کی فہرستیں خریدیں گے یا کاپیاں بنائیں گے مختلف دوستوں نے ہمارے ساتھ ان فہرستوں کی خریداری میں مدد کی۔

ہم لوگ اوستہ محمد آئے، آدم ملک اور غفار پندرانی کو email کرنے کیلئے النساء کے دفتر بھیجا، انہوں نے النساء والوں سے مائی جوری جمالی کی حمایت کیلئے بات بھی کرنی تھی ان کا رُخ دیکھ کر شاہینہ رمضان اور نصیبہ جمالی کو مزید بات چیت کیلئے ان کے دفتر جانا تھا، آدم ملک اور غفار پندرانی نے النساء کے دفتر میں سے ہمیں یہ اطلاع دی کہ محترمہ نور جہاں سردار عطاءاللہ بلیدی کے

انتخابی مہم کے سلسلے میں اپنے دفتر میں عورتوں کا جلسہ کر رہی ہے، اس جلسے میں اہم سوال یہی ہے کہ مائی جوری جمالی کے بجائے سردار عطا اللہ کی حمایت کیوں کی جائے کئی صحافی اور میڈیا کے لوگ موجود ہیں، سب کو یہی تاثر دیا جا رہا ہے کہ مائی جوری جمالی سردار عطا اللہ بلیدی کی اور سردار عطا اللہ بلیدی مائی جوری جمالی کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں، اسلیئے النساء تنظیم سردار عطا اللہ بلیدی کی حمایت کر رہی ہے، وہاں یہ تاثر بھی دیا جا رہا تھا کہ عوامی پارٹی (پاکستان) کے رہنما اور مائی جوری کے گاؤں کی عورتیں کچھ دیر بعد النساء کے دفتر اس جلسے میں آنے والی ہیں۔

ہم لوگ آدم ملک اور غفار پندرانی کو النساء کے دفتر لینے گئے تو میں نے خود النساء کے دفتر میں سردار عطا اللہ بلیدی کو عورتوں کے ساتھ دیکھا ان کی میٹنگ ختم ہوگئی تھی اب سب عورتیں مائی جوری جمالی کی ساتھی عورتوں کی آمد کا انتظار کر رہی تھیں۔

ہمیں ایک خیال آیا کہ شاہینہ اور مائی نصیبہ آ کر اپنا موقف عورتوں کے سامنے پیش کریں مگر ساتھ ہی یہ خطرہ بھی موجود تھا کہ سردار عطا بلیدی کے لائے ہوئے میڈیا کے نمائندے بات کو کیا رُخ دیں گے اور یہ تاثر کہ جمالی سرداروں کے خلاف مائی جوری جمالی اور سردار عطا بلیدی ایک ہیں کو نہیں روکا جا سکے گا اس لئے شاہینہ اور نصیبہ سے مشورہ کر کے یہی طے پایا کہ وہ النساء کے دفتر نہ آئیں۔

شاہینہ، مائی نصیبہ آدم ملک اور غفار پندرانی والوں کے ساتھ ان کی گاڑی میں واپس چلی گئیں انہوں نے آج واپسی میں سی جدید کی حقوق مارچ ریلی اور انتخابی جلسہ عام سے خطاب کیا، صاحب ڈنو، عبدالکریم اور گوٹھ غلام محمد کے ساتھی مائی جوری جمالی کے ساتھ سی جدید ریلی کی صورت میں آئے سی جدید میں بھی عوام نے مائی جوری جمالی کا نہری پانی کو ٹیل تک لانے کے مطالبے پر نکلنے والی ریلی کا شاندار انداز میں استقبال کیا، شہر کے سب لوگ ارد گرد کے کئی گوٹھوں کے لوگ اپنے اپنے وڈیروں کے خوف کو توڑ کر ریلی اور جلسہ عام میں شریک ہوئے۔

آج 6 مارچ کو ایک اور اہم واقعہ یہ ہوا کہ لندن سے متحدہ قومی موومنٹ کے الطاف حسین نے جعفر آباد کے ضمنی انتخابات میں سرداروں کا مقابلہ کرنے والی ہاری عورت مائی جوری جمالی کی

حمایت کا اعلان کر دیا اپنے کارکنوں اور MQM کے حامیوں کو ہدایت کر دی کہ وہ مائی جوری جمالی کے حق میں انتخابی مہم چلائیں ان کو ووٹ دیں۔اب تو سندھی TV چینلز کے ساتھ اردو TV چینلز میں بھی مائی جوری جمالی کی حمایت کی خبریں آنے لگیں، ملک کی ساری میڈیا کی توجہ جعفر آباد کی مائی جوری جمالی کی طرف تھی۔

اب تک جعفر آباد بلوچستان کی دوسری سیاسی پارٹیوں کے ساتھیوں میں یہ تاثر عام تھا کہ یہ پرانے کمیونسٹ ہیں قومی حق خوداختیاری کو مانتے ہیں،قومی حقوق کے تحریکوں کے ہمیشہ ساتھ رہے ہیں، پاکستان کے اسٹیبلشمنٹ کی بنائی ہوئی سیاسی پارٹیوں اوران کے اداروں سے ہمیشہ مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ان کا جنرل ضیاء الحق اور سارے فوجی آمروں کے خلاف جدوجہد کا شاندار ریکارڈ رہا ہے اس لئے ان کو کام کرنے دیا جائے MQM کے جعفر آباد کے نمائندے مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی کے رہنماوں سے رابطے کر کے یہ بیان لینے کی کوشش کرتے رہے کہ ہم الطاف حسین کی حمایت کا میڈیا کی ذریعے شکر یہ ادا کریں،ہم ان کو ٹالتے رہے،ایک تو جعفر آباد کی قیادت کا عوام میں نہ کوئی کام تھا اور نہ الطاف حسین اور MQM کی حمایت،نہ انکا ووٹ بینک تھا ان کی بڑی بات یہ تھی کہ ان کی سندھ اور مرکزی حکومت میں وزارتیں تھی،ان کا جعفر آباد کے ضمنی انتخابات میں کوئی امیدوار نہیں تھا اس لئے انھوں نے آسانی سے مائی جوری جمالی کی حمایت کردی۔

کراچی اور پورے پاکستان میں MQM کا یہ پروپیگنڈہ کہ وہ سرداروں اور جاگیرداروں کی مخالف سیاسی پارٹی ہے،انھیں یہ تشویش تھی کہ یہ کون ہیں جنہوں نے مائی جوری جمالی کو اپنے سردار کے مقابلے پر کھڑا کر دیا ہے جبکہ MQM بے شمار وسائل ،مرکز اور سندھ حکومت میں وزارتیں ہونے کے باوجود ایسا کوئی بھی مقابلہ سرداروں اور جاگیرداروں کے علاقوں میں جا کر ابھی تک کیوں نہیں کر سکی ہے اسکا اتحاد ملک کے دیہی علاقوں کے کسانوں اور مزدوروں کے بجائے سرداروں اور جاگیرداروں کے ساتھ کیوں ہوتا ہے،ان سوالوں سے بچنے کے لئے MQM کے الطاف حسین نے نہ صرف مائی جوری جمالی کی ضمنی انتخابات میں حمایت کردی بلکہ اس

کے ایجنٹوں نے کئی پیکیج مائی جوری جمالی اور اس کے شوہر نیاز حسین کو دیئے کہ وہ متحدہ قومی موومنٹ میں شمولیت اختیار کریں مگران کو پتہ نہیں تھا کہ مائی جوری جمالی آسمان سے نہیں ٹپکی تھی اس کواس کے گوٹھ والوں نے کھڑا کیا تھااور اس کے سارے عمل کے پیچھے وہ انقلابی ٹیم تھی جس کو پاکستان کی فوجی آمریتوں اوران کی ایجنسیوں نے جبراور تشدد کے ذریعے ملک کی سیاست سے وقتی طور پر نکال دیا تھا، سیاسی جدوجہدا یجنسیوں کی مدد کے بغیر کیسے کی جاتی ہےاس کاعلم اور تجربہ متحدہ قومی موومنٹ اورانکے رہنماؤں کونہیں ہے جاگیرداروں سے اپنے اتحادکو چھپانے کیلئے ان کو مائی جوری جمالی جیسی ہاری عورتوں کی ضرورت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے آپ کومزدوراور کسانوں کی ہمدرد پارٹی ثابت کرسکیں۔

7 مارچ 2010ء ہم لوگوں کا پروگرام تھا ہم گوٹھ غلام محمد سے تین سے چارسوساتھیوں کی ریلی نکالیں جس میں عورتوں کی تعدادزیادہ ہوگنداخہ شہر سے ہوتے ہوئے اوستہ محمد جائیں، راستے میں ہمارے ساتھی ریلی میں شامل ہوتے جائیں گے اسی طرح ہم اوستہ محمد شہر میں کئی ہزار کی حقوق مارچ ریلی بنا کرداخل ہوں گے،اوستہ محمد شہر کی سیاسی فضا تبدیل ہوجائے گی، ایسا ہی ہوتا ہمارے ساتھ عورتوں اورمردوں کی بہت بڑی تعدادتھی مگر سواریاں نہیں تھیں گوٹھ غلام محمد سے اوستہ محمد کا سفر 45 پیتالیس کلومیٹر کا تھا پیدل نہیں جاسکتے تھے، گوٹھ غلام محمد سے ایک بس، دوکاریں اورکئی موٹر سائیکلیں چلیں سارے راستے میں لوگوں نے مائی جوری جمالی کا استقبال کیا مختلف بس اسٹاپوں پر ساتھیوں نے رُک کرعوام کے ساتھ نعرے بازی کی مگر اپنے ساتھ لیکر نہیں جا سکے، البتہ موٹر سائیکلوں کااضافہ ریلی میں ہوتا رہا، اس کے باوجود حقوق مارچ کی ریلی اوستہ محمد شہر سے چار کلومیٹر باہر عمرانی پیٹرول پمپ پر رُکی ، مائی جوری جمالی ، مائی نصیبہ ،شاہینہ رمضان، افشاں شیخ، تانیہ ملک ،افروز اور سیکڑوں عورتوں کی قیادت میں اوستہ محمد شہر میں پہلی سیاسی ریلی نے سواریوں سے اتر کر پیدل چلنا شروع کیا ہمارے ساؤنڈ سسٹم والی کیری جوایک دن پہلے سے اوستہ محمد شہر میں مائی جوری اورحقوق مارچ کی ریلی کی آمد کا اعلان کررہی تھی، ریلی کے ساتھ ساتھ چلنے لگی شہر کے لوگ جس میں کچھ ہماری ریلی میں شریک ہونے آئے تھے اور کچھ مائی جوری جمالی کو دیکھنے کیلئے ، ریلی میں

اوستہ محمد کے لوگ شامل ہو کر اپنے طبقے کی جدوجہد میں شمولیت کا اعلان کرتے رہے۔

ہمارے ہمدرد ریلی کے کامیابی، عورتوں کی عزت واحترام کے ساتھ واپسی کیلئے فکر مند تھے تو سرداروں کے آدمی ریلی میں انتشار پیدا کر کے بھگدڑ مچا کر ریلی کو ناکام بنانے کی سازشوں میں مصروف تھے، ہمیں اطلاع ملی تھی کہ آپ کے ریلی میں جمالی سرداروں کے کچھ ایجنٹ شریک ہو گئے ہیں جو شیلے نعرے لگا کر ریلی کو جمالی سرداروں کی الیکشن آفس کے سامنے سے گذارنے کی کوشش کریں گے وہاں ان کے مسلح افراد موجود ہیں نعرے بازی یا کسی بھی قسم کی اشتعال انگیزی کے جواب میں فائرنگ کر کے ریلی کو منتشر کر دیں گے۔

عورتوں کی ذرا سی بھی بے عزتی پر گوٹھ غلام محمد کے ساتھی مشتعل ہو جائیں گے، شہریوں کا دکانداروں کا نقصان کروا کر ہمارے ساتھیوں کی گرفتاریاں کروائی جائینگی اس طرح ہماری تمام تر الیکشن مہم کو نقصان ہوسکتا ہے، ہماری ریلی جب اوستہ محمد شہر کے مین چوک UBL بینک کے سامنے آئی تو کچھ لوگوں نے واقعی ریلی کو جمالی سرداروں کی الیکشن آفس کی طرف آگے بڑھانے کی کوشش کی مگر ہمارے ساتھیوں نے ہاتھوں کی زنجیریں بنا کر ریلی کو وہاں روک دیا ریلی اب بہت بڑے جلسہ عام میں تبدیل ہوگئی تھی، میڈیا کے مقامی نمائندوں کے ساتھ ڈویزنل نمائندے TV کی لائیو کوریج والی گاڑیاں سڑک کے کنارے پر موجود تھیں مائی جوری جمالی کے ساتھ اوستہ محمد کے ساتھیوں نے بھی جلسہ عام سے خطاب کیا، ماما خیر بخش گولوجھٹ پٹ سے آئے تھے انھوں نے خاموشی سے مجھے پانچ ہزار 5000 روپے الیکشن مہم کا چندہ دیا میں نے اپنی تقریر میں پانچ ہزار کا نوٹ دینے پر ماما خیر بخش کا شکریہ ادا کیا اور عوام کو بتایا کہ خود کو سیاسی غلامی سے آزاد کروانا ہے تو خود پر اعتماد کروا اپنے وسائل جمع کرو ماما خیر بخش جیسے لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے، بہت زبردست جلسہ عام ہوا یہاں پر بھی لوگوں کا کہنا تھا کسی انتخابی مہم کا یہ پہلا جلسہ تھا جس میں بیٹھنے کی کرسیوں اور ڈیکوریشن کے بغیر کئی گھنٹے تک ہزاروں لوگوں نے کھڑے ہو کر مقررین کی تقریریں سنیں عام لوگوں نے خود بھی نعرے بازی کی اور بڑی تعداد میں عورتیں شریک ہوئیں کسی قسم کی کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہوئی تقریریں چلتی رہیں دوکانیں اور بازار کھلا رہا کسی کو کوئی خوف اور دہشت کا

احساس نہیں ہوا۔

جھگڑے کا ایک چھوٹا واقعہ ہوا جس کا علم ہم لوگوں کو بعد میں ہوا جمالی سرداروں کے الیکشن آفس کی طرف جب ہماری ریلی نہیں گئی تو وہاں سے کچھ شر پسند لوگ ہمارے جلسہ میں آ گئے وہ ایک طرف جمع ہو کر گوٹھ غلام محمد کے سوہرانی جمالیوں کو گالیاں دینے لگے وہ زور زور سے بک رہے تھے کہ یہ بے عزت لوگ اپنی عورتوں کو چوک پر لا کر نچوا رہے ہیں، اُس طرف اوستہ محمد شہر سے آنے والے مائی نصیبہ کے بھائی سابق کسان رہنما سکندر جمالی کھڑے تھے انھوں نے وہیں کھڑے کھڑے زور دار انداز میں ان کو گالیوں کا جواب دیا اور دھمکی دی کہ ہماری عورتیں صرف نعرے بازی نہیں جانتی تم جیسے بے عزت دلالوں کو جوتے مارنا بھی جانتی ہیں، فوراً ہمارے جلسے سے نکل جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا سکندر جمالی کی سخت جارحانہ حکمت عملی کی وجہ سے یہ جھگڑا خیریت سے ٹل گیا ہماری ریلی اور جلسہ عام کے شرکاء پر امن طور پر خیر خیریت سے واپس چلے گئے۔

اوستہ محمد میں عوامی پارٹی کا یہ عظیم جلسہ عام جمالی سرداروں کے دہشت کے قلعہ کی دیواریں توڑنے کے برابر تھا الیکشن مہم سے کچھ ماہ پہلے اسی اوستہ محمد شہر سے تین عورتیں پکڑ کے کاری کے الزام میں زندہ دفن کی گئی تھیں سرداروں کے لوگوں نے اوستہ محمد کے بازار کو اپنے مسلح لوگوں کے ذریعے یرغمال بنا کر لوٹا تھا آج ان سرداروں ان کے غنڈوں کے خلاف کھلے عام ہزاروں لوگوں نے نعرے بازی کی اور بغیر کسی نقصان کے واپس بھی چلے گئے۔

جہاں جمالی سرداروں کو ہماری تقاریر اور نعرے براہ راست پہنچانے کے لئے کئی لوگ اپنے موبائل فون ہمارے منہ کے سامنے یا لاوڈ اسپیکر کے سامنے کھول کر کھڑے نظر آتے تھے، وہیں کچھ لوگ سرداروں کے کیمپ میں ہونے والی باتیں ہم تک بھی پہنچاتے رہتے تھے، ہم سب لوگ جب اوستہ محمد سے گوٹھ غلام محمد آ گئے تو گوٹھ میں کامیاب جلسہ کر کے آنے پر جشن کا سماء تھا، آج شام کو ہالینڈ TV چینل کی صحافی سوزان اسلام آباد سے گوٹھ غلام محمد آ گئی تھی اس کو سکھر ایئر پورٹ سے گوٹھ غلام محمد تک جیکب آباد کے ساتھی محمد جان اوڈھانو لائے تھے، محمد جان اوڈھانو سوزان کے سوالوں کا ترجمہ کرنے کا کام بھی کر رہے تھے آدم ملک بھی اس کی مدد میں شامل تھے، اوستہ محمد کے ہمارے

کامیاب جلسہ عام کے بعد جمالی سرداروں کے کیمپ میں کافی غصہ اور بے چینی پیدا ہوگئی تھی۔

سابق وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی اور دوسرے سرداروں کی مدد کے لئے اسلام آباد سے ڈپٹی چیئر مین سینٹ جان محمد جمالی کوئٹہ سے PPP کے تین صوبائی وزراء سندھ شہداد کوٹ سے تعلق رکھنے والے گورنر بلوچستان میر ذولفقار مگسی کے کزن سندھ کے صوبائی وزیر میر نادر مگسی اپنے دیگر سندھ کے ساتھی وڈیروں کے ساتھ جمالی سرداروں کے ورک کے لئے ان کے کیمپ میں پہنچ چکے تھے، وہاں مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی والوں سے کیسے نمٹا جائے پر غور ہونا شروع ہوا سرداروں کے وفادار کچھ جرائم پیشہ لوگوں نے جن کے لئے اغوا اور قتل کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اپنے سرداروں سے کہہ رہے تھے کہ سردار اجازت دو ان کو ان کے گاؤں گوٹھ غلام محمد میں جا کر ایسا سبق سکھائیں کہ آئندہ پورے علاقے سے کوئی آپ کے سامنے کھڑے ہونے کی جرت ہی نہ کر سکے ،سرداروں کے کیمپ میں اس تجویز پر غور ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ سینٹ کے ڈپٹی چیئر مین جان محمد جمالی نے کہا کہ خبردار اس طرح اب سوچنا بھی نہیں تم لوگوں کو معلوم نہیں ہے ان کے ساتھ اب سارے ملک کی سول سوسائٹی اور میڈیا والے ہیں یہ مجھے اسلام آباد میں بیٹھنے نہیں دیں گے،ان کا مقابلہ صرف سیاسی طریقے سے کیا جا سکتا ہے باقی زور زبردستی کی کسی کاروائی کا اب سوچنا بھی نہیں بلکہ دعا کرو کہ عوامی پارٹی والوں کے ساتھ کوئی قدرتی واقعہ بھی پیش نہ آئے ،میڈیا اور سول سوسائٹی قدرتی حادثات میں بھی ہم لوگوں کا ہاتھ تلاش کرنا شروع کر دے گی شاید ان کو ہالینڈ کی صحافی سوزان کی آمد کا بھی پتہ چل گیا تھا ہم لوگوں کو جب یہ احوال ملا کہ اوستہ محمد کی ہماری کامیاب ریلی اور جلسہ عام کے بعد جمالی سرداروں کے کیمپ میں ہمیں مسلنے کی تجویز بھی زیر غور آئی اور ڈپٹی اسپیکر سینٹ جان محمد جمالی نے اپنے کیمپ کے لوگوں کو بہت سمجھداری کے ساتھ سمجھایا ہے، پھر بھی ہم نے باہر سے آئی ہوئی اپنی مہمان صحافی سوزان کو صلاح الدین بردہی گوٹھ میں محمد علی بردہی کے گھر رہنے کے لئے بھیج دیا۔

آج ہی رات ہم ساتھیوں نے اپنے سندھ بھر سے آنے والے ساتھیوں کی آمد ان کو مختلف گوٹھوں کی پولنگ اسٹیشنوں پر اپنے حامیوں اور جاننے والوں کے ساتھ پولنگ ایجنٹ بنا کر

بٹھانے کے منصوبے پر از سرنو غور کیا، ساتھیوں کے فون آنا شروع ہو گئے تھے کہ کب آنا ہے، کیسے آنا ہے؟ آنے کا کونسا راستہ آسان ہے؟

ہم نے طے کیا تھا کہ 8 مارچ عورتوں کے عالمی دن کا جلسہ NDS کے ساتھی گوٹھ غلام محمد کے قریب شہداد کوٹ کے گوٹھ استاد صلاح الدین بروہی میں کریں گے، جعفر آباد کے ضمنی انتخابات میں شامل ہونے والے سندھ کے ساتھی 8 مارچ کو شہداد کوٹ آئیں گے، شہداد کوٹ کے ساتھی اپنی ریلی کے ساتھ ان کو 8 مارچ کے جلسے میں لائیں گے جہاں سے ہم انھیں گوٹھ غلام محمد لے آئیں گے، دوسرے دن ان کو گوٹھ غلام محمد سے ان گوٹھوں میں پہنچایا جائے گا جہاں انہوں نے پولنگ اسٹیشنوں پر پولنگ ایجنٹ کا ساتھ دینا ہے، لیکن اب ساتھیوں کی زندگیاں بچانا ان کی حفاظت، سلامتی کے ساتھ واپسی کا سوال سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر گیا تھا، گوٹھ غلام محمد کے ساتھی رات کو ہمارے الیکشن آفس پر تو پہرا دیتے تھے، لیکن دوسرے علاقے میں ساتھیوں کی حفاظت کس طرح کر پائیں گے، ابھی بھی سردی کافی تھی گوٹھ غلام محمد میں موجود ہم دس بارہ لوگوں کے بستروں کا بندوبست ہو گیا تھا مزید ساتھیوں کے بستروں کا بندوبست ہو سکتا تھا۔

ہماری کیمپ کا سودا اور سامان تو جمع ہو گیا تھا مگر پکانے کیلئے صرف ایک بچی نصیبہ کی بیٹی عجیبہ جمالی تھی باقی عورتیں سیاسی جدوجہد میں مصروف تھیں، ان مسائل کے باوجود سب سے اہم مسئلہ باہر سے آنے والے ساتھیوں کی دوسرے گوٹھوں میں حفاظت کا تھا، حالانکہ باہر سے آنے والے ساتھی کافی مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔

ہمارے خلاف ویسے ہی ہمارے کچھ پرانے ساتھیوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا تھا کہ ہم جذباتی ہیں ہم لوگوں نے جعفر آباد کے ضمنی انتخابات میں حصہ لیکر انتہا پسندی کی ہے وغیرہ وغیرہ ویسے بھی جو لوگ انقلاب کے نعرے بازی کرتے رہتے ہیں مگر اندر سے کمزور ہوتے ہیں، گرفتار اور اغوا کرنے والوں یا قتل کرنے والوں کے خلاف نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے ہمیشہ اپنے ہی ساتھیوں کو ان کی گرفتاری، اغوا اور شہادت کا ذمہ دار قرار دیتے رہتے ہیں، کامریڈ حسن ناصر اور نذیر عباسی کے کھلے قاتل فوجی آمر جنرل اور ان ایجنسیوں کو ان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرا کر گرفتاری کی

مہم چلانے کی بجائے ان شہیدوں کے ساتھیوں کی کمزوریوں اور غلطیوں کو تلاش کرنے ان کو شہید ساتھیوں کے قتل کی ذمہ دار بنانے کے چکر میں رہتے ہیں۔

یہاں تو ہماری اور ہمارے ساتھ آئے ہوئے ساتھیوں کی جانوں کے ساتھ گوٹھ غلام محمد کے بہادر ساتھیوں کی اپنی جانیں خطرے میں تھیں، اس ساری صورتحال کے باوجود بے وقوفی اور انتہا پسندی کی گالیاں بھی ملیں گی، اس صورتحال میں دوسرے ساتھیوں کو بغیر بہتر حفاظتی بندوبست کے بلوانے کے حوالے سے گوٹھ غلام محمد میں موجود ساتھیوں کو بھی خدشہ تھا، اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ باہر سے آنے والے ساتھیوں کو روک دیا جائے ان کو بتایا جائے کہ یہاں کی صورتحال کافی خطرناک ہے ہمارے پاس باہر سے آنے والے ساتھیوں کی حفاظت کا بندوبست نہیں ہے، ہم یہ ضمنی انتخاب بغیر حفاظتی بندوبست کے کر رہے ہیں، گوٹھ غلام محمد اور اس کے قرب و جوار کے گوٹھوں کو سرداروں کی سیاسی اور سماجی قید سے آزاد کروانے کے لئے ان انتخابات میں عوامی پارٹی کی امیدوار مائی جوری جمالی کی کامیابی کا اس کے سوا کوئی امکان نہیں کہ ہم گوٹھ غلام محمد کی پولنگ اسٹیشن جیت جائیں، بلوچستان کے ضلع جعفر آباد میں عوامی پارٹی (پاکستان) کا ایک مضبوط اور بہادر یونٹ قائم ہو جائے گا، شاہینہ، نصیبہ جمالی، تانیہ اور دوسری ساتھی عورتوں کو ہم مردوں نے اپنے رائے سے آگاہ کیا سب نے اتفاق کیا ہم باہر سے آنے والے ساتھیوں کو روک دیں۔

## عورتوں کا عالمی دن:

8 مارچ 2010ء کی صبح 6 بجے ہی سوزان نے محمد جان اوڈھانو کے ساتھ اپنے ہالینڈ کے TV کیلئے مائی جوری جمالی کی روزمرہ زندگی کے معمولات کی ریکارڈنگ شروع کر دی تھی یہ پروگرام سوزان نے رات کو ہی مائی جوری سے حاصل کردہ معلومات کی بنیاد پر بنایا تھا گاؤں میں صبح بہت جلدی ہو جاتی ہے اس لئے سوزان نے اپنے وڈیو کیمرے سے مائی جوری جمالی کی کھیتوں میں گھاس کاٹنے کا کام کرنے کی ویڈیو بنائی گاؤں کی بہت ساری عورتیں اور بچے سوزان کے پیچھے کھیت میں اور دوسرے دوست عورتوں اور بچوں کو روکنے کیلئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے، سوزان

وہاں موجود غیر ضروری ہجوم کو کیمرہ میں لانے سے بچا رہی تھی اور غیر ضروری آوازیں ریکارڈنگ میں نہ آجائیں اس سے بچنے کے لئے ساؤنڈ بند کر کے شوٹنگ کر رہی تھی، مگر جب کھیت میں اس نے مائی جوری جمالی کی بات چیت ریکارڈ کرنے کی کوشش کی تو شور بند کروانے کے لئے کئی لوگوں کو شور کرنا پڑا سوزان کے علاوہ جیو اور ایکسپریس TV کی لائیو ریکارڈنگ والی گاڑیاں سندھ TV اور KTN اور دیگر اداروں کے صحافی دوست آج گوٹھ غلام محمد میں بڑی تعداد میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے، ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میڈیا والوں کا آج مائی جوری کی کوریج کا مقابلہ ہو رہا ہے، سوزان کے بعد کئی TV چینلز کے دوست مائی جوری کو کام کرنے کی ریکارڈنگ کے لئے کھیت پر لے گئے پانی بھرنے کی ریکارڈنگ کے لئے سیف اللہ نہر کے کنارے پر لے گئے گھر میں کھانا پکوانے اور برتن دھونے کی ریکارڈنگ کرتے رہے اور بات چیت کی وڈیو ریکارڈنگ کرتے رہے۔

یہاں صحافی دوستوں کو کئی ایک مسائل کا سامنا تھا کسی کو باتھ روم جانے کی تو کسی کو چائے کی ضرورت تھی یہ لوگ راستے میں کچھ کھائے پیئے بغیر کافی دور دور سے چلے تھے ہر جگہ پر صحافیوں کی زبردست آؤ بھگت ہوتی ہے، یہاں ہم لوگوں نے صرف سوزان کی رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست مائی نصیبہ کے گھر سے کروایا ہوا تھا، باقی صحافی اس خبر کی اہمیت کے تحت آئے تھے گوٹھ غلام محمد میں ایک چائے کا چھوٹا ہوٹل تھا، جس کی چائے بھی صحافی دوستوں نے اپنے پیسوں سے خرید کر پی ان مسائل کے باوجود باہر سے آئے ہوئے صحافی دوستوں نے اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے پوری کیں۔

ایک دو دلچسپ واقعات آپ کو بتاؤں کہ ایک چینل کی TV لائیو وین سبی میلے کی لائف کوریج کر رہی تھی ان کو کہا گیا کہ فوراً مائی جوری کا انٹرویو ریکارڈ کر کے send کرو پروڈیوسر صاحبہ اپنے آئندہ پروگرام میں مائی جوری جمالی کا انٹرویو دکھانا چاہتی ہے، لائیو کوریج والی وین سبی سے اوستہ محمد کے راستے گوٹھ غلام محمد آ رہی تھی کہ اوستہ محمد میں سردار عطا بلیدی کے لوگوں نے موٹر سائیکلیں دوڑا کر وین کو روک کر یہ بتایا کہ سردار صاحب کا جلسہ رائس مل میں جاری

ہے وہ رائس مل اس طرف ہے ٹی وی چینل کی ٹیم نے کہا یہ بتاؤ کہ مائی جوری کا گوٹھ کس طرف ہے ، کچھ آگے آئے تو سردار ناصر جمالی کے لوگوں نے بھی اس وین کو روک کر بتایا کہ سردار ناصر اُس طرف گئے ہیں اس کو بھی ٹیم نے یہ جواب دیا کہ پھر ہم کیا کریں ہمیں تو صرف یہ بتاؤ کہ گوٹھ غلام محمد جمالی کو کونسا راستہ جائے گا۔

سارا دن گوٹھ غلام محمد میں صحافی سوزان سمیت کئی میڈیا والے مائی جوری جمالی اور اس کے گاوں کی ریکارڈنگ کرتے رہے جن کو مائی جوری سے انٹرویو کا موقع نہیں مل رہا تھا وہ صحافی گاوں کے ساتھیوں سے گاوں کے مسائل پر بات چیت کرتے اور ریکارڈنگ کرتے رہے، شام کو چار بجے ریلی کی صورت میں ہمیں گوٹھ غلام محمد سے نکلنا تھا مگر ایکسپریس ٹی وی والے مائی جوری کا انٹرویو لے رہے تھے ہمارے کچھ دوست شور مچا رہے تھے میڈیا والوں کو چھوڑو ریلی میں چلو، صبح سے بھوکے پیاسے صحافی دوستوں کے چہروں سے تھکن کا اظہار ہو رہا تھا وہ کچھ کہنے کی بجائے انٹرویو ریکارڈ کرنے کے موقع پر جمع ہونے والے ہجوم اور استاد خالق جمالی کو رضامند کر رہے تھے کہ تھوری دیر رک جائیں، میں نے دوستوں کو سمجھایا کہ ہم اپنے صحافی دوستوں کی کوئی خدمت نہیں کر پا رہے اس کے باوجود یہ ہمارے حق میں اتنا اچھا کام کر رہے ہیں ان کی اور ان کے کام کی عزت کروان کو مائی جوری کا انٹرویو کرنے دو، یہ حقیقت کہ میڈیا والوں سے کوریج لینے کے لئے دونوں سردار اپنے سیاسی اور سماجی اثر کے علاوہ لاکھوں روپے بھی خرچ کر رہے ہیں اور ہم بغیر اثر رسوخ اور اخراجات کے میڈیا کوریج حاصل کر رہے ہیں اس لئے ہمیں باہر سے آنے والے میڈیا کے دوستوں کا شکر گذار ہونا چاہیے۔

شام کو پانچ بجے گوٹھ غلام محمد سے آٹھ مارچ کی ریلی اس شاندار انداز سے نکالی گئی کہ گوٹھ غلام محمد اور اردگرد کے گوٹھوں کی کئی گدھا گاڑیاں جمع کی گئیں جس میں مائی جوری جمالی شاہینہ ،نصیبہ جمالی ،تانیہ ملک اور گاوں کی دوسری عورتیں سوار تھیں مرد اور بچے موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کے علاوہ پیدل شریک تھے جلوس کے شرکا گوٹھ غلام محمد کے قریب سیف اللہ پل سے گذر کر دو کلو میٹر سندھ کے اندر گوٹھ صلاح الدین بروہی میں آئے جہاں شہدادکوٹ کی تنظیم این ڈی ایس نے

8 مارچ کے جلسے کا انتظام کیا تھا جلسے میں ایک ہزار سے زیادہ افراد تھے جس میں ضلع شہداد کوٹ کی ہاری، سیاسی، سماجی تنظیموں کے مرد اور عورتیں، گوٹھ غلام محمد اور اطراف کے گوٹھوں کے انتخابی مہم میں حصہ لینے والے لوگ جمع تھے اس کے علاوہ شہداد کوٹ، لاڑکانہ، سندھ اور بلوچستان سے آئے ہوئے صحافی اور ان کی لائیو کوریج کی گاڑیاں بھی موجود تھیں۔

8 مارچ کے اس جلسے میں مائی جوری جمالی سمیت ہم سب نے تقریریں کیں کراچی سے نیوز ون TV کیلئے جعفر آباد کے ضمنی انتخابات کی کوریج کرنے والی ٹیم کے ساتھ عطیہ داؤد یوٹو آئی ہوئی تھی انھوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ کس طرح سردار ناصر جمالی کے لوگوں نے ان کو اور ان کی ریکارڈنگ ٹیم کو کوریج کے لئے رقم دی تھی۔

صوفی عبدالخالق کی تقریر کے بعد جلسہ گاہ میں موجود مائی نصیبہ جمالی اور دیگر باشعور خواتین ناراضگی کا اظہار کرنے لگیں کہ صوفی نے یہ کیسی تقریر کی ہے ہم اس کی اتنی عزت کرتے ہیں اور یہ ہمیں سرمایہ دارانہ نظام کے شوپیس کہہ رہے ہیں، شاہینہ نے بھی دکھ کا اظہار کیا میں نے غفار پندرانی اور دیگر دوستوں نے عورتوں کو یہ کہہ کر چپ کروایا کہ ہر ایک کا اپنا موقف ہے، صوفی نے اپنا موقف پیش کیا ہے، یہ جلسہ NDS کے ساتھیوں کا ہے جو ہمارے ساتھ بہادری سے کھڑے ہیں اس لئے بدمزگی پیدا نہ کی جائے، صوفی کے اس تقریر کا جواب سیاسی طریقے سے شاہینہ نے دیا، صوفی کی تقریر شاہینہ کی جوابی تقریر عورتوں میں پیدا ہونے والی ناراضگی کو محسوس کرتے ہوئے میزبان تنظیم کے سربراہ غفار پندرانی نے اختتامی تقریر گوٹھ کے سربراہ صوفی عبدالخالق کے بڑے بھائی استاد صلاح الدین سے کروائی، جنہوں نے صورتحال کو بہتر طور پہ سنبھالا۔

جلسہ عام کے خاتمے کے بعد ہماری ریلی دوبارہ گوٹھ غلام محمد میں آئی، پندرہ بیس منٹوں کے بعد آج انتخابی مہم کا آخری جلسہ کرنے گوٹھ غلام محمد سے سیکڑوں عورتیں، اور مرد پورے جوش و خروش کے ساتھ نکل پڑے، آج ہماری ریلی گنداخہ کے خاصخیلی محلّے میں چلی گئی جہاں کی عورتوں نے دلیری سے اپنا راستہ روکنے والے گھر کے مردوں کو ریلی میں شرکت پر آمادہ کیا اور ہماری ریلی کی

عورتوں کے ساتھ شامل ہوکر گنداخہ شہر کے درمیان سے نعرے لگاتی ہوئی گزریں، بہت سے مرد بھی عورتوں کی اس پیش قدمی میں ان کے ساتھ تعاون کررہے تھے، یہ تمام خواتین ہماری انتخابی مہم کے اس آخری جلسے میں ہزاروں لوگوں کے ساتھ دو گھنٹے تک کھڑی رہیں تالیاں بجاتی رہیں، ہمارے ساتھ نعرے بھی لگاتی رہیں آج کے دن یہ ہماری بہت بڑی سیاسی کامیابی تھی۔

## قبائلی روایتی حملہ:

ہم گنداخہ سے کامیاب انتخابی جلسہ کر کے خوشی خوشی گوٹھ غلام محمد آئے، یہاں یہ خبر پھیلی ہوئی تھی کہ سابق وزیراعظم میر حاجی ظفراللہ جمالی اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ قریب کے گاؤں میں ہے وہ مائی جوری جمالی کو انتخابی عمل سے دستبردار کرانے کے لئے اس کے گھر آنا چاہتا ہے، سردار کے لوگوں نے ہی ہمیں یہ پیغام بھیجا ہے، ایک طرف تو گوٹھ غلام محمد والوں کے لئے یہ بڑی سماجی اور اخلاقی کامیابی تھی، جب کہ دوسری طرف یہ خدشہ بھی کہ یہ روایتی حملہ عوامی پارٹی (پاکستان) اور اس کی انتخابی مہم کا جعفرآباد میں خاتمہ اور پورے ملک میں میڈیا، سماجی اور سیاسی کارکنوں، پارٹیوں کی جانب سے حمایت اور امید کی کرن کے طور پر مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی کی کامیاب سیاسی جدوجہد میں رکاوٹ کا سبب بن سکتا تھا۔

اس لئے ہم قبائلی روایتی حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے مگر گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کے بغیر یہ مقابلہ جیتا نہیں جاسکتا تھا اور نہ ہی ان کی قبائلی روایت کے احترام کو توڑا جاسکتا تھا، گوٹھ میں موجود جمالی سرداروں کے خفیہ اور کھلے حامی بھرپور طور پر سرگرم ہوگئے تھے، گوٹھ میں یہ پروپیگنڈہ عام تھا کہ یہاں کے لوگ باہر سے آئے ہوئے لوگوں کی سیاست کیلئے اپنے جمالی سرداروں کو اس چھوٹی سے حقیر بات کیلئے ناراض کررہے ہیں کہ مائی جوری جمالی کو سردار کے بیٹے ناصر خان جمالی کے حق میں نہیں بٹھا رہے، مائی جوری جمالی جو چند سو ووٹ جمالی سرداروں کے خراب کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتی ہمارا یہ انکار اپنے سردار کو بے عزت کرنے کے برابر ہے، باہر کے لوگ دو دن کے بعد چلے جائیں گے اس کے بعد قبائلی جھگڑوں، پولیس عدالتوں سے

ہمیں بچانے والے یہ باہر کے لوگ نہیں اپنے یہ سردار ہوں گے اس لئے سرداروں کو گوٹھ غلام محمد میں آنے دوان کی بات مان کر مائی جوری جمالی کو ضمنی انتخابات سے دستبردار کرادو باقی اپنے سردار سے ناراضگی اور مسئلوں کے حل کے لئے انتخابی عمل کے بعد بات کریں گے، ابھی جمالی سرداروں کے گوٹھ آنے پر سب کچھ ان کی مرضی پر چھوڑ دو۔

جمالی سرداروں کے حامیوں کا یہ قبائلی روایتی حملہ اس قدر شدید تھا کہ گوٹھ غلام محمد کے ہمارے سارے ساتھی پریشان تھے ،ہم نے گوٹھ میں موجود اپنے الیکشن آفس میں سارے ساتھیوں کو جمع کیا اور بات کی ،ہم نے کہا کہ ہمیں پہلے ہی پتہ تھا کہ آپ پر آخری حملہ قبائلی روایتی ہوگا ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے آپ لوگ چاہیں تو اپنے سرداروں کے سامنے اپنے امیدوار کو دستبردار کروائیں۔

ہمارے لئے سیاست سے زیادہ آپ ساتھیوں کی زندگیاں اہم ہیں مگر اب بات ہے کہ سارے ملک کے محنت کش عوام کی عزت ،جرت اور حوصلے کی، وہ میڈیا جو مائی جوری کا نام اخبارات میں نہیں چھاپتا تھا ہم سب کی محنت اور جرت سے ہماری حمایت میں جس طرح کھڑی ہے، دستبردار ہونے کے بعد پورے ملک اور ساری دنیا میں آپکو خوار کرے گی، مائی جوری جمالی کا شوہر نیاز حسین جس نے ہم لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ کامریڈ آپ ہمارے امیدوار کو عوامی پارٹی (پاکستان) کا ٹکٹ دلوائیں اگر وہ امیدوار دوران انتخابی عمل دستبردار ہو گیا تو میں اس کو گولی ماروں گا ،غصہ میں بول اٹھا میں اب کیا کروں خود کو اور اپنی بیوی کو گولی ماروں یا حاجی صاحب میر ظفر اللہ جمالی کو بندوق بھر کے ہاتھ میں دے دوں کہ وہ ہم دونوں میاں بیوی کو گولی مار دے۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھی اس روایتی حملہ کا روایتی انداز میں جواب دینے کے لئے تیار ہو گئے تھے سب نے ایک آواز ہو کر یہی کہا کہ سرداروں کو گوٹھ غلام محمد میں آنے دو نیاز حسین جمالی حاجی ظفر اللہ کو دونالی بندوق بھر کے دیگا اور کہے گا، کہ ہم اپنے طبقے کے لوگوں سے وعدہ خلافی بھی نہیں کر سکتے اور آپ کو بھی عزت دیتے ہیں آپ ہم دونوں میاں بیوی کو مار کر چلے جاؤ میں آپ لوگوں پر اپنا اور اپنی بیوی کا خون معاف کرتا ہوں، ہماری میٹنگ میں یہ حل طے ہو گیا مگر اب مسئلہ

تھا سارے گوٹھ غلام محمد والوں کا جب تک وہ سب اس حل سے متفق نہیں ہوتے جمالی سرداروں کے قبائلی راوایتی حملے کا مکمل توڑ نہیں ہوگا گوٹھ غلام محمد والوں کی تقسیم بڑھ جائے گی اس لئے فیصلہ ہوا کہ فوراً گوٹھ غلام محمد والوں کا اوپن فورم بلایا جائے یعنی گوٹھ والوں کی جنرل باڈی میٹنگ اور اس میں عورتوں کو ضرور بلوایا جائے۔

الیکشن آفس کے باہر ساؤنڈ سسٹم لگایا گیا عورتیں جو ابھی کچھ دیر پہلے گنداخہ کی ریلی اور جلسے سے فارغ ہو کے واپس آئی تھیں اپنے بچوں کے لئے کھانا پکانے میں مصروف تھیں سارے کام چھوڑ کر ہنگامی میٹنگ میں آنا شروع ہوگئیں۔شاہینہ، مائی نصیبہ جمالی، مائی جوری اور گاؤں کی عورتوں کو پہلے ہی پتا تھا کہ میر ظفراللہ جمالی کا قافلہ آنے والا تھا، اس سلسلے میں ہی کوئی مسئلہ ہوگا سب گوٹھ کے لوگ جمع ہوگئے عورتیں زیادہ تعداد میں آگئیں، گوٹھ میں جمالی سرداروں کے لوگ بھی میٹنگ میں آگئے انہوں نے اپنے موبائل فون کھول کر ہم لوگوں کی طرف یا لاؤڈ سپیکر کی طرف کیئے ہوئے تھے۔

مومن جمالی اور عبدالکریم والوں نے گوٹھ کے لوگوں کو بتایا کہ ہمیں یہ پیغام ملا ہے کہ حاجی میر ظفراللہ جمالی دوسرے سرداروں کے ساتھ ہمارے گوٹھ میں آکر مائی جوری جمالی کو ضمنی انتخابات سے سردار ناصر خان جمالی کے حق میں بٹھانے کی درخواست کرنا چاہتا ہے اب آپ لوگ بتائیں کہ ہم کیا جواب دیں؟ میٹنگ میں خاموشی چھا گئی، جمالی سرداروں کے لوگوں نے آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا روایت کے مطابق ہمیں سردار کو عزت تو دینا پڑے گی، نیاز حسین نے آگے بڑھ کر مائیک ہاتھ میں لیا اور اپنے سرداروں کو عزت دینے کی یہ تجویز پیش کی کہ میں حاجی ظفراللہ جمالی کو عزت دینے کے لئے دونالی بندوق میں گولیاں بھر کر اس کے ہاتھ میں دونگا کہ وہ ہم دونوں میاں بیوی کو مار کر چلا جائے اس پر ہم اپنا خون معاف کرتے ہیں، آپ گوٹھ والے بھی ہمارا خون اپنے سرداروں کو معاف کر دینا، پھر نیاز حسین نے کہا کہ ہم سرداروں کو عزت دینے کے لئے اپنی جان تو دے دیں گے، مگر ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کے اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوں گے آپ سب کو یہ بات منظور ہے؟ جیسے ہی نیاز نے اپنی بات ختم کی سارا گاوں مائی جوری جمالی، نیاز حسین

جمالی زندہ باد عوامی پارٹی زندہ باد ہ کے نعروں سے گونجنے لگا۔

گوٹھ غلام محمد والوں کے یہ نعرے سرداروں کا قافلہ پڑوس کے گوٹھ میں موبائل فونوں پر سن کر وہاں سے ہی مایوس ہوکر واپس چلا گیا ہم سب بھی سرداروں کے قبائلی روایتی حملے کا مناسب جواب دیکر اتنے خوش تھے کہ نیند بھی نہیں آرہی تھی بس جشن کا سماء تھا پتہ نہیں کب کچھ دیر کیلئے سوگئے رات بھر گپ شپ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ اب جمالی سردار اور ان کے گاوں میں موجود لوگوں کی ایک ہی کوشش ہوگی کہ کسی بھی قیمت پر گوٹھ غلام محمد کی پولنگ اسٹیشن پر مائی جوری جمالی کو شکست دیں اگر اس گوٹھ کی پولنگ اسٹیشن سے عوامی پارٹی ( پاکستان ) جیت گئی تو یہ گوٹھ جعفرآباد کے عوام کا ایک مورچہ بن جائے گا جو سارے جعفرآباد کے عوام کو سرداروں کی غلامی سے آزاد کرادے گا۔

ہم نے یہ طے کیا کہ ہم بھی اپنا پورا زور گوٹھ غلام محمد کی پولنگ اسٹیشن پر لگادیں گے سارے ساتھی وہاں ہی رہیں گے کچھ ساتھی میرے ساتھ اوستہ محمد اور ارد گرد کے پولنگ اسٹیشنوں کا چکر لگاتے رہیں گے اور مائی جوری جمالی اپنا ووٹ کاسٹ کر کے شاہینہ اور باہر سے آنے والی عورتوں کے ساتھ گنداخہ کے ارد گرد کی پولنگ اسٹیشنوں پر چکر لگا کر عوام میں پیدا ہونے والے جوش وخروش کو قائم رکھے گی اور آخر میں سرداروں کے مرکز اوستہ محمد میں آکر اوستہ محمد کے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرے گی اور شکریہ ادا کرے گی۔

9 مارچ الیکشن کی سیاسی مہم رات ختم ہوگئی تھی ۔آج ٹیکنیکی مہم تھی گوٹھ غلام محمد میں مختلف گوٹھوں کے ساتھی آرہے تھے اپنے اپنے علاقوں کے پولنگ اسٹیشنوں کو سنبھالنے کی ذمہ داریاں لے رہے تھے ووٹر لسٹیں اور پولنگ ایجنٹ بننے کا اختیار حاصل کرنے والے لیٹر لے رہے تھے۔یہ کام گاوں کے پڑھے لکھے لوگ عبدالکریم جمالی ،صاحب ڈنو جمالی ،صدور جمالی ،اور نیاز حسین والوں کے مشورے سے کررہے تھے۔

میں نے ساتھی قادر بخش سیلرداور ساتھی سردان جمالی کو گاڑی میں ساتھ لیا دوپہر کے بعد ہم اوستہ محمد کیلئے روانہ ہوئے ،آج ہماری گاڑی پر ساونڈ سسٹم نہیں لگا ہوا تھا،مگر عوامی پارٹی کے

جھنڈے اور مائی جوری جمالی کے انتخابی مہم کے پوسٹر لگے ہوئے تھے، ہم لوگ شام کو اوستہ محمد پہنچے، ہمارے ساتھ ہی غفار پندارانی اور آدم ملک اپنی گاڑی میں اوستہ محمد پہنچ گئے، غفار نے پریذائیڈنگ افسر کے دفتر سے الیکشن کے پاس لیئے ہم لوگ بھی ان کے ساتھ تھے، رات مومن جمالی کے گھر گئے جہاں مومن کی بیوی لیلیٰ جمالی نے کھانے کا بندوبست کیا پھر ہم سو گئے۔

ہم نے سنا کہ پورے ملک سے PB-25 جعفرآباد کے انتخاب کو مانیٹرنگ کرنے سول سوسائٹی کے نمائندے آنے والے تھے مگر یہاں اوستہ محمد میں آج شام ہمیں پتہ چلا کہ ضلع میں موجود NGO اور ضلعی انتظامیہ نے باہر کے لوگوں کو یہاں آنے سے روکنے کے لئے کافی ڈرایا تھا کہ یہاں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں امن وامان کا مسئلہ ہے، راستے محفوظ نہیں ہیں اغوا برائے تاوان والے گروہ بہت سرگرم ہیں اس لئے بہتر ہے کہ باہر کا کوئی مبّصر جعفرآباد نہ آئے اور کوئی آنا چاہتا ہے تو اپنی ذمہ داری پر آئے، باہر سے آنے والے مبّصروں کے لئے یہ کھلی دھمکیاں تھی، اس لئے شہدادکوٹ کے علاوہ باہر سے کسی مبصّر کے آنے کا امکان نظر نہیں آرہا تھا ہمارا خیال تھا اسلام آباد، لاہور، کراچی دیگر بڑے شہروں سے غیر جانبدار مبصّر زیادہ تعداد میں آجائیں گے تو الیکشن میں دھاندلیوں کے امکانات کم ہو جائیں گے جس کی وجہ سے ہمارے حمایتی ووٹرز کو اپنا ووٹ استعمال کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

## نقلی مائی جوری کا ظہور اور پولنگ کا دن:

صبح 7 بجے تیار ہو کر اوستہ محمد شہر میں نکلے کئی جگہوں پر لوگوں نے ہماری گاڑی کا ہاتھ ہلا کر استقبال کیا سب سے پہلے CNG اسٹیشن آئے یہ جمالی سردار کے حامی کی تھی، ہم نے جیسے ہی CNG لینے اپنی گاڑی لائن میں کھڑی کی اور میں گاڑی سے باہر نکلا، ایک ملازم میرے پاس آیا اور پوچھنے لگا، کیا مائی سردار ناصر خان جمالی کے حق میں بیٹھ گئی ہے، ہم لوگوں نے جوش میں کہا نہیں وہ نہیں بیٹھی ہم جیتیں یا ہاریں آخر دم تک مقابلہ کریں گے اس نے معلوم کیا مائی جوری جمالی اسوقت کہاں ہے؟ ہم نے جواب دیا اپنے گاوں میں ہے وہ ملازم ہمارے اس اعلان سے خوش

ہوگیا اور آہستہ سے بولا فوراً شہر کی پولنگ اسٹیشنوں پر جا کر یہ بات عام لوگوں تک پہنچائیں ہم نے بھی حیرانی کا اظہار کیا اس نے بتایا کہ رات سرداروں نے گاڑیوں کے قافلے کے ساتھ شہر کے اندر گشت کیا ہے، گاڑیوں کے اس قافلے میں ایک کھلی جیپ میں ایک عورت بیٹھی تھی جو اعلان کر رہی تھی کہ میں اپنے بھائی سردار ناصر کے حق میں دستبردار ہوگئی ہوں آپ سارے لوگ صبح پولنگ میں سردار ناصر کو ووٹ دیں، یہ حربہ اور حملہ تو ہمارے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہمارے ساتھ اور اپنے حلقے کے عوام کے ساتھ یہ لوگ ایسی دھوکہ بازی بھی کر سکتے ہیں۔

اب ہمارے لئے سب سے اہم کام یہ بن گیا کہ جلد از جلد اوستہ محمد کی زیادہ سے زیادہ پولنگ اسٹیشنوں پر جائیں اور اعلان کریں کہ مائی جوری جمالی اپنے سرداروں کے حق میں دستبردار نہیں ہوئی ہے، آج ہماری کیری پر ساؤنڈ سسٹم بھی نہیں تھا اس کو لگانے اور چلانے کی اجازت بھی نہیں تھی بس گاڑی لیکر فوراً پولنگ سٹیشن پر جانا تھا لوگوں کو زبانی طور پر اور اپنے عمل کے ذریعے یہ بتانا تھا کہ عوامی پارٹی (پاکستان) کی امیدوار مائی جوری جمالی اپنے سرداروں کے سامنے ان کے مقابلے پر ڈٹ کر کھڑی ہوئی ہے اور دستبردار نہیں ہوئی۔

ہم نے اپنی گاڑی پر دوبارہ جھنڈے لگائے اور مومن جمالی کے گھر گئے اسکی بیوی لیلیٰ جمالی کو بتایا کہ رات کو سرداروں نے نقلی مائی جوری کے ذریعے مائی جوری کے دستبردار ہونے کا اعلان کرایا ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ ہمارے ساتھ پولنگ اسٹیشنوں پر چلیں، لیلیٰ جمالی کو اس دھوکے بازی اور بزدلانہ کارروائی پر بڑا غصہ آیا اسنے ہمت دکھائی اور اپنی معصوم بیٹی کو گود میں اٹھا کر ہمارے ساتھ نکل پڑی، اوستہ محمد کی اکثر پولنگ اسٹیشنوں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔

ہم عورتوں یا مردوں کے جس پولنگ اسٹیشن پر جاتے لوگ ہم سے یہی سوال کرتے مائی جوری جمالی انتخاب سے دستبردار تو نہیں ہوئی! ہم کہتے نہیں بھائی وہ مقابلے پر موجود ہیں شام تک اوستہ محمد آجائے گی پھر لوگ پوچھتے کہ وہ عورت کون تھی جس کو بڑی سی چادر اوڑھا کر پورے شہر کا چکر لگوایا گیا، شہر کے ہر محلے میں وہ یہ اعلان کر رہی تھی کہ میں مائی جوری جمالی اپنے بھائی سردار ناصر خان جمالی کے حق میں بیٹھ گئی ہوں، ہم لوگوں کو کہتے کہ بھائی ہمیں کیا معلوم کہ وہ عورت کون

تھی؟ بحرحال وہ مائی جوری جمالی نہیں تھی وہ کل رات اپنے گاوں میں تھی۔

ہماری بات سن کر ہمیں دیکھ کر پولنگ اسٹیشنوں پر لوگ مائی جوری جمالی زندہ باد کے نعرے لگاتے، تالیاں بجاتے کئی پولنگ اسٹیشنوں کے باہر لوگ ہماری گاڑی کے گرد جمع ہو جاتے، لوگ مومن جمالی کی بیوی لیلیٰ جمالی سے سوال کرتے وہ جواب دیتی کہ مائی جوری جمالی الیکشن سے دستبردار نہیں ہوئی ہیں؟ اوستہ محمد شہر میں کئی سیاسی پارٹیوں کے امیدوار خود موجود تھے یا ان کے پولنگ ایجنٹ اور پارٹی کارکن پولنگ اسٹیشنوں پر سرگرم تھے، شہر کے اندر کئی پولنگ اسٹیشنوں پر یہ شکایت عام تھی کہ باہر جمالی سرداروں کے لوگ ووٹروں کو روک کر پہلے معلومات کر رہے ہیں کہ وہ کس کے ووٹر ہیں۔ پھر صرف اپنے ووٹرز کو پولنگ اسٹیشنوں کے اندر جانے دے رہے ہیں پولیس بھی ان کے ساتھ ہے، عورتوں کے ایک پولنگ اسٹیشن پر یہ منظر ہم لوگوں نے خود دیکھا، ہم نے اندر جا کر پولنگ کے عملے سے شکایت کی کہ پولیس اور سرداروں کے لوگ ووٹرز کو باہر روک رہے ہیں، یہ صورتحال اوستہ محمد شہر کی ہے تو گاوں گوٹھوں میں کیا ہو رہا ہوگا۔

قادر بخش کے ساتھ ہم لوگ قریب کے گوٹھوں میں گئے پتہ چلا وہاں بھی یہ پروپیگنڈا عام تھا کہ مائی جوری جمالی اپنے سردار کے حق میں بیٹھ گئی ہے، ہم لوگ پولنگ اسٹیشن پر وضاحتیں کرتے تو لوگ تالیاں بجاتے مائی جوری کے دستبردار نہ ہونے پر مبارک باد دیتے اور ہم سے شکایت کرتے کہ ووٹرز کو اندر جانے نہیں دیا جا رہا ہے، ہم نے کچھ پولنگ اسٹیشنوں کو عام لوگوں کے لئے کھلوایا کچھ پولنگ اسٹیشن پر ہمیں بھی جانے نہیں دیا گیا کافی پریشان کن صورتحال تھی۔

جمالی سرداروں کے مقابلے پر موجود سب سے طاقتور امیدوار سردار عطااللہ بلیدی کے لوگ اس صورتحال کا مقابلہ کرتے کہیں بھی نظر نہیں آرہے تھے، ہمیں دن کے ایک بجے عطااللہ بلیدی کے لوگوں کا پیغام ملا کہ سردار عطااللہ بلیدی اور ان کے پولنگ ایجنٹوں اور حفاظتی محافظوں کو صبح 6 بجے سے بلوچستان ریزرئیو پولیس نے سردار عطاء اللہ بلیدی کو انکی اوستہ محمد والی رائس مل کے باہر اس لیے نہیں آنے دیا کہ ان کے ساتھ کئی مسلح لوگ ہیں ان کے باہر آنے سے الیکشن کا پر امن ماحول خراب ہو جائے گا، اور خود سردار عطاء اللہ بلیدی کو بھی رائس مل سے باہر نہیں آنے دیا جا

رہا تھا سردار کے والد سردار بہرام خان باہر تھے انہوں نے پولنگ اسٹیشنوں پر سرکاری اہل کاروں کی مدد سے ہونے والے جمالی سرداروں کے مسلح لوگوں کے قبضوں کو دیکھ کر اپنے بیٹے کو مشورہ دیا کہ وہ الیکشن کا بائیکاٹ کر دے۔

دوپہر 01:30 بجے سردار عطاء اللہ بلیدی نے ضمنی انتخاب کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان اپنی رائس مل کے اندر سے فون پر کیا ہم سے بھی کہا گیا کہ مائی جوری جمالی سے الیکشن کا بائیکاٹ کا اعلان کروایا جائے ہم نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ بھی یہی صورتحال ہے لیکن ہم بائیکاٹ کا رسمی اعلان کرنے کے بجائے مختلف پولنگ اسٹیشنوں پر جا رہے ہیں اور لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ مائی جوری جمالی اپنے سرداروں کے حق میں دستبردار نہیں ہوئی ہے۔

## گوٹھ غلام محمد اور اطراف کے گوٹھوں میں پولنگ کا منظر:

دوسری طرف آج کے تاریخی دن جس دن مظلوم طبقات نے اپنے حق کی آواز اٹھانے میں دلیری اور جرت کا مظاہرہ کیا، گوٹھ غلام محمد سے ٹیمیں مختلف پولنگ اسٹیشنز کی طرف روانہ ہوگئی تھیں، عورتوں کی ایک ٹیم جوری جمالی کے ساتھ جس میں شاہینہ، تانیہ، نصیبہ، افروز شامل تھے دو کاروں کے ذریعے مختلف پولنگ اسٹیشنز کی طرف روانہ ہوگئیں۔

(وہاں کی صورتحال شاہینہ اور نصیبہ جمالی نے اسطرح بتائی)

مختلف پولنگ اسٹیشن پر جب ہم پہنچے تو مقابل امیدوار عطا اللہ بلیدی اور ناصر خان جمالی کے ایجنٹ موجود تھے، لیکن سردار ناصر کی طرف سے پولنگ اسٹیشنز پر مردوں اور خواتین کی تعداد زیادہ تھی اور وہ ووٹ ڈالنے والے مردوں اور خواتین پر دباؤ ڈال رہے تھے، خواتین کے پولنگ اسٹیشن پر ہمارے پہنچنے کے بعد عطا اللہ بلیدی کی ایجنٹ خواتین ہمیں دیکھتے ہی شور مچانے لگیں کہ یہاں دھاندلی ہو رہی ہے ناصر جمالی کے لوگ ہمیں ہر طرح سے دھمکیاں دے رہے ہیں، اس صورتحال پر ہم نے کافی شور مچایا اور اُن خواتین کو جو ایجنٹ نہیں تھیں انھیں اسٹیشن سے باہر نکلوایا، لیکن ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے وہاں سے نکلنے کے بعد دوبارہ ان لوگوں نے پولنگ اسٹیشن پر قبضہ

کرلیا۔

اسکے علاوہ ہم جانن جمالی گوٹھ، باگ ٹیل، سکھیا جمالی، ماحبوگیلا جمالی، بی جدید اور گوٹھ غلام محمد کے پولنگ اسٹیشن پر بھی گئے ہر جگہ صورتحال ایک جیسی تھی طاقتور گروپ کا قبضہ تھا، لیکن وہاں جو لوگ جمع تھے، مائی جوری اور عوامی پارٹی کے جھنڈے والی گاڑی دیکھ کر جوش وخروش سے مائی جورئی اور عوامی پارٹی کے حق میں نعرے لگا رہے تھے، جب ہم بی جدید پہنچے تو سندھ کے صوبائی وزیر نادر مگسی اپنے اسلحہ بردار لوگوں کے ساتھ پولنگ اسٹیشن پر موجود تھا، ہمارے ساتھ کوئی پولیس سیکیورٹی نہیں تھی، جب ہم گوٹھ غلام محمد سے نکلنے لگے تو چند پولیس والوں نے ہم سے کہا کہ ہمارے لیئے گاڑی کا بندوبست کریں تو ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں ہم نے اُن کو جواب دیا کہ ہمارے پاس گاڑی نہیں ہے پولیس آفیسر ہماری بات سن کر خاموش ہوگیا، بہرحال جب ہم بی جدید کے پولنگ اسٹیشن گاڑی میں پہنچے جسے ندیم چلا رہے تھے ہم نے دیکھا کہ راکٹ لانچر، کلاشنکوف سے مسلح افراد پولنگ اسٹیشن کو گھیرے ہوئے تھے۔

ہمارے ساتھ بیٹھی ہوئی تانیہ نے اپنا موبائل نکال کر انکی تصویریں بنانی شروع کیں چونکہ الیکشن کمیشن کی طرف سے ہتھیاروں پر پابندی کا لیٹر نکل چکا تھا جیسے ہی تانیہ نے موبائل ان کی طرف کیا اُن لوگوں نے اپنے ہتھیار چھپانے شروع کردیئے، ہم گاڑی سے اُتر کر پولنگ اسٹیشن کے اندر جانے لگے، وہاں لائن میں کھڑے ہوئے لوگوں نے ہمیں دیکھ کر پُر جوش نعرے لگانے شروع کردیئے اسی دوران نادر مگسی کے لوگ اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر واپس روانہ ہوگئے، ہم نے اس اسٹیشن پر بھی وہی حشر دیکھا پولنگ کا عملہ بہت زیادہ خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا یقیناً انہیں بھی ہتھیاروں کی نمائش سے ہراساں کیا گیا تھا۔

جب ہم واپس لوٹ کر گوٹھ غلام محمد کے پولنگ اسٹیشن پہنچے تو وہاں ایک ہنگامہ جاری تھا، عوامی پارٹی کی پولنگ ایجنٹ ثمینہ جمالی زور زور سے چیخ رہی تھی کہ یہاں مقابل امیدوار ناصر جمالی کے لوگ زبردست دھاندلی کررہے ہیں گوٹھ کی عورتوں کے شناختی کارڈ کو جعلی قرار دیکر توڑ مڑوڑ کے پھینک رہے ہیں اور گوٹھ غلام محمد جمالی کے لوگوں کو ووٹ نہیں ڈالنے دیا جارہا ہے ہم لڑلڑ

کر ووٹ ڈلوار ہے ہیں مسئلہ یہ تھا جمالی سردار مختلف حربے استعمال کر کے مائی جوری کو اس کے اپنے گوٹھ کی پولنگ اسٹیشن سے ناکام کروا کر حلقے کے عوام میں مایوسی پھیلانا چاہتے تھے اور انہیں یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ مائی جوری اپنے گوٹھ میں لوگوں کی دلیرانہ جدو جہد کی وجہ سے جیت جائیگی۔

یہاں پر مختلف چینلز کے نمائندے موجود تھے، اتنے میں ہم نے دیکھا کہ سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین جان محمد جمالی اور ہمارے پرانے ساتھی جن کا تعلق کبھی کمیونسٹ پارٹی سے رہ چکا تھا عورتوں کے پولنگ اسٹیشن میں داخل ہوئے اور اسکول کے میدان میں کھڑے ہو گئے، یہ دونوں خواتین کو ناصر جمالی کا خیال رکھنے کی تلقین کرر ہے تھے، خواتین جو پہلے ہی عملے کی دھاندلیوں کی وجہ سے مشتعل ہورہی تھیں، وہ ان دونوں کے اردگرد جمع ہوگئیں ایک بوڑھی عورت دریا خاتون نے جان محمد جمالی کو اپنا مروڑا ہوا شناختی کارڈ دکھایا اور کہا کہ جان جمالی ہم پہلے الیکشن میں اسی شناختی کارڈ پر ایک ہی دن میں چار چار مرتبہ آپ کو اور آپ کے لوگوں کو جعلی ووٹ ڈال چکے ہیں، آج ہم جب اپنے آپ کو ووٹ ڈالنا چاہ رہے ہیں تو یہ عملے والے کہتے ہیں کہ ہمارا شناختی کارڈ نقلی ہے، جب تم کو ووٹ ڈالتے تھے تو یہی کارڈ ٹھیک تھا، یہ شور سن کر چینلز والوں نے اپنے کیمروں کا رخ ان کی طرف موڑ دیا، امینہ، نصیبہ، دریا خاتون، افروز اور دیگر خواتین چیخ رہی تھیں اور شاہینہ کا کہنا تھا کہ میں سکتے کے عالم میں کمیونسٹ پارٹی کے پرانے ساتھی کی طرف دیکھ رہی تھی، ان ساری کوششوں کے باوجود مائی جوری جمالی گوٹھ غلام محمد کے اسی پولنگ اسٹیشن سے جیت گئی۔

4 بجے تک اوستہ محمد جانے والی ٹیم مختلف پولنگ اسٹیشنوں پر چکر لگاتی رہی جب مائی جوری جمالی، شاہینہ، مائی نصیبہ اور افروز جمالی کے ساتھ گوٹھ غلام محمد کی پولنگ سے نکل کر راستے کی بہت سارے پولنگ اسٹیشن دیکھتی ہوئی اوستہ محمد پہنچیں تو شاہینہ نے بتایا زیادہ تر گوٹھوں میں لیویز اور بلوچستان کانسٹیبلری کی مدد سے جمالی سرداروں کے غنڈوں نے قبضہ کرلیا ہے وہ الیکشن عملے پر دباؤ ڈال کر اپنے حق میں زبردستی ووٹ ڈلوار ہے ہیں۔

مائی جوری جمالی، شاہینہ اور دیگر عورتوں کو ہم اوستہ محمد کے پولنگ اسٹیشنوں پر لے گئے تاکہ جمالی سرداروں کے رات والے جھوٹ کہ مائی جوری جمالی سردار ناصر خان جمالی کے حق میں دستبردار ہوگئی ہے کا ثبوت پیش کریں لوگ دیکھیں کہ مائی جوری جمالی دستبردار نہیں ہوئی ہے، جن

پولنگ اسٹیشنوں پر مائی جوری جمالی کا قافلہ گیا مردوں اورعورتوں نے مائی جوری جمالی زندہ باد کے نعرے لگائے ان لوگوں نے بھی نعرے لگائے جو جمالی سرداروں کیلئے پولنگ اسٹیشنوں پر قبضہ کرنے میں شریک تھے۔

مائی جوری جمالی کے اوستہ محمد آنے کی اطلاع سردار عطاء اللہ بلیدی کے کیمپ میں پہنچ گئی اسی وقت اوستہ محمد شہر میں مختلف سمتوں سے گولیاں چلنے کی آوازیں آئیں وہاں سے ہمارے دوست اور ہمدرد ساتھیوں کے فون آنا شروع ہو گئے کہ اوستہ محمد کے حالات ٹھیک نہیں ہیں کسی بھی وقت بڑا قبائلی تصادم ہوسکتا ہے، سردار عطاء اللہ بلیدی کی خواہش تھی کہ مائی جوری جمالی اورعوامی پارٹی والے ساتھی میری رائس مل میں آکر دھاندلیوں کے خلاف الیکشن سے بائیکاٹ کا اعلان کریں یہاں میڈیا کے لوگ بھی موجود ہیں کوریج اچھی ہوجائے گی وغیرہ وغیرہ ہم نے انکی تجویز پرغور کیا، ہماری ٹیموں نے پولنگ اسٹیشنوں کا چکر لگا کر اس بات کا اندازہ لگالیا تھا کہ اگر دھاندلی نہ ہوتی تو عوامی پارٹی (پاکستان) کی امیدوار مائی جوری جمالی کئی پولنگ اسٹیشنز سے یہ ضمنی انتخاب جیت جاتی، ہم نے جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں عوام کو سرداری نظام کے جبر کے خلاف کھڑا کرنا اپنی پارٹی کا ایک مضبوط یونٹ قائم کرنا تھا ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہورہے تھے، اب ہم صرف ضمنی انتخاب میں ہونے والی دھاندلیوں کو عوام کے سامنے لانا چاہتے تھے ہم ایک سردار کے خلاف دوسرے سردار کے ساتھ دوبارہ ضمنی انتخاب میں نہیں کھڑا ہونا چاہتے تھے اس لیئے ہمارے ساتھیوں نے سردار عطاء اللہ بلیدی کے کیمپ میں نہ جانے کا فیصلہ کیا اور اپنے طور پر پریس کانفرنس کرنے کا طے کیا اوستہ محمد میں ہمارے پاس کسی مناسب جگہ پر پریس کانفرنس کرنے کا بندوبست نہیں تھا اس لیے صحافی دوستوں کو پیغام دیا کہ 06:00 بجے UBL چوک مین روڈ اوستہ محمد میں جمع ہوجائیں مائی جوری جمالی وہاں آکر پریس کانفرنس کرے گی۔

ہم مومن جمالی کے گھر آ گئے تھے، یہاں میں نے محسوس کیا کہ شاہینہ کچھ خاموش ہے، میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے گوٹھ غلام محمد کے پولنگ اسٹیشن پر اپنے پرانے ساتھی کے آنے کے بارے میں بتایا اسے اس بات کا بہت دکھ تھا، میں نے اسے سمجھایا کہ ہوسکتا ہے کہ اب وہ جس پارٹی

میں ہے اسکا موقف عوامی پارٹی کی حمایت کے بجائے پیپلز پارٹی کے اُمیدوار کی حمایت کا ہواور ایسا نہیں بھی ہے تو ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے پسند کے امیدوار کی کامیابی کے لیئے کام کرے۔

ہمیں چھ بجے اوستہ محمد کے چوک پر پریس کانفرنس کرنا تھی اسوقت شہر میں مختلف سمتوں سے گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں مین روڈ پر سناٹا چھایا ہوا تھا اب کیا کریں فائرنگ بند ہوتو جائیں فائرنگ بند ہو ہی نہیں رہی تھی آخر کار 06:30 بجے فائرنگ کے دوران ہم لوگ دو گاڑیوں میں اوستہ محمد کی مین روڈ پر UBL کے اُسی چبوترے پر آکر کھڑے ہو گئے جہاں کھڑے ہو کر 7 مارچ کو ہم لوگوں نے جلسہ عام کیا تھا، ہم نے دیکھا کہ فوراً ہی مختلف گلیوں میں موجود لوگ اور صحافی جمع ہونا شروع ہو گئے ہم نے اور عوام نے مائی جوری جمالی کے حق میں اور انتخابی دھاندلیوں کے خلاف نعرے بازی شروع کر دی، مائی جوری جمالی، شاہینہ اور میں نے صحافیوں سے کہا کہ شہر میں دہشت کی فضاء قائم رکھی جارہی ہے، اس صورتحال میں کوئی غیر جانبدارانہ انتخابی عمل نہیں ہوا ہے بلکہ یہ قبائلی اور ریاستی دہشت گردی ہے، ہر طرف سے گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی ہیں سارا اوستہ محمد شہر یرغمال بنا دیا گیا ہے پورے حلقہ انتخاب میں آج سارا دن جمالی سرداروں نے ریاستی اہلکاروں کی مدد سے دہشت قائم کر رکھی ہے آج کا انتخابی عمل کسی بھی صورت شفاف اور غیر جانب دار نہیں تھا ہم اس سرکاری اور قبائلی دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اس دہشت گردی کے خلاف احتجاجی مہم چلانے کا اعلان کرتے ہیں، صحافیوں نے سوال کیا کہ عوامی پارٹی پاکستان ضمنی انتخاب دوبارہ کروانے کا مطالبہ کرتی ہے ہم لوگوں نے جواب دیا اس طرح کے ماحول میں دوبارہ انتخاب کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہی نتائج آئیں گے جو حکمران چاہیں گے۔

ہم لوگ اپنی پریس کانفرنس گولیوں کی آواز کے اندر مکمل کر کے جب اوستہ محمد سے روانہ ہونے لگے تو اوستہ محمد کے لوگوں نے زبردست تالیاں بجائیں ہم لوگوں نے انتخابی دھاندلیوں اور دہشت گردی کے خلاف نعرے بازی کی اوستہ محمد کے لوگوں نے ہمارے نعروں کا جواب دیا راستے میں فون پر ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ زبردست دھونس اور دھاندلیوں کے باوجود گوٹھ غلام محمد کی عورتوں اور مردوں کے پولنگ اسٹیشنوں پر مائی جوری جمالی جیت گئی ہے، ہم سب بہت خوش تھے

ہماری محنت رنگ لائی تھی رات کو جب ہمارا قافلہ گوٹھ غلام محمد پہنچا تو زبردست نعرے بازی سے گاؤں کی عورتوں، مردوں اور بچوں نے ہمارا استقبال کیا۔

یہ گوٹھ غلام محمد والوں کی پہلی سیاسی فتح تھی جو ان کو اپنے حقوق کی جدوجہد میں آگے بڑھانے میں مدد دے گی جب ہم لوگوں نے ان ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کا اعلان کیا تھا تو اس وقت ہی ہمارے سارے ساتھی اس بات پر پُراعتماد تھے کہ ہم کم از کم اپنے گاؤں کی پولنگ پر دھاندلی نہیں ہونے دیں گے اور دباؤ میں نہیں آئیں گے اب وہ پولنگ گوٹھ غلام محمد کے ساتھی جیت چکے تھے اپنی اہمیت علاقے کے لوگوں میں منوا چکے تھے باقی رہا ٹیل پر پانی پہنچانے کا مطالبہ اور جدوجہد وہ ابھی باقی تھی۔

گوٹھ کے چوک میں اپنی الیکشن آفس کے سامنے گوٹھ غلام محمد اور دیگر گوٹھوں کے جمع ہونے والے ساتھیوں نے میٹنگ کی سب نے گوٹھ غلام محمد کے پولنگ اسٹیشن پر مائی جوری جمالی کی کامیابی کو بہت بڑی کامیابی قرار دیا اپنے اپنے تجربات اور سرداروں کی غنڈہ گردی بتائی رات ہم لوگ گوٹھ غلام محمد میں ہی رہے۔

☆☆☆

چھوڑا نہیں غیروں نے کوئی ناوک دشنام
چھوٹی نہیں اپنوں سے کوئی طرز ملامت
اس عشق، نہ اُس عشق پہ نادم ہے مگر دل
ہر داغ ہے اس دل میں بجز داغ ندامت

(فیض)

## باب پنجم

# مائی جوری کے انتخابی مہم کا اثر

11 مارچ 2010ء گوٹھ غلام محمد میں صبح سے جشن کا سا سماں تھا مختلف گوٹھوں سے ساتھی آرہے تھے PB-25 جعفرآباد کے انتخاب میں ناکام اور اپنا پولنگ اسٹیشن جیتنے والی امیدوار مائی جوری جمالی کو مبارک باد دینے ، مائی جوری جمالی کے گھر جاتے اور واپسی پر ہمارے آفس پر جمع ہوکر ساتھیوں سے ملکر واپس چلے جاتے ، پتہ چلا کہ ان میں سے کئی مائی جوری جمالی کو عزت دینے کے لیے دوپٹے لائے تھے جو وہ اسے اُڑھا کر خوش ہوتے ،صوفی عبدالخالق کے بڑے بھائی استاد صلاح الدین (مرحوم) جن کا اب انتقال ہو چکا ہے مائی جوری جمالی کو مبارک باد دینے اور دوپٹہ اُڑھانے اپنے گاؤں سے آئے تو میں نے ان کے جذبات جاننا چاہے کہ انھوں نے 8 مارچ کو اپنے گاؤں میں مائی جوری جمالی کو دوپٹہ نہیں اُڑھایا تھا لیکن آج یہاں گوٹھ غلام محمد میں خود چل کر عزت دینے کے لیئے آئے ہیں ،اس کی وجہ استاد صلاح الدین کی باتوں سے ظاہر ہوگئی وہ بار بار یہ کہہ رہے تھے واہ! واہ! نیازو کی بیوی نے کمال کردیا اپنے ہی سرداروں کے سامنے آخری دم تک کھڑی رہی ایسا کارنامہ اس علاقے میں آج تک کسی نے نہیں کر کے دکھایا، یہ بہت بڑی بات تھی میرا خیال ہے یہ بات صرف وہ لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو قبائلی ، ریاستی اور جرائم پیشہ گروہوں کے اندر رہنے کا تجربہ رکھتے ہیں اور پھر یہ صرف استاد صلاح الدین کی کیفیت نہیں تھی مائی جوری جمالی کو مبارک باد دینے آنے والے اکثر لوگوں کی تھی کسی کو بھی اس بات کا یقین نہیں تھا کہ مائی جوری جمالی اس کا شوہر نیاز حسین اور گوٹھ غلام محمد کے غریب لوگ اپنے سرداروں کے سامنے اس بہادری سے کھڑے رہیں گے، سچ تو یہ ہے کہ میں خود آخر وقت تک اس خوف میں مبتلا رہا کہ کہیں ہماری

امیدوار اور گوٹھ غلام محمد کے ساتھی اپنے سرداروں کے قبائلی، سماجی اور ریاستی دباؤ کے مقابلے میں کہیں بیٹھ تو نہیں جائیں گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہمارے اندر آج بھی گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کیلئے زندہ آباد کے نعرے ہی نکلتے ہیں۔

شام تک گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کے ساتھ انتخابی دھاندلیوں کے خلاف حیدرآباد ،کراچی، اور سندھ کے مختلف شہروں میں مہم چلانے کا پروگرام بنایا اس مہم کا بڑا مقصد مائی جوری جمالی اور گوٹھ غلام محمد کے محنت کشوں کی جرات کی مثال کو عوام میں مقبول بنانا تھا، سارے ملک میں اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھانا تھا اور مائی جوری جمالی اس کے شوہر نیاز حسین اور گاؤں والوں کو یہ دکھانا تھا کہ آپ لوگ نے اپنے سرداروں کا جو مقابلہ کیا، اس سے آپ کی عزت صرف آپ کے علاقے میں نہیں بلکہ سندھ اور پورے ملک میں ہوئی ہے، مرحوم ساتھی قاسم بروہی کے گاؤں سے چکر لگا کر ہم لوگوں نے واپسی کا سفر شروع کیا۔

محمد ندیم ہنگورنو کے ساتھ میں، شاہینہ، آدم ملک، تانیہ ملک ساتھی قادر بخش کو سیلرا گوٹھ شہداد کوٹ چھوڑ کر غفار پندرانی، مراد پندرانی، افشاں کھاوڑ، ہاجل سیلرو اور شہداد کوٹ کے ساتھیوں کو شاباش دیکر واپس روانہ ہوئے یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ساتھی قادر بخش سیلرو گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی اس انتخابی مہم میں پہلے دن سے آخری دن تک مسلسل ہم لوگوں کے ساتھ تھے، بلکہ ہماری غیر موجودگی میں گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کو حوصلہ دیتے رہے اپنے طور پر جعفرآباد کے انتخابی حلقے میں اپنے پرانے ساتھیوں کے پاس جاتے رہے ان کو مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی (پاکستان) کی حمایت کے لیے کہتے رہے۔

دوسری اہم بات ہمارے ساتھ اس انتخابی مہم میں جن ڈرائیوروں نے حصہ لیا وہ عوامی پارٹی میں نہ ہونے کے باوجود اس مہم میں جس بہادری سے شامل ہوئے وہ قابل تحسین ہے ساتھی آفتاب ہنگورنو، شاہ محمد، ندیم ہنگورنو ہو یا کیری گاڑی کا ڈرائیور غلام علی، ان سب کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ علاقہ بہت خطرناک ہے ہمارے ساتھ کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتا ہے جس کی زد میں یہ ڈرائیور ساتھی بھی آسکتے تھے اس کے باوجود کسی نے کبھی بھی کسی قسم کے خوف کا اظہار نہیں کیا ہم

لوگ جب کراچی پہنچے تو پتہ چلا کہ شاہینہ کو سانس کی تکلیف ہوگئی ہے آپریشن کے فوری بعد اس انتخابی مہم کے دوران دوبارہ انفیکشن ہوگیا تھا وہ بیماریاں جو جعفرآباد کی انتخابی مہم کے دوران جوش اور جدوجہد کے جزبے کی وجہ سے دبی ہوئی تھیں ظاہر ہونے لگیں تھی۔

شاہینہ کو پٹیل ہسپتال کراچی میں جب اس کے معالج ڈاکٹر سید اکبر عباس کے پاس لے گیا تو اس نے شاہینہ کو چیک کرنے کے بعد پریشان ہوکر کہا یہ آپ نے کیا کیا؟ پھر آپ کے چہرے کے اُوپر ناک اور آنکھوں کے قریب سوجن آ گئی ہے اس وقت ہم بھی کافی جوش میں تھے ڈاکٹر اکبر عباس کو مائی جوری جمالی جعفرآباد کی انتخابی مہم اور اسمیں اپنی شرکت تیزی سے بتادی پتہ چلا کہ ڈاکٹر عباس بھی TV اور اخبارات کے ذریعے اس مہم کی معلومات رکھتے تھے ان کو انتخابی نتائج سے کافی مایوسی ہوئی تھی اس لیے انھوں نے ہم سے مزید معلومات حاصل کیں اس کے بعد ڈاکٹر سید اکبر عباس ہمارے دوست بن گئے ، جب بھی شاہینہ کے چیک اپ کیلئے اسپتال جانا ہوتا ہے سیاسی کچہری ضرور ہوتی ہے۔

مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم میں حصہ لینے کے بعد اس مہم میں حصہ لینے والے ساتھیوں کے جوش وخروش میں بہت اضافہ ہوگیا ہم لوگ پہلے صرف اپنے جاننے والوں سے سیاسی حالات اور پروگرام پر بات کرتے تھے، جعفرآباد کی انتخابی مہم کے بعد ریل گاڑی ، بسوں اور ہوٹلوں میں جہاں کہیں سیاسی گفتگو ہوتی ہم شریک ہوجاتے حکمرانوں پرتنقید سب لوگ کرتے تھے، ہم اس تنقید میں حصہ لینے کے ساتھ لوگوں کو ان کی ذمہ داری سے آگاہ کرتے موجودہ استحصالی طبقات کے مقابلے پر اپنے آپ کو خود نامزد کر کے انتخابی عمل میں حصہ لینے اور علاقے کے عوام کو بہادری سے مسائل کے حل کیلئے جدوجہد کرنے کی بات کرتے اکثر لوگ ایسے مقابلے اور جدوجہد کو ناممکن قرار دیتے یا بہت مشکل کام ہے کہہ کر ٹالنے کی بات کرتے ، ہم مائی جوری جمالی اس کے گاؤں والوں اور علاقے کے لوگوں کی مشکل انتخابی مہم اور مسائل پر جدوجہد یاد دلاتے اکثر لوگوں نے TV پر یا اخبارات میں مائی جوری کی انتخابی مہم دیکھی یا پڑھی ہوئی ہوتی ، یا سنی ہوتی جس کو پتہ نہیں ہوتا اس کو ہم کہتے کہ کمپیوٹر پر صرف مائی جوری جمالی لکھو آپ کو ہماری جدوجہد نظر آجائیگی۔

یا کبھی سیاسی گفتگو کے دوران ہم ناواقف کو بتاتے ہم سیاسی کارکن ہیں ہم نے محنت کش عوام کیلئے عوامی پارٹی (پاکستان) بنائی ہے تو وہ کہتے کون سی عوامی پارٹی ہم ان سے پوچھتے کہ آپ لوگوں نے مائی جوری جمالی کا نام سنا ہے جو ایک غریب ہاری عورت ہے جس نے کچھ عرصہ پہلے جعفرآباد بلوچستان میں اپنے سرداروں سابق وزیراعظم میر ظفراللہ جمالی والوں کا مقابلہ کیا تھا اکثر لوگ جواب دیتے ہاں بھائی ہاں اس کا نام تو سنا ہے وہ تو بہت بہادر عورت ہے اس نے تو کمال کر دیا اس کے بعد ہم ان لوگوں کو بتاتے کہ ہم لوگ مائی جوری جمالی والی سیاسی پارٹی کے لوگ ہیں مائی جوری آپ کے لوگوں کی طرح آپ سے بھی زیادہ غریب عورت ہے اس کے گاؤں والوں نے اس کو اپنا رہنما منتخب کیا ہماری پارٹی آپ اور مائی جوری جمالی جیسے لوگوں کو آگے لاتی ہے پھر بات چیت کا رخ جعفرآباد کے ضمنی انتخابات کی مہم کی تفصیلات کی طرف چلا جاتا ہم ان کو پھر اس سمت لاتے کہ لوگ اگر چاہیں تو خود مائی جوری جمالی اور اس کے گاؤں والوں کی طرح ہمت کر کے اپنے پر کنٹرول رکھنے والوں ظالم لوگوں کے خلاف ان کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہیں اور اپنے حقوق لے سکتے ہیں۔

## مائی جوری عوام کی عدالت میں:

16 مارچ کی رات 2 بجے بھنڈار کی ہائی روف گاڑی میں مائی جوری جمالی کے ساتھ مائی نصیبہ جمالی، صاحب ڈنو جمالی، عبدالکریم جمالی، نیاز حسین جمالی، مجیب احمد بروہی، نیاز حسین کی بھابھی اس کا بیٹا اور مائی جوری جمالی کا چھوٹا بیٹا گوٹھ غلام محمد سے حیدرآباد پہنچ گئے صبح 11:30 حیدرآباد کے مشہور حیدر چوک پر احتجاج کیلئے مائی جوری جمالی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچ گئی جہاں سندھ ہاری پورہیت کونسل کے صدر پنھل ساریو، عوامی پارٹی کے رہنما تاج مری، زاہد میسو سمیت حیدرآباد، ٹنڈوالہیار اور اسکی تحصیل جھمڑ اور میر پور خاص کے بڑی تعداد میں عورتیں اور مرد ساتھی جمع ہو گئے۔

جہاں عوامی پارٹی کی جانب سے ''مائی جوری جمالی عوام کی عدالت میں'' ریلی حیدر چوک سے

ڈسٹرکٹ کورٹ اور SP آفس کے سامنے اس چوک پر آئی جہاں عدالتی انصاف کا ترازو بنا ہوا ہے وہاں پر اور لوگ بھی جمع ہو گئے ٹریفک جام ہو گئی، مائی جوری جمالی اور دیگر ساتھیوں نے جعفر آباد کے حالات اور انتخابی دھاندلیوں کے خلاف تقریریں کی وہاں سے عوام کی عدالت میں ریلی پریس کلب حیدر آباد آئی جہاں اوپر ہال میں بھندار سنگت اور سندھ ہاری پورہیت کونسل نے مائی جوری جمالی اور اس کے ساتھ جعفر آباد سے آئے ہوئے ساتھیوں کو استقبالیہ دیا استقبالیے میں کافی جوش و خروش تھا جعفر آباد سے آنے والے اور انکے استقبال میں جمع ہونے والے مقامی ساتھی بہت خوش تھے۔

وہاں سے تاج مری کے ساتھ مائی جوری جمالی ،نصیبہ جمالی اور شاہینہ کاوش اخبار کے دفتر گئے ان کے ایڈیٹر اور دیگر عملے کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے سرداروں کا مقابلہ کرنے والی مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی کی جرت کو کاوش اخبار میں مناسب کوریج دی کاوش اخبار سے یہ ساتھی مہران ٹی وی کے دفتر آئے، جہاں مہران ٹی وی کی ٹیم نے مائی جوری جمالی اور اسکے ساتھیوں کی ریکارڈنگ کی وہاں سے مائی جوری جمالی اور عوامی پارٹی کے ساتھی فاران ہوٹل آئے جہاں وومین ایکشن فورم کی جانب سے مائی جوری جمالی کو استقبالیہ دیا گیا تھا ساتھی امر سندھو،عرفانہ ملاح، ڈاکٹر بختاور جام اور انکے دیگر ساتھیوں نے مائی جوری جمالی اور انکے ساتھ آنے والے عوامی پارٹی ضلع جعفر آباد کے صدر صاحب ڈنو جمالی، عبدالکریم جمالی اور عوامی پارٹی (پاکستان) سندھ کے ساتھیوں کو خراج تحسین پیش کیا، مائی جوری جمالی اور انکے ساتھ آنے والی خواتین کو اجرکیں پہنائی گئیں اس کے بعد رات 9 بجے سندھ ٹی وی کے ساتھی خالد چانڈیو نے اپنے پروگرام کیلئے عوامی پارٹی کی رہنما مائی جوری جمالی، تاج مری اور شاہینہ کا انٹرویو ریکارڈ کیا مائی جوری جمالی کے ساتھ کچھ ساتھی رات قیام کرنے کے لیئے حیدر آباد میں پھلیلی نہر کے کنارے پر آباد گوٹھ غلام محمد جعفر آباد کے اپنے عزیز ممتاز جمالی کے گھر گئے جہاں گوٹھ غلام محمد کے کچھ خاندان آباد ہیں ان کے مرد اور عورتیں مائی جوری جمالی کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے جمع ہو گئے۔

17 مارچ کو عوامی پارٹی کی جانب سے شہداد پور ضلع سانگھڑ میں اور سندھ ہاری پورہیت کونسل کی جانب سے سعید آباد ضلع مٹیاری میں مائی جوری جمالی کیلئے استقبالیہ پروگرام مرتب کیئے

گئے تھے مگر رات دیر سے KTN کاوش کے پروگرام ''عوام آڈو'' کی ریکارڈنگ کی دعوت ملی تھی جس میں جانا ضروری سمجھ کر ساتھی مائی جوری جمالی کے ساتھ پہلے پروگرام ''عوام آڈو'' کی ریکارڈنگ میں گئے پھر وقت کی کمی کی وجہ سے میرے ساتھ پنھل ساریو، عبدالکریم جمالی، صاحب ڈنو جمالی سعید آباد آئے جہاں ساتھی شاہ محمد پٹھان نے سعید آباد پریس کلب میں مائی جوری جمالی اور اس کے ساتھیوں کا استقبالیہ رکھا ہوا تھا ہم نے ساتھیوں کو بتایا کہ مائی جوری جمالی ہمارے ساتھ نہیں آسکی وہ KTN کی ریکارڈنگ میں مصروف ہونے کی وجہ سے ہمارے حیدرآباد سے نکلنے کے بعد فارغ ہو کر اپنی ٹیم کے ساتھ نکلیں گی اور شہداد پور جائیں گی، ہمارے ساتھ عوامی پارٹی (پاکستان) جعفرآباد کے صدر صاحب ڈنو جمالی، مائی جوری جمالی کے متبادل امیدوار عبدالکریم جمالی ساتھ ہیں آپ لوگ مائی جوری جمالی کے نہ پہنچنے پر ہماری اور مائی جوری کی طرف سے معذرت قبول کر کے اپنا استقبالیہ پروگرام شروع کریں۔

سعید آباد کے ساتھیوں نے پنھل ساریو کی صدارت میں جعفرآباد کے ساتھیوں کو مہمان خصوصی بنا کر استقبالیہ تقریب کا آغاز کیا بہت سے مقامی ساتھیوں کے ساتھ میں پنھل ساریو اور جعفرآباد بلوچستان کے عوامی پارٹی پاکستان کے رہنما صاحب ڈنو جمالی اور عبدالکریم جمالی نے اپنے علاقے کی صورت حال وہاں سرداروں کی دہشت اور اس دہشت کو توڑنے والا عوامی پارٹی کا عمل جس کے نتیجے میں مائی جوری جمالی کا اُبھرنا آئندہ کے خطرات کا مقابلہ کرنے کا عزم اور جعفرآباد کے محنت کش عوام کی جدوجہد میں عوامی پارٹی سندھ کے رہنماؤں کا تعاون، اس تعاون کی اہمیت اور استقبالیہ دینے پر سعید آباد کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔

مقامی ساتھی شاہ محمد اور دوسرے ساتھیوں نے ہماری ٹیم کو جعفرآباد میں سرداروں کی دہشت کا بہادری سے مقابلہ کرنے پر خراج تحسین پیش کیا دوسری ٹیم تاج مری کے ساتھ مائی جوری جمالی ،شاہینہ، مائی نصیبہ جمالی کے ساتھ شہداد پور پریس کلب آئے جہاں عوامی پارٹی کے رہنما متارو ڈائری مرحوم، طالب جھکڑو، ادریس بروہی،، عائشہ بروہی، زلیخہ بروہی، رابعہ بروہی، غلام قادر، پپو میمن، ورکرز پارٹی کے حئی سومرو اور دوسرے ساتھیوں نے پھول نچھاور کر کے بھرپور

استقبال کیا پریس کلب کے رہنما نثار بالادی نے مائی جوری جمالی اور اس کے ساتھ آنے والے عوامی پارٹی کے وفد کا استقبال کیا، عوامی پارٹی کے علاوہ مختلف پارٹیوں کے رہنماؤں نے خطاب کیا اور اس بات کا اعلان کیا کہ مائی جوری کے الیکشن کو ایک مثال بنا کر مستقبل کی عوامی سیاست کا آغاز کیا جائے انہوں نے ملک میں جاگیرداری، فوجی نوکرشاہی اور مذہبی انتہا پسندی کے خلاف جدوجہد پر زور دیا اس کے بعد کے ٹی این اور کاوش نیوز کی جانب سے مائی جوری اور دیگر رہنماوں کے اعزاز میں ان کے دفتر میں استقبالیہ دیا، اس موقع پر بھی رہنماوں نے عوامی سیاست کو اجاگر کرنے کے لئے زور دیا۔

عوامی پارٹی کے دونوں وفد سعید آباد اور شہداد پور کے استقبالیہ جلسوں سے فارغ ہو کر طے شدہ پروگرام کے تحت بھٹ شاہ میں جمع ہو گئے، سندھ اور اس پورے خطے کے محنت کش لوگوں خاص طور پر عورتوں کی وفا اور جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرنے والے برصغیر کے عظیم صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے مزار پر آئے ان کی قبر پر پھول نچھاور کیئے موم بتیاں جلا کر شاہ عبداللطیف بھٹائی کو خراج تحسین پیش کر کے رات دیر سے حیدرآباد واپس لوٹ آئے۔

18 مارچ کو مائی جوری جمالی اور دیگر ساتھی کراچی آئے دن کے دو بجے تک مائی جوری جمالی، تانیہ ملک کے ساتھ ٹی وی چینل B PLUS کی ریکارڈنگ میں شریک ہوئی اس پروگرام کے ذریعے اس نے اپنے علاقے گوٹھ غلام محمد تحصیل گنداخہ، ضلع جعفرآباد کے غریب محنت کشوں کے مسائل وڈیروں، سرداروں اور ان کے ایجنٹوں کے مفاد میں عوام کو پہنچنے والی تکلیفیں جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں جمالی سرداروں اور پی پی حکومت کی دھاندلیوں کی داستان سے ملک کے عوام کو آگاہ کیا۔

عوامی پارٹی (پاکستان) کراچی کے ساتھی سٹی کورٹ بار کے سامنے عوامی پارٹی کے جھنڈے اُٹھائے جمع ہو گئے کراچی بار کونسل کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ساتھی غلام محمد جدون ایڈوکیٹ، امان شیریں خٹک ایڈوکیٹ اور دیگر ساتھیوں نے مائی جوری جمالی اور اس کے ساتھ آنے والے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا مائی جوری جمالی اور شاہینہ رمضان نے جعفرآباد کی صورت

حال اور ضمنی انتخاب میں ریاستی مداخلت اور سرداروں کے جبر کا حال مختصر بیان کیا کراچی کے وکلاء کی بڑی تعداد نے بار کونسل کے گیٹ پر ہونے والے اس احتجاجی استقبالیے کو دیکھا اور سنا۔

سٹی کورٹ سے سارے ساتھی مائی جوری جمالی ''عوام کی عدالت میں'' کا بینر لیکر بندر روڈ سندھ اسمبلی بلڈنگ کے قریب کے روڈ سے ریلی کی صورت میں گزر کر کراچی پریس کلب کے سامنے آئے جہاں مائی جوری جمالی اور دیگر ساتھیوں نے جعفر آباد کے عوام کے مسائل اور انتخابی دھاندلیوں پر خطاب کیا پریس کلب کراچی پر اسٹیل ملز کے محنت کشوں کے احتجاج میں شریک ہوئے وہاں سے ریلی کی صورت میں PIDC چوک پر پرل کانٹی ٹینٹل ہوٹل کے سامنے یہاں کے برطرف ملازمین کے احتجاج میں حصہ لیا اور پھر ریلی ختم کر کے لیاری جنرل ہسپتال کے علاقہ میں نور ویلفیئر ایسوسی ایشن کے ساتھیوں کے استقبال میں شریک ہوئے۔

19 مارچ مائی جوری جمالی اور اس کے ساتھ آنے والی جعفر آباد کی ٹیم کو کلفٹن کی سیر کروائی دوپہر کے بعد آدم ملک نے صحافی دوست دودو سومرو کے ذریعے KTN ٹی وی کے دفتر جانے کا پروگرام طے کروایا ہوا تھا وہاں مائی جوری جمالی کے ساتھ نیاز حسین ،شاہینہ، آدم ملک، تانیہ ملک اور میں آئے KTN اور کاوش گروپ کے مالک علی قاضی اور KTN کے باقی اسٹاف سے ملے جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں KTN نے جس طرح مائی جوری جمالی کی جدوجہد کو میڈیا پر پیش کیا تھا اس کا شکریہ ادا کیا۔

شام کو کورنگی تین نمبر پر عوامی پارٹی (پاکستان) کا استقبالیہ چائلڈ اینڈ لیبر رائٹ آرگنائزیشن اور شراکتی ترقی آرگنائزیشن SPO کراچی کے تعاون سے ہوا جس میں کورنگی کے صنعتی علاقے کی عورتیں اور عوامی پارٹی کراچی کے ساتھی کافی تعداد میں شریک ہوئے مائی جوری، شاہینہ، یوسف خٹک، ریاض بانو ایڈوکیٹ اور S P O کی رحیمہ نے خطاب کیا ساتھیوں نے سرداروں کے جبر کی صورت حال بیان کی اور استقبالیہ دینے والے کراچی کے ساتھیوں نے سرداروں اور ریاستی اداروں کے جبر کا مقابلہ کرنے والی مائی جوری جمالی، نصیبہ جمالی اور سندھ سے جعفر آباد جا کر ضمنی انتخابات میں ساتھ دینے والی ٹیم کو خراج تحسین پیش کیا، ضمنی

انتخابات میں انتخابی دھاندلیوں کی مزاحمت کی گئی۔

## عوام کی کامیابی پر حملے اور ان کا جواب:

رات کو دیر سے مائی جوری جمالی اور نیاز حسین کو اس کے بھائی ہدایت اللہ کے گھر ملیر چھوڑا جہاں ہمیں یہ بتایا گیا کہ متحدہ قومی موومنٹ ملیر زون کے رہنما ہدایت اللہ کے پاس یہ تجویز لیکر آئے تھے کہ مائی جوری جمالی کو آپ لوگ متحدہ قومی موومنٹ کے مرکز 90 عزیز آباد لیکر آجائیں جہاں مائی جوری جمالی فون پر الطاف حسین کا جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں حمایت پر شکریہ ادا کریں جناب الطاف حسین مائی جوری جمالی کو سرداروں کا مقابلہ کرنے پر خراج تحسین پیش کریں گے۔

مجھ سے اور شاہینہ سے مشورہ مانگا گیا کہ MQM والوں کو کیا جواب دیں؟ ہم نے کہا آپ لوگوں کی مرضی ہے آپ لوگ آزاد ہیں جو چاہیں فیصلہ کریں بس اس بات کا خیال رکھیں کہ سرداروں کا مقابلہ صرف مائی جوری جمالی اور نیاز حسین نے نہیں بلکہ پورے گوٹھ غلام محمد اور عوامی پارٹی (پاکستان) نے مشترکہ طور پر کیا ہے ہم تو سب کے مشورے کے بعد ہی کچھ کہہ سکیں گے آپ لوگوں کو ہم پابند نہیں کرتے کہ MQM کے مرکز 90 نہ جائیں مگر یہ ضرور کہتے ہیں کہ آپ لوگ وہاں جو کچھ بھی کہیں گے، اس میں سے میڈیا میں صرف وہ آئے گا جو MQM والے جاری کریں گے اور یہ پتہ نہیں کہ وہ کیا جاری کریں گے، اس کے مائی جوری جمالی کے سیاسی مستقبل پر کیا اثرات پڑیں گے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، اس لیے بہتر ہے MQM اور جناب الطاف حسین کو شکریہ کا پیغام ملیر زون کے رہنماؤں کے ذریعے پہنچا دیا جائے۔

جعفر آباد کے جمالی سرداروں کے جبر اور انتخابات میں دھاندلیوں کی مختصر مہم مائی جوری جمالی عوامی عدالت میں کے جواب میں روزنامہ ایکسپریس کے 29 مارچ کے شمارے میں اوستہ محمد کے رہنے والے عابد میر کا مضمون (مائی جوری، نئی علامت، پرانا مفہوم) چھپا جس کا عکس پیش خدمت ہے۔

## مائی جوری: نئی علامت، پرانا مفہوم

عابد میر
31@gmail.com

بیسویں صدی کی ساتویں اور آٹھویں دہائی میں جب سوشلزم اپنے عروج پر تھا تو پاکستان میں بھی سرخے عوام کو انقلاب کی نوید سنایا کرتے تھے لیکن ان کے لیے کسی قسم کی عملی جدوجہد کی بجائے اکثریت آنے والے انقلاب کی صورت میں اپنے اپنے عہدوں کی تقسیم میں مگن تھی۔ سنا ہے کہ سرخ فوج نے جس دن افغانستان میں قدم رنجا فرمائے، کئی ایک نے تو اُسی دن اپنے لیے نہ صرف عہدے مقرر کر لیے تھے بلکہ تصوراتی طور پر خود کو ان عہدوں پر متمکن سمجھنے لگے تھے۔ اسی لیے لوگوں کے ساتھ اُسی رعونت سے پیش آتے تھے۔ عوام کے نظام میں، عوام کے ساتھ رعونت سے پیش آنا ہی اس نظام سے غداری ہے۔ جہاں سے کسی بھی قسم کی آمریت شروع ہوئی سوشلزم وہیں سے اپنے پاؤں پیچھے ہٹالیتا ہے۔ سو اسی متکبرانہ رعونت نے سوشلزم کو اس خطے میں آنے سے پہلے واپسی پر مجبور کر دیا۔ اب جو بڑے بڑے عہدوں پر نظریں جمائے بیٹھے تھے اُن کے خواب چکنا چور ہوئے تو اندیشہ تھا کہ مارکسی دانش سے بھرے ہوئے ان کے اذہان معاشرے میں سرایت کر گئے تو اس نظام کا دھڑن تختہ ہو سکتا تھا جس نے سوشلزم کی پسپائی میں اپنی بقا دیکھی تھی۔ سرمایہ دارانہ دنیا نے عہدوں کے منتظر ان مارکسی دانش مندوں کی مارکسیت کے سانپ کو مارنے کے لیے این جی اوز کا نیولا میدان میں اتار دیا۔ اعلیٰ ترین عہدے، اعلیٰ ترین مراعات کے ساتھ میسر آئیں تو کہاں کا انقلاب اور کیسا سوشلزم۔ سب نے سوشلزم کا چغہ اتارا اور سرمایہ داری کے اس حمام میں سبھی بے لباس ہو گئے۔

دو دہائیاں گزر گئیں۔ ایک نسل سرمایہ داری کے سوشلزم مخالف کیمپ این جی او کی تمام تر مراعات سے فیض یاب ہو کر ادھیڑ عمری کو پہنچی تو ایک پوری نئی نسل اس کیمپ سے جڑی اپنے سہانے مستقبل کے سپنے بُن رہی ہے۔ انھی دو نسلوں کے ادغام نے پھر سے ایک خواب جوڑنے کی کوشش کی ہے، عوامی جمہوریت کا خواب، عوامی انقلاب کا خواب، عوامی راج کا خواب...... مائی جوری اسی پرانے خواب کی نئی علامت ہے، سرمایہ داری کے سوشلسٹ مخالف کیمپ این جی اوز کے ہاں اپنے سوشلسٹ افکار کو گروی رکھنے والے کامریڈوں کا نیا تختہ مشق ہیں۔

مائی جوری جمالی جعفر آباد کے ایک چھوٹے سے دیہات کی رہائشی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ ''جمالی'' کا لاحقہ اس علاقے کی طبقاتی تفریق کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ جعفر خان جمالی کے نام پر آباد یہ پورا علاقہ ایک طرف جہاں جمالی خاندان کی ملکیت تصور ہوتا ہے وہیں دوسری طرف مائی جوری جیسے کئی جمالی خاندان ہیں جو جاگیردار جمالی کی زمین پر مزدوری کر کے بمشکل دو وقت کی روٹی کما پاتے ہیں۔ اسی طبقاتی تفریق کا ادراک کرتے ہوئے پرانی نسل کے کامریڈوں کی نئی سیاسی جماعت عوامی پارٹی نے مائی جوری کو دریافت کیا اور جعفر آباد میں ہونے والے حالیہ ضمنی انتخابات میں علاقے کے روایتی جاگیرداروں کے مقابلے میں انھیں اپنا امیدوار نامزد کیا۔

مائی جوری نو بچوں کی ماں ہیں، وہ اپنے شوہر سمیت کھیتی باڑی کا کام کرتی ہیں۔ ان کا علاقہ 70ء کی دہائی کے اواخر میں پٹ فیڈر تحریک کے حوالے سے مشہور ہوا جب بھٹو کی طرف سے ہونے والی زرعی اصلاحات کے نتیجے میں بے زمین ہاری زمینوں کے مالک بن بیٹھے اور علاقائی زمینداروں نے ان کے خلاف زمین تنگ کر دی، ہاریوں نے بغاوت کر دی اور کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان نے ہاریوں کی بغاوت کا ساتھ دیتے ہوئے اس علاقے کو اپنا گڑھ بنا لیا۔ نو بیاہتا نوجوان انقلابی نذیر عباسی کی دلہن حجلہ عروسی سے اٹھ کر پٹ فیڈر کے ہاریوں کی تحریک کا ساتھ دینے آ پہنچیں، وہاں ان کے محبوب شوہر گرفتار ہو کر ضیاء آمریت کا نشانہ بنے، اور اس کے پیچھے کامریڈوں نے کیا گل کھلائے یہ ایک الگ کہانی ہے جس کا تذکرہ محترمہ حمیدہ گھانگھرو نے اپنی آپ بیتی میں تفصیل سے کیا ہے۔

حاصلِ تذکرہ یہ ہے کہ سندھ کے کچھ کامریڈ آج بھی اسی 70 اور 80 کی دھائی میں زندہ ہیں اور ان کی پوری سیاسی جدوجہد پٹ فیڈر تحریک پر منحصر ہے اس لیے آج بھی وہ ہر سال اس کی باقاعدہ یاد مناتے ہیں اور اب جب این جی اوز سے تمام تر مراعات کے بعد فراغت پا کر اپنے بچوں کو وہاں بٹھا چکے ہیں تو ایک بار پھر اپنا سیاسی نشہ پورا کرنے میدان میں اترے۔ مائی جوری کی انتخابی مہم بھی این جی اوز کی مرہون منت تھی۔

## مائی جوری اور عوامی سیاست

کہنے والوں نے تو یہ بھی کہا کہ اس سیاسی مہم کو چلانے کے لیے این جی اوز کے درمیان 'ٹینڈرز' ہوئے۔ بیرون ملک سے کئی ڈونرز ڈالر لے کر پہنچے۔ مائی جوری کے جلسوں میں اندرون سندھ سے این جی اوز کی حسیناؤں کے جھرمٹ کے جھرمٹ اس قبائلی علاقے میں پہنچے جہاں عورت کی بے پردگی پر اسے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے۔ ایسے میں تماشائیوں (بلکہ تماش بینوں) کے ہجوم کا میسر ہونا فطری امر تھا۔ اپنے مقاصد کے لیے عورت کو شوپیس کے طور پر استعمال کرنے کے سرمایہ دارانہ حربے کو کامریڈوں نے خوب خوب استعمال کیا۔

اس تنقیدی تبصرے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مائی جوری کی سیاست کو رد کر کے روایتی جاگیرداروں کی حمایت کی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مائی جوری کی سیاسی شمولیت روایتی جاگیرداروں کی خاندانی سیاسی اجارہ داری کو ختم کرنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لیے جس خلوص کی ضرورت ہے وہ اب تک سوالیہ نشان ہے...... کہ 'بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے!'

سوال یہ ہے کہ مائی جوری کو جتوانے اور روایتی جاگیرداروں کو ہرانے میں غیر ملکی ڈونرز اور مقامی این جی اوز کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ جب کہ انھوں نے ہمیشہ ان جاگیرداروں کو ہی بالواسطہ طور پر مدد دی ہے۔ نیز اگر یہ این جی اوز مائی جوری کی سیاسی مہم میں دلچسپی لے سکتی ہیں تو یہ بلوچستان کے دیگر سیاسی معاملات میں کیوں 'غیر جانبداری' کا چغہ پہن لیتی ہیں؟ عوام کی سہولت کے لیے یہ بھی بتا دیا جائے کہ دنیا کے کس خطے میں این جی اوز نے عوامی یا سماجی انقلاب کی رہنمائی کی ہے۔ لے دے کر ایک مثال مائیکرو فنانس کے زمرے میں بنگلہ دیش والے ڈاکٹر محمد یونس کی پیش کی جاتی ہے، اس بابت بھی بعد ازاں آنے والی رپورٹس نے ثابت کیا کہ ان کا گرامین بینک کئی دیہاتی خواتین کو روزگار کے نام پر قرضے کے مستقل جال میں جکڑ چکا ہے اور ان کی اسی خدمت گزاری پر انھیں عالمی انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

نیز ہمارے ان کامریڈوں کا سیاسی ماضی ان کے سیاسی تجزیوں کی ناکامی کا واضح منظرنامہ پیش کرتا ہے، اس بات کی کیا دلیل ہے کہ ان کے نئے سیاسی تجزیوں کے نئے پیرامیٹرز درست ثابت ہوں گے؟ اس تنقیدی تبصرے کا مقصد کیمونسٹ پارٹی کے نام پر ڈیڑھ انچ کی جدا مسجد جانے والوں کی طرح اس عمل کو کلی طور پر رد کرنا نہیں ہے بلکہ ان بنیادی سوالات پر بحث کرنا اور واضح ہوتا ہے جو ایک جاگیردارانہ سماج میں جاگیردار مخالف جدوجہد کا لازمی حصہ ہیں۔ اب تک تو میڈیا میں بیٹھے ہوئے پرانے یار دوستوں سے منت سماجت کر کے دو چار مضامین اور رپورٹس لکھوالی گئیں، ٹی اے ڈی اے دلوا کر الیکشن کمپین میں جوان لڑکیوں کی نمائش بھی کروا لی گئی لیکن سیاسی کارکنوں کی کھیپ کی عدم موجودگی میں کسی بھی پارٹی یا امیدوار کا سیاسی مستقبل کیونکر تابناک ہو سکتا ہے؟ بلوچستان کے بدلتے ہوئے سیاسی رجحانات کو بھی مدنظر رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ طبقاتی اصولوں کا خیال رکھنا۔

یہاں کے علاقائی جاگیرداروں کی خاندانی سیاسی اجارہ داری کے بت کو توڑنے کا واحد حربہ مستقبل میں عوامی مزاج کے حامل اس نوجوان سیاست دان اور عوامی پارٹی کا اتحاد ہی ہو سکتا ہے جس کا مظاہرہ حالیہ ضمنی انتخابات کے آخر میں جمالی خاندان کی جانب سے ہونے والی مبینہ دھاندلی کے خلاف' دونوں فریقین کو مجبوراً کرنا پڑا۔ یہی اتحاد اور اتفاق اگر دوستانہ ہو تو عوامی حمایت کا ایک ایسا طوفان کھڑا ہو سکتا ہے جو یہاں کے روایتی جاگیرداروں کے بت بہا کر لے جائے گا۔ میر عطاء اللہ خان کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ سیاسی نابالغ نورتنوں کے بجائے انھیں ایسے تعلیم یافتہ لوگوں کی صحبت کی ضرورت ہے جو ان کی سیاسی بصیرت میں اضافہ کر سکیں' اسی طرح عوامی پارٹی کے کامریڈوں بالخصوص نئی نسل کو اس حقیقت کا ادراک کرنا ہوگا کہ مستقل کامیابی کے لیے انھیں باہر کے ڈونرز کے بجائے' مقامی مفاہمت سے کام لینا پڑے گا۔ یہی مفاہمت اور اس کے نتیجے میں قائم ہونے والا اتحاد' عوامی انقلاب کی علامت مائی جوری کی جدوجہد کو نیا مفہوم دے سکتا ہے۔ تاریخ کا سبق ہے کہ عوامی انقلاب عوام ہی لاتے ہیں' غیر ملکی ڈونرز نہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس کوئٹہ میں 29 مارچ 2010ء میں چھپنے والا مذکورہ بالا مضمون اور اس کے بعد تحریر شدہ مضمون میں فرق بہت واضح ہے۔ فیصلہ آپ خود کریں کون سا موقف سرداروں کے حق میں اور کون سا عوام کے حق میں تحریر کیا گیا ہے۔)

مذکورہ بالا مضمون میں جمالی سرداروں کے لوگوں کا اوستہ محمد میں 7 مارچ کے جلسے کے باہر ہماری عورتوں کو گالیاں دینا اور 8 مارچ کے جلسے کی متنازعہ تقاریر کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔

# عملی جدو جہد پر یقین رکھتی ہوں

## بااثر شخصیات کے خلاف الیکشن لڑنے والی مائی جوری جمالی کی سرگزشت

### لال محمد شاہین

یکم جنوری 1968ء کو بلوچستان کے دور افتادا گاؤں گوٹھ غلام محمد جمالی میں پٹھان جمالی نامی غریب کاشتکار کے گھر وہ بچی پیدا ہوئی، جو مستقبل میں سخت گیر قبائلی نظام کی بنجر زمین میں تبدیلی کا بیج بونے والی تھی، ماں باپ بیٹی کی پیدائش پر مسرور تھے، تاہم وہ لاعلم تھے کہ ایک روز ان کی صاحبزادی محنت کشوں اور محکوموں کے لئے قابل تقلید مثال بن جائے گی۔ ایک ایسے قبائلی معاشرے میں جہاں عورت تو کجا مردوں کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اظہار رائے کا بنیادی حق آزادانہ طور پر استعمال کر سکیں، وہاں ایک غریب ناخواندہ عورت مائی جوری جمالی کا صوبائی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینا اور پھر ہر قسم کی لالچ اور دباؤ کے باوجود آخر تک ڈٹے رہنا یہ ثابت کرتا ہے کہ مصمم ارادہ اور دوسروں کے لئے کچھ کر گذرنے کا جذبہ انسان کو ناقابل شکست بنا دیتا ہے۔ بیشک ملک کے مروجہ سیاسی نظام اور بلوچستان کے مخصوص قبائلی معاشرے میں ایک کاشتکار خاتون کی انتخابات میں کامیابی کا امکان ہی نہیں تھا، تاہم اس اقدام کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا گیا کہ یہ مستقبل میں بڑی تبدیلی کا موجب بنے گا، مائی جوری نے PB-25 جعفر آباد 1 کے حلقے سے عوامی پارٹی کے پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لیا تھا۔

بنیادی حقوق پر پابندیوں کی اس فضا میں مائی جوری نے اپنی کمزور اور ناتواں آوازیوں بلند کی کہ وہ جرات و بے باقی کی علامت بن گئی، اس باہمت خاتون نے یہ ثابت کر دکھایا کہ مشرقی روایات کی حامل دیہی خواتین ناخواندہ ہونے کے باوجود تہذیبی شعور رکھتی ہیں یہ عام خیال ہے کہ مرد عورتوں کی ترقی کے مخالف ہوتے ہیں، ماہرین عمرانیات و نفسیات بھی اس رویئے کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن مائی جوری کے شوہر نیاز حسین نے الیکشن مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی شریک

10 مارچ 2010ء کے ضمنی انتخابات کے لیے مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم کے اسٹیکر کا عکس

مائی جوری جمالی شاہینہ رمضان کے ساتھ 7 مارچ 2010ء وستا محمد شہر میں انتخابی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے

مائی جوری جمالی 8 مارچ 2010ء خواتین کے عالمی دن کے جلسے میں شرکت کے لیے گدھ گاڑیوں کی ریلی میں جا رہی ہیں

11 مارچ 2010ء استاد صلاح الدین مائی جوری کو اپنے گاؤں کی پولنگ اسٹیشن جیتنے کی مبارکباد دینے اس کے گھر آئے ہوئے ہیں

9 مارچ 2012ء ضیع جعفرآباد کے عوامی پارٹی کے ضلعی کنوینشن میں نو منتخب صدر صاحب ڈنو جمالی اور مرکزی رہنما مائی نصیبہ جمالی، رمضان میمن اور تاج مری

24اپریل 2010ء مائی جوری جمالی عوامی پارٹی پاکستان کے مرکزی کنونشن کراچی میں خطاب کرتے ہوئے

24اپریل 2010ء عوامی پارٹی پاکستان کے مرکزی کنوینشن کراچی میں پارٹی کارکن مائی جوری کا کھڑے ہوکر
استقبال کرتے ہوئے درمیان میں مائی جوری کا شوہر نیاز حسین موجود ہے۔

حیات کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرسودہ روایات کی حوصلہ شکنی کی اور یہ ثابت کر دیا کہ نا مساعد حالات میں بھی تبدیلی کا امکان موجود رہتا ہے تاہم اس کے لئے مردوں کو اپنے رویئے میں تبدیلی لانی ہوگی۔

والدین کی غربت اور کثیر العیال ہونے کی وجہ سے زیور تعلیم سمیت تمام بنیادی سہولیات سے محروم مائی جوری کا پانچ بھائیوں اور تین بہنوں میں پانچواں نمبر ہے، خاندانی روایات کے مطابق انہیں کم عمری ہی میں شادی کے بندھن میں باندھ دیا گیا، آج اس غریب خاتون کی چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے ہیں ایک بیٹی ذہنی وجسمانی طور پر معذور ہے، عوام خصوصاً خواتین کے معاشی مسائل کے حل کے لئے میدان سیاست میں قدم رکھنے والی مائی جوری بچپن ہی سے غربت کی زندگی گذار رہی ہیں، تاہم وہ مستقبل کے حوالے سے پرامید ہیں۔

مائی جوری ابتداء ہی سے دھیمے مزاج کی حامل ہیں، کم سنی میں گڑیا اور مٹی کے کھلونوں سے کھیلنے کا موقع ملا بچپن میں بیل گاڑی الٹنے کے باعث وہ شدید زخمی ہوگئی تھیں، یہ واقعہ آج بھی اس کے ذہن میں محفوظ ہے، کم عمری ہی سے گھر کا کام کاج شروع کر دیا تھا، وہ روزانہ ڈھائی کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے گھریلو ضروریات کے لئے مٹکو میں پانی بھر کر لاتی تھیں، آج ان کی تین بیٹیاں بھی اسی مقام سے پانی لاتی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ مٹی کی مٹکوں کی جگہ پلاسٹک کے کنستروں نے لے لی ہے، گردونواح میں تعلیمی ادارہ نہ ہونے اور والدین کی غربت کی وجہ سے وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکیں جس کا انہیں قلق ہے، کہتی ہیں ہمارے معاشرے میں عورتوں کو تعلیم دلانا معیوب سمجھا جاتا تھا، لیکن آج دل میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش جاگتی ہے۔ انہیں افسوس ہے کہ آج کے جدید دور میں بھی ان کا علاقہ پسماندگی کا شکار ہے، لڑکیوں کے ساتھ ساتھ یہاں لڑکوں کے لئے بھی تعلیمی سہولیات کا فقدان ہے۔

مائی جوری کا کہنا ہے کہ ان کے گاؤں میں قائم پرائمری اسکول کی خستہ حال عمارت منتخب نمائندوں کی علم دوستی پر سوالیہ نشان ہے۔ اسکول کی عمارت کھنڈر میں تبدیل ہو چکی ہے ڈر اور خوف سے گاؤں والے اپنے بچوں کو اس بلڈنگ میں نہیں بھیجتے دیہی خواتین کو درپیش مسائل کے حوالے سے وہ کہتی ہیں کہ تعلیم، صحت اور پانی جیسی ضروریات کا فقدان دیہی خواتین کے بنیادی مسائل

ہیں، علاج معالجے کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے دوران زچگی کئی خواتین موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں، پانی لانے کے لئے خواتین کو تین تین کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔

صوبائی الیکشن میں حصہ لینے کے حوالے سے کہتی ہیں کہ انتہائی پسماندگی سے دوچار اور جاگیردار طبقے کے ستائی ہوئے میرے گاؤں والوں نے مشترکہ طور پر مجھے اپنی نمائندگی کے لئے الیکشن میں کھڑا کیا، اس فیصلے کے باعث انہیں جس طرح کی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس سے ان کے حوصلے مزید بلند ہوگئے ہیں، اپنی الیکشن مہم کے حوالے سے کہتی ہیں کہ دیگر امیدواروں نے کروڑوں روپے خرچ کرڈالے، بڑی بڑی گاڑیوں میں مسلح محافظوں کے سائے میں اپنی مہم چلائی تاہم انہوں نے اپنے شوہر اور چند دیگر خواتین کے ہمراہ پیدل اور گدھا گاڑی پر اپنی انتخابی مہم چلائی، لوگوں نے نہ صرف ووٹ دینے کا واعدہ کیا بلکہ غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے کاشتکار اور محنت کشوں نے حسب استطاعت الیکشن مہم کے لئے میری مالی معاونت بھی کی آج میں جس مقام پر ہوں اس کا تمام تر کریڈٹ میری شوہر گاؤں والوں اور ان تمام افراد کو جاتا ہے جنہوں نے مشکل حالات میں میرا ساتھ دیا اور ڈھارس بندھائی۔

مستقبل کے حوالے سے ان کا کہنا ہے کہ علاقے میں پانی، بجلی، تعلیم، صحت اور گیس جیسی بنیادی سہولیات کی فراہمی ممکن بنانا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد کرنا ان کی اولین ترجیح ہے، وہ نہ صرف آئندہ ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لینے کا ارادہ رکھتی ہیں بلکہ متوقع بلدیاتی الیکشن میں بھی موثر کردار ادا کرنا چاہتی ہیں۔

مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک اور بدامنی ان کی نظر میں پاکستان کے اہم ترین مسائل ہیں، شعور کی کمی سماجی ناہمواری کے موضوع پر بات کرتے ہوئے وہ اپنے پڑوسن کا قصہ سناتی ہیں جسے شوہر کے وفات کے بعد کسی اور سے بیاہ دیا گیا حالانکہ اس کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تھے مائی جوری نے ان بے سہارا بچوں کا اپنے اولاد کی طرح خیال رکھا ، وہ کہتی ہیں اس وقت میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوجاتی تھی کہ ان یتیم بچوں کا کیا بنے گا، وہ میرے زندگی کا سب سے دکھ بھرا واقعہ تھا، الیکشن میں کھڑا ہونا اور اپنے گاؤں کی پولنگ اسٹیشن پر

کامیابی حاصل کرنا ان کی زندگی کا سب سے خوشگوار واقعہ تھا، کہتی ہیں لوگ ہمیشہ جیتنے والے امیدواروں کو مبارک دیتے ہیں لیکن انتخابات میں شکست کے باوجود نہ صرف اپنے علاقے بلکہ ملک بھر سے مجھے مبارکباد کے پیغام موصول ہو رہے ہیں، الیکشن کے دوسرے روز میرے گھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا، دور دراز علاقوں سے لوگ مٹھائی اور تحائف لیکر مبارکباد دینے آئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عوام تبدیلی چاہتے ہیں۔

ساگ کا سالن اور چاول کی روٹی اس محنت کش عورت کی پسندیدہ غذا ہے، پسندیدہ رنگ سفید ہے، سردی کے موسم سے لطف اندوز ہونے والی مائی جوری پہناوے میں بلوچی شلوار قمیص کو ترجیح دیتی ہے، پسندیدہ کتاب قرآن مجید ہے، فلموں اور موسیقی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، خیالات کے بجائے وہ عملی جدوجہد پر یقین رکھتی ہیں اپنے زندگی کو دکھوں کا مجموعہ قرار دینے کے باوجود وہ بالکل مطمئن ہے، وہ اپنے اولاد کو معاشرے کا کارآمد فرد بنانا چاہتی ہیں۔

(مذکورہ بالا مضمون اردو ڈاٹ کام سے لیا گیا ہے۔)

ہم لوگوں نے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کے ساتھ اپنا رابطہ فون پر اور براہ راست ملاقاتوں کے ذریعے قائم رکھا، 31 مارچ تا دو اپریل کو ساتھی قادر بخش سیلرو، آدم ملک اور میں گوٹھ غلام محمد، گنداخہ، اوستہ محمد میں رہے سیرواہ کے ٹیل تک زرعی پانی پہنچانے کی تحریک کو آگے بڑھانے کیلئے 18 اپریل کو علاقے کے چھوٹے زمینداروں کے ساتھ میٹنگ رکھی اور نیوز 1 TV کی طرف سے مائی جوری جمالی کے لئے پاکستان چوک پروگرام میں آنے کی دعوت کا پروگرام طے کیا گیا اوستہ محمد اور جھٹ پٹ میں مائی جوری جمالی کے انتخابی مہم میں ساتھ دینے والے ساتھیوں ماما خیر بخش گولو، غلام دستگیر رند والوں کا شکریہ ادا کرکے واپس آئے۔

3 اپریل نیوز TV 1 چینل پر ہونے والی بات چیت کیلئے مائی جوری جمالی، اپنے شوہر نیاز حسین اور عوامی پارٹی (پاکستان) ضلع جعفرآباد کے خزانچی صدورو جمالی کے ساتھ کراچی آئی ہوئی تھی، میں، شاہینہ اور ہماری نواسی سُکھ عوامی پارٹی (پاکستان) کے مرکزی صدر ڈاکٹر حسن ناصر کے ساتھ نیوز ون کے اسٹوڈیو آئے جہاں پروگرام ''پاکستان چوک'' کی ریکارڈنگ تھی۔

کمپیئر رانا مبشر نے عورت فاؤنڈیشن کی مہناز رحمٰن، وومین ایکشن فورم کی نزہت قدوائی

اور TV 1 کیلئے جعفر آباد کے ضمنی انتخاب کی کوریج کرنے والی عطیہ داود کو عوامی پارٹی پاکستان کی مائی جوری جمالی اور شاہینہ کے ساتھ شریک گفتگو رکھا اسی پروگرام میں مائی جوری نے اپنے علاقے کے مسائل رکھے شاہینہ نے جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں ہونے والی دھاندلیوں اور دہشت کا حال سنایا، مہناز رحمٰن اور نزہت قدوائی نے اپنے سرداروں کا مقابلہ کرنے پر مائی جوری جمالی کو اور اس کا ساتھ دینے والی شاہینہ رمضان اور عوامی پارٹی کے دیگر رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کیا اور عطیہ داود پوٹو نے ضمنی انتخاب کی مہم کے دوران اوستہ محمد میں سردار ناصر خان جمالی کا نیوز 1 کیلئے جب انٹرویو لیا تو ان کو اور ان کی ٹیم کو کوریج کیلئے جو رقم کی پیشکش کی گئی تھی اس کا ذکر کیا اور بتایا کہ انھوں نے وہ رقم لینے سے انکار کر دیا، دوسری خاص بات سردار ناصر خان جمالی کی فون کے ذریعے شرکت تھی جس کے سامنے رانا مبشر نے مائی جوری جمالی کی طرف سے پیش کئے گئے گوٹھ غلام محمد اور علاقے کے مسائل رکھے جس کے جواب میں سردار نے مائی جوری جمالی سے کہا کہ وہ جلد ہی گوٹھ غلام محمد آئے گا ان کے علاقے کے مسائل دیکھے گا اُس کو حل کرنے کیلئے خصوصی توجہ دے گا، شاہینہ کی طرف سے جعفر آباد کے ضمنی انتخابات میں قبائلی دہشت اور دھاندلیوں کے جواب میں اُس نے کہا کہ کوئی دھاندلی نہیں ہوئی ہے، قبائلی دہشت کے بارے میں اُس نے یہ جواب دیا کہ ہاں ہمارے علاقے کے رسم ورواج ایسے ہیں جن میں کراچی اور دوسرے علاقوں کے لوگ آکر خاص طور پر باہر کی عورتیں آکر سرداروں اور معتبرین کے خلاف تقریریں کریں نعرے بازی کریں تو بہت برا سمجھا جاتا ہے، ہم خود مائی جوری جمالی کیلئے اور باہر سے آنے والے لوگوں کیلئے فکرمند تھے ''ہماری دعا تھی کے وہ خیر خیریت سے واپس چلے جائیں''۔

سردار ناصر کے اس جواب نے اُس بات کی تصدیق کر دی کہ جمالی سرداروں کے کیمپ میں ہم باہر سے آنے والوں کو بھگانے یا کچلنے کے کسی خطرناک منصوبہ پر بات ہوئی تھی جسے ڈپٹی چیرمین سینٹ جان محمد جمالی نے یہ کہہ کر رُکوا دیا تھا کہ ان کے خلاف کوئی کاروائی ہوئی تو میں اسلام آباد میں نہیں بیٹھ سکوں گا جمالی سرداروں کا سیاست میں رہنا مشکل ہو جائے گا اور اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ دعا کرو کہ باہر سے آنے والوں کے ساتھ اس دوران کوئی قدرتی حادثے بھی پیش نہ آئے

ورنہ اس حادثہ کا ذمہ دار سول سوسائٹی اور میڈیا والے جمالی سرداروں کو ٹھہرائیں گے۔

آخر میں عطیہ داود کو ٹی وی کوریج کیلئے دی جانے والی رقم کی بات کی گئی جسے سردار نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم بلوچوں کی یہ روایت ہے کہ باہر سے آنے والی خواتین مہمانوں کو دوپٹہ دیں، ہم نے دوپٹہ خرید کر دینے کی بجائے ان کو لفافے میں بند کر کے نقد رقم دے دی، اس پروگرام میں کراچی یونیورسٹی کے طلبہ اور طالبات نے جعفرآباد کی صورتحال اور سرداری نظام کو سمجھنے کیلئے ہم لوگوں سے بھی کافی سوالات کیئے جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں ہونے والی دھاندلیوں اور قبائلی دہشتگردی پر سردار ناصر جمالی سے کافی سوالات کیئے جس کا انہیں سردار کی طرف سے جواب نہیں مل رہا تھا۔

اب مسئلہ تھا گوٹھ غلام محمد میں عوام کا قائم ہونے والا اتحاد یعنی عوامی مورچہ جس کو حکمران طبقات سے لڑ کر عوام نے عوامی پارٹی (پاکستان) کی قیادت میں چھینا تھا، جمالی سردار اس عوامی مورچہ پر قبضہ کرنے کے چکر میں تھے، متحدہ قومی موومنٹ مائی جوری جمالی کو ایم کیو ایم میں شامل کروانے کیلئے اس کے اور اس کے خاندان کی غربت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو امدادی پیکج دینے کی پیشکش کرنے لگی اور اس کے گھر کے چکر بھی لگا رہی تھی۔

ہم لوگوں نے ضمنی انتخاب میں گنداخہ کے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم انتخاب جیتیں یا ہاریں گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی ٹیل تک زرعی پانی کھلوانے کی جدوجہد ضرور کریں گے، ہم جانتے تھے کے عوام کی حمایت میں اضافہ کیئے بغیر ہم گوٹھ غلام محمد کے مورچے کو نہیں بچا سکتے اسلیئے گنداخہ کے چھوٹے زمینداروں اور کسان رہنماؤں کا اجلاس گوٹھ غلام محمد میں 18 اپریل 2010ء کو رکھا گیا تھا مومن جمالی، صدورو، عبدالکریم اور عوامی پارٹی ضلع جعفرآباد کے صدر صاحب ڈنو نے مسلسل بھاگ دوڑ کر کے علاقے کے ہاریوں اور چھوٹے زمینداروں کو میٹنگ کی دعوت دی اور میٹنگ میں آنے کیلئے آمادہ کر لیا ان زمینداروں میں اکثریت ضمنی انتخابات میں سرداروں کا ساتھ دینے والوں کی تھی اب گوٹھ غلام محمد والے ساتھی اس بات کیلئے پریشان تھے کہ میٹنگ کا انتظام کیسا ہونا چاہیئے، گنداخہ کے کئی وڈیرے یہ میٹنگ اپنے اوطاقوں میں کروانا چاہتے تھے مگر آپس کی سیاسی

اور سماجی تکراروں کی وجہ سے ایک دوسرے کی اوطاقوں پر جانے کیلئے تیار نہ تھے، ہمارے ساتھیوں کے پاس آنے کے لئے مائی جوری جمالی کی قیادت میں ٹیل تک پانی لانے کی جدوجہد کیلئے تیار تھے، آخر ساتھیوں نے اس پریشانی کا یہ حل نکالا کہ 18 اپریل اتوار چھٹی کا دن ہے ہم گوٹھ میں ہی میٹنگ رکھیں گے اور مہمانوں کی مہمان نوازی کیلئے یہ طے کیا گیا کہ ہم غریب کسان لوگ ہیں ہم شرکاء میٹنگ کو صرف پانی اور چائے پیش کر سکتے ہیں جس کیلئے چینی اور چائے کی پتی صدرو خان جمالی نے اپنی دکان سے دینے کا وعدہ کیا اور مائی نصیبہ نے اپنی اور اپنے محلّہ کے گھروں سے چائے کیلئے دودھ جمع کرنے کی ذمہ داری لے لی۔

آدم ملک اور میں کراچی سے آئے اور قادر بخش سیلرو اور مراد پندرانی شہداد کوٹ سے ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہم چاروں گوٹھ غلام محمد آئے میٹنگ کے انتظامات دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہمارے ساتھی یہ بات سیکھ گئے تھے کہ ہمارا صرف سیاسی پروگرام سرداروں اور وڈیروں سے مختلف نہیں ہے بلکہ سیاسی عمل کا طریقہ کار بھی ان سے مختلف ہے ہم کسان ہیں ہمارے پاس اپنے جتنے وسائل ہیں ہم اس کے اندر ہی اپنے سیاسی عمل کریں گے آج کی میٹنگ کی سادگی ہماری عوامی سیاست کی اچھی مثال تھی 5 بجے تک میٹنگ کی جگہ چھوٹے زمینداروں اور ہمارے ساتھیوں سے بھر گئی، میٹنگ میں پتہ چلا کہ گنداخہ کے زمینداروں نے اس سے پہلے بھی کئی بار ٹیل تک پانی پہنچانے کیلئے جدوجہد کی ہے اور علاقے کے آبپاشی کے افسران اور سیاسی رہنماؤں سے ملاقاتیں کی ہیں وکلاء کے ذریعے عدالتوں میں کئی کیس کیئے ہیں اب بھی جدوجہد کر رہے ہیں لیکن کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی، پھر شرکاء ایک دوسرے کو ماضی کے جدوجہد کی ناکامیوں کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے۔

یہ وہ موقع تھا جب ہم نے میٹنگ پر اپنا موقف رکھ کر سب کو اس بات پر خاموش کروادیا کہ ماضی کو چھوڑ کر مستقبل کی جدوجہد پر بات کریں، ٹیل متاثرین ایکشن کمیٹی دوبارہ سرگرم کرنے کا فیصلہ ہوا اس کا پروگرام بنوانے میں آدم ملک نے مہارت سے میٹنگ چلاتے ہوئے تنظیم کا الیکشن کروایا۔ آبپاشی کے ضلعی افسران سے ملاقات، صوبائی محتسب اعلیٰ کو درخواست، عدالت میں اپنے

پانی کے حق کو بحال کروانے کیلئے کیس کرنا، ریلیاں ،مظاہرے، بھوک ہڑتالیں کرنے کا سلسلہ شروع کرنے کا طے ہوا، غفار پندرانی اور قادر بخش سیلرو نے اپنے ساتھیوں سمیت شہداد کوٹ سے آکر ٹیل متاثرین کمیٹی کی سرگرمیوں میں تعاون کرنے کا وعدہ کیا، میں نے اور آدم ملک نے یہ اعلان کیا کہ یہ جدو جہد گنداخہ کے متاثرہ زمینداروں اور کسانوں نے متحد ہوکر خود کرنی ہے، شہداد کوٹ اور ہم یعنی کراچی کے ساتھی آپ کی سرگرمیاں میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے عام کرنے میں مدد دیں گے، اس مٹینگ کے فیصلوں پر کافی حد تک عمل درآمد شروع ہوگیا مائی جوری جمالی اور گوٹھ غلام محمد کی دیگر عورتوں کی سرگرمیوں میں شمولیت سرگرمیوں کو موثر بنارہی تھی۔

## مائی جوری پر دانشورانہ بحث اور اسکا عوامی جواب:

عوامی پارٹی (پاکستان) میں مائی جوری جمالی کے ضمنی انتخاب میں شرکت پر بحث نے اسوقت کافی دلچسپ صورتحال پیدا کردی جب 25-24 اپریل 2010ء کو کراچی کے YMCA میں عوامی پارٹی (پاکستان) کا پہلا مرکزی کنونشن منعقد ہوا جس میں مائی جوری جمالی کے علاوہ جعفرآباد بلوچستان سے مومن جمالی ضلعی آرگنائزر صاحب ڈنو جمالی، مائی نصیبہ جمالی، نیاز حسین جمالی، عبدالکریم جمالی، افروز جمالی اور حسین بخش جمالی شریک ہوئے پورے وفد میں کافی جوش و خروش تھا یہ وفد بڑی مشکل سے کراچی آیا تھا سب کے سب بہت غریب تھے اپنی مزدوریاں چھوڑ کر مشکلات سے کرایہ جمع کر کے کراچی آئے تھے، کنونشن سے ایک رات پہلے عوامی پارٹی (پاکستان) کی مرکزی کنوننگ کمیٹی کی میٹنگ YMCA میں ہوئی جس میں پختون خواہ، پنجاب اور سندھ کے نمائندے شریک تھے اُس وقت تک بلوچستان میں عوامی پارٹی (پاکستان) کا صرف ایک صوبائی کنوینر مقرر کیا گیا تھا بلوچستان کے مشکل حالات کی وجہ سے عوامی پارٹی (پاکستان) بلوچستان صوبے میں موثر طور پر منظم نہ ہوسکی تھی۔

ہم لوگوں نے سندھ کی سیاسی سرگرمیوں کے بعد جب بلوچستان کے ضلع جعفرآباد کے ضمنی انتخاب کی رپورٹ پیش کی تو مرکزی کنوینگ کمیٹی کے کافی ساتھی بہت خوش ہوئے دو چار خاموش

رہے اسلام آباد سے آئے ہوئے ایک بڑے سنیئر ترقی پسند دانشور اشفاق سلیم مرزا نے جعفر آباد میں عوامی پارٹی کی انتخابی مہم پر یہ کہہ کر تنقید شروع کر دی کہ آپ لوگوں نے ضمنی انتخاب میں عوامی پارٹی کی ٹکٹ ایک ان پڑھ عورت کو دے کر عوامی پارٹی کا امیج ان پڑھ لوگوں کی پارٹی والا بنا دیا ہے۔

ہم لوگوں نے اپنا موقف رکھا کہ ہاں عوامی پارٹی صرف اسلام آباد والے تعلیم یافتہ لوگوں کی پارٹی نہیں ہے، اگر واقعی عوامی پارٹی بنانا ہے تو اس کی قیادت میں باشعور ان پڑھ بھی ہوں گے مائی جوری جمالی پڑھنا، لکھنا واقعی نہیں جانتی مگر اپنے عوام کے مسائل، ان کا حل اور اس حل کیلئے جدوجہد کا جذبہ بہت سارے پڑھے، لکھے لوگوں سے بہت زیادہ رکھتی ہے اور وہ ضمنی انتخاب کی مہم میں اپنی یہ صلاحیت ثابت بھی کر چکی ہے، جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں مائی جوری جمالی نے عوامی پارٹی (پاکستان) کا عوامی چہرہ ملک بھر کے محنت کشوں میں متعارف کروایا ہے، اس کو اور جعفر آباد کے سارے ساتھیوں کو زبردست خراج تحسین دینا چاہیئے۔

ہمارے نقطہ نظر میں فرق اور شدت کی وجہ سے بحث طویل اور تلخ ہو گئی جس کی وجہ سے مائی جوری جمالی اور جعفر آباد کے ساتھیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کی تجویز میٹنگ میں منظور نہیں ہوئی مصالحت پسند پارٹی رہنماؤں نے بحث کو ٹھنڈا کرنے پر زیادہ توجہ دی پھر شاہینہ رمضان اور میں نے یہ تجویز رکھی کہ مائی جوری جمالی کے ان پڑھ ہونے کو وجہ بنا کر جعفر آباد کے ضمنی انتخاب کے انقلابی عمل کو کم از کم کل مرکزی کنونشن میں تنقید کا اس طرح نشانہ نہ بنایا جائے جس طرح آج کے اجلاس میں بنایا گیا ہے ہم نے تو تنقید اور گفتگو کا یہ انداز برداشت کر لیا ہے مگر جعفر آباد سے آئے ہوئے ہمارے نئے ساتھی جو بہت پر جوش ہیں اس طرح کی تنقید سے بہت دل برداشتہ ہو جائیں گے اور ممکن ہے اُٹھ کر بھی چلے جائیں لہٰذا جعفر آباد کے ضمنی انتخاب کا مسئلہ کنونشن کے بعد بننے والی نئی مرکزی کمیٹی کیلئے چھوڑتے ہیں ہم اور پارٹی کے اکثر ساتھی اس تنقید سے متفق نہیں ہیں اسلئے اس تنقید کو مہربانی کر کے کل کے مرکزی کنونشن میں نہ رکھا جائے ورنہ بہت گڑبڑ ہو جائے گی۔

لیکن ہوا اس کے برعکس اشفاق سلیم مرزا جو بہت بڑے ترقی پسند دانشور ہیں آئینی کمیٹی کی

رپورٹ پیش کرتے کرتے ایجنڈے سے ہٹ گئے اپنے دل کی بات یارات والی میٹنگ کی بات زبان پر لے آئے اُنہوں نے کنونشن کے اجلاس میں مائی جوری جمالی کے ان پڑھ ہونے کو جواز بنا کر جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں عوامی پارٹی (پاکستان) کی سرگرمی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

میں نے ہال میں بیٹھے ہوئے جعفرآباد کے ساتھیوں کے چہروں کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر اندازہ لگالیا تھا کہ یہ لوگ اس بدتمیزی کو برداشت کرنے کی کوشش کررہے ہیں لیکن کچھ کر نہیں پارہے ہیں، ہال میں بیٹھی ہوئی عورتیں اپنی سیٹوں سے اُٹھ کر شور مچانے لگیں، سرائیکی وسیب سے آئے ہوئے ساتھی غصہ سے شور مچاتے ہوئے اشفاق سلیم مرزا کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم نے تو جاگیرداروں اور سرداروں کو للکار کر ہمیں زندہ کردیا ہے اس کے خلاف کیوں بولا جارہا ہے خیر ہم سب نے ساتھیوں کو ٹھنڈا کرکے اپنی کرسیوں پر بٹھایا اُن کو بتایا کہ یہ عوامی پارٹی کی نہیں ایک ساتھی کی رائے ہے اس کو بھی سننا چاہئے پارٹی میں جمہوریت ہے بولنے کی آزادی ہے آپ ان کی رائے نہ مانیں ان کے جواب میں اپنی رائے دیں سب کو آزادی ہے مگر ابھی کنونشن کی کاروائی چلنے دیں۔

اشفاق سلیم مرزا کی تنقید کا اثر یہ ہوا کہ سرائیکی علاقوں کے جاگیردارانہ ماحول میں رہنے والے، جاگیرداروں کے جبر کا سامنا کرنے کا تجربہ رکھنے والے ساتھیوں نے مائی جوری جمالی کو ہیرو بنالیا اس کو چادریں اُڑھائیں تالیاں بجائیں اس طرح جعفرآباد کے نئے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی جو ہماری خراج تحسین والی قرارداد سے بہت زیادہ تھی۔

آج ترقی پسند دانشور ساتھیوں کو یہ بتانا ضروری ہے کہ ماضی کی انقلابی جدوجہد اور آج کی انقلابی جدوجہد میں زمین آسمان کا فرق ہے ماضی میں ہم آسانی سے ٹریڈیونین بنالیتے تھے پیشہ وار تنظیمیں، عورتوں، طلبہ، نوجوانوں، ادیبوں، دانشوروں کی تنظیمیں بناکر ان کے رہنما بن جاتے تھے، آج ایک ضلع کی ٹیچر ایسوسی ایشن کے الیکشن میں نہ صرف لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں بلکہ علاقے میں عوام پر کنٹرول رکھنے والی ساری قوتیں جاگیردار، سرمایہ دار، سردار، پیر،، ضلع کے ہر ڈیپارٹمنٹ کے افسران، خفیہ ایجنسیاں سب ایسی قیادت لانے میں سرگرم ہوجاتے ہیں جو اپنے

ممبران کے حقوق کے لئے اسٹبلشمنٹ کے کسی حصے کو چیلنج نہ کرے مقامی کونسلوں، صوبائی یا قومی اسمبلی کے انتخابات میں اسٹبلشمنٹ کے امیدوار کے خلاف عوام کی سیاسی قوت بننے کے عمل میں شریک نہ ہو جائے اور تو چھوڑیئے دیہی علاقوں میں ضلع کے گدھا گاڑی والوں کی یونین کے الیکشن میں ہم نے وڈیروں کو اور ان کے لوگوں کو اپنا اُمیدوار جتوانے کیلئے بچارو گاڑیوں میں ورک کرتے دیکھا ہے۔

ہم لوگوں نے کنونشن کے خاتمے پر جعفر آباد کے کنوینز صاحب ڈنو اور دوسرے ساتھیوں کو یہ بات سمجھائی کہ ہم لوگ اتنی دور کراچی سے روز روز آپ لوگوں کے پاس نہیں پہنچ سکتے آپ لوگ اگر عوامی پارٹی کو اپنی پارٹی سمجھتے ہیں تو اس کو خود چلائیں اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل پر اپنے لوگوں کی مدد سے خود تحریک چلائیں خاص طور پر ٹیل تک پانی لانے کی جدوجہد تیز کریں جعفر آباد کے ساتھیوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ وہ عوامی پارٹی (پاکستان) کو اپنے علاقے میں اور ارد گرد کے علاقوں میں خود بنائیں گے اپنے عوام کے حقوق کی جدوجہد خود کریں گے، مگر انہوں نے پھر بھی یہ درخواست کی کہ کبھی کبھی بہت مشکل حالات میں ہم سندھ کے ساتھی ان کی مدد کرتے رہیں۔

کراچی سے واپس جا کر جعفر آباد کے ساتھی عوامی پارٹی (پاکستان) کو منظم کرنے کا کام بغیر وسائل کے جتنا ہو سکتا تھا کرتے رہے ٹیل تک زرعی پانی لانے کی اپنی تحریک مقامی لوگوں کے تعاون سے جتنی چلا سکتے تھے چلاتے رہے ان پر مختلف پارٹیوں کا دباؤ اور پیش کش بھی بڑھتی رہی، گوٹھ غلام محمد میں عوام کے اس مورچے کو توڑنے کیلئے مخالفین کی یہ حکمت عملی بنی کہ ہماری ٹیم کو یہ سمجھائیں کہ بلوچستان میں جو بھی پارٹی کام کرتی ہیں اس کے مرکزی رہنما ان کو وسائل مہیا کرتے ہیں تم لوگ بیوقوف ہو تمہارے لئے تنظیم بنانے کے وسائل ضرور سندھ کے ساتھیوں کو ملتے ہونگے جو وہ خود کھا جاتے ہیں تم لوگ ان سے مانگو، انھیں پارٹی چھوڑنے کی دھمکی دو، اس مہم میں سرداروں کے لوگوں کے ساتھ جماعت اسلامی گنداخہ کے لوگ بھی شامل تھے، یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں جماعت اسلامی سمیت ساری ملک گیر پارٹیاں کروڑوں روپے خرچ کرتی ہیں جب جا کر اپنا وجود برقرار رکھ پاتی ہیں، ان لوگوں کو یہ تشویش تھی کہ یہ عوامی پارٹی (پاکستان) والوں نے کیا جادو

چلایا ہوا ہے کہ مفت میں گوٹھ غلام محمد کے ساتھی خود بہ خود عوامی پارٹی کو چلارہے ہیں وہ لوگ یہ نہیں دیکھ پارہے تھے کہ عوامی پارٹی ایک مجاہدانہ جدوجہد کی وجہ سے گوٹھ غلام محمد کے لوگوں نے اپنی ضرورت کیلئے خود بنائی ہے کچھ ساتھی مخالفین کے پروپیگنڈے کا شکار ہوئے انہوں نے یہ دھمکی آمیز فون کیا کہ ہمیں پارٹی چلانے کیلئے وسائل دیئے جائیں ورنہ ہم استعفٰی دے دیں گے ہم نے جواب دیا آپکو عوامی پارٹی (پاکستان) کی اب ضرورت نہیں ہے تو فوراً پہلے استعفٰی دو پھر بات کرو ہم نے آپ کے جذبہ ء جدوجہد کی بنیاد پر جعفر آباد میں آپ کی جدوجہد کا ساتھ دیا تھا اب بھی جتنا ممکن ہوگا ساتھ دیں گے، جدوجہد کرنے والے ساتھی اس واقعہ کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوطی سے پارٹی کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور ورغلانے والے ناکام ہوگئے۔ 13-12 جون عوامی پارٹی (پاکستان) کی مرکزی ایگزیکٹیو CEC کی میٹنگ میں اوستہ محمد بلوچستان سے مومن جمالی اور گوٹھ غلام محمد گنداخہ سے مائی نصیبہ جمالی اپنے وسائل سے ہمت کرکے اسلام آباد پہنچ گئے میٹنگ کی کاروائی میں بھرپور حصہ لیا زیر بحث مسائل پر اپنی تجویزیں دیں۔

13 جولائی کو مائی جوری جمالی اور گنداخہ کے ساتھیوں نے ٹیل تک پانی لانے کے مسئلہ پر پورے دن کی علامتی بھوک ہڑتال کی جس میں علاقے کے زمیندار بھی شریک ہوئے میڈیا نے کوریج دی اس کے بعد آبپاشی کے ڈیپارٹمنٹ کے افسران سے میٹنگیں ہوئیں جس میں مسئلے کو اہمیت دینے کا وعدہ کیا گیا۔

## سیلاب کی تباہی اور اسکا مقابلہ:

گلوبل وارمنگ کے ذریعے بتادیا گیا تھا کہ اب سال بہ سال دنیا میں گرمی بڑھتی رہے گی، بارشیں زیادہ ہونگی اور برف پوش پہاڑوں پر برف زیادہ پگھلنے سے دریاؤں میں زیادہ پانی آئے گا اور دریائے سندھ میں سیلاب آئیں گے، زیادہ برساتوں اور دریاء میں سیلاب کی وجہ سے پورا ملک متاثر ہوگا، پختون خواہ اور پنجاب میں سیلابی پانی نے تباہی مچانے کے بعد سندھ کا رخ کیا دریاء سندھ کے دونوں کناروں اور دریا کے اندر حکمران طبقوں سے تعلق رکھنے والے سردار، جاگیردار،

فوجی ،اور سولین نوکر شاہی کے غیر قانونی قبضوں کو پنوعاقل کی فوجی چھاونی، ڈہرکی کی فوجی فرٹلائزر اور دیگر صنعتی اداروں گیس اور تیل کے کنوؤں کو بچانے کیلئے دریا سندھ کے کنارے کو بائیں جانب سے توڑ کر سیلابی پانی کو اس کے قدرتی راستے چولستان اور صحرائے تھر کی طرف سے لے جانے کے بجائے دائیں جانب سے توڑ کر اپر سندھ کے ضلعوں کے ساتھ بلوچستان کے ضلع جعفر آباد کو ڈبو دیا گیا۔

یہاں جمالی سرداروں ان کے رہنما سردار ظفر اللہ جمالی نے پورا زور لگایا کہ ڈیرہ اللہ یار کے بائی پاس سے سیلابی پانی کو راستہ نہ دیا جائے اس سے ان کا ٹاؤن روجھان جمالی ڈوب جائے گا۔
ہم لوگوں نے فون پر گوٹھ غلام محمد اور جعفر آباد کے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دینا شروع کر دیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے بچوں اور مال مویشیوں کو آنے والے سیلاب سے بچائیں ان کا جواب تھا، کہاں جائیں سنتے ہیں کہ چاروں طرف پانی ہے سیف اللہ نہر کے بند پر ہمارے لئے اونچی جگہ پر ٹھکانہ ہے پہلے آنے والے سیلابوں میں بھی ہمیں سیف اللہ نہر کے بند نے ہی پناہ دی اب بھی ہم گاؤں سے نکل کر بند پر راشن اور دوسرا سامان لے جا رہے ہیں، اوستہ محمد شہر کو حکومت نے وارننگ دے کر خالی کروالیا، مومن جمالی کو راستہ مل گیا وہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ کوئٹہ چلا گیا۔
گوٹھ غلام محمد جمالی اور گنداخہ کے ساتھی سیف اللہ نہر کے بند پر آ گئے، 19 اگست 2010ء کو گوٹھ غلام محمد ڈوب گیا ہماری ساتھی مائی نصیبہ جمالی کو شاہینہ نے کہا کہ جعفر آباد کے لوگ حیدرآباد اور کراچی آ رہے ہیں تم بھی اپنے ساتھیوں اور بچوں کو نکال کر آ جاؤ اس نے ہنس کر جواب دیا ہم نے اتنے نعرے لگائے ہیں ٹیل تک پانی لائیں گے اب قدرت نے پانی بھیج دیا ہے تو اس کو چھوڑ کر کیسے بھاگیں اور ایک ٹرک کا پچاس ہزار سے زیادہ خرچہ ہے اتنا سامان مال مویشی کہاں رکھیں گے بس کچھ دنوں کی بات ہے پانی جلدی اُتر جائے گا ہم اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے ،علاقے کا حال بتاتے ہوئے نصیبہ نے کہا اس بار پانی سرکاری آمروں اور سرداروں کے کنٹرول میں نہیں ہے ورنہ وہ صرف ہم غریبوں کے گاؤں ڈبوتے اس بار پانی نے صحیح انصاف کیا ہے پہلے سرداروں کے روجھان جمالی کو ڈبویا ہے پھر ہم غریبوں کا گوٹھ غلام محمد ڈوبا ہے۔
سیلاب کا پانی نکلنے کے راستے محدود تھے اور اوپر سے پانی آنے کا سلسلہ جاری تھا حالات

خراب ہوتے نظر آتے تھے گوٹھ غلام محمد جمالی کے جن گھرانوں کے پاس کچھ رقم تھی یا مویشی بیچ کر حیدرآباد، کراچی میں ٹرک کا کرایہ دینے کے وعدے پر ایک گروپ جس میں 400 کے قریب افراد تھے عبدالکریم والوں کے ساتھ کئی ٹرکوں میں اپنا سامان اور مال مویشی لیکر 22 اگست کو حیدرآباد میں پھلیلی نہر کے کنارے آباد نا گوشاہ گوٹھ میں ممتاز جمالی کے پاس آ گئے اس کے گھر کے اندر سامان اور لوگ بھر گئے باقی لوگ گھر کے برابر نہر کے کنارے پلاسٹک کے چھپر ڈال کر رہنے لگے اوپر سے بارش کا سلسلہ جاری تھا ممتاز جمالی نے خود اور اپنے جاننے والوں سے فوری مدد کروائی کھانے پینے کا راشن اور سر چھپانے کیلئے خیموں کی فوری ضرورت تھی ساتھی تاج مری، ڈاکٹر سلطان، زاہد علی، ماجد علی اور قلندر بخش مری نے بھاگ دوڑ کر کے فوری طور پر کچھ بھنڈار سنگت سے اور کچھ ایس پی او کے مصطفیٰ بلوچ سے فوری طور پر راشن اور پکے ہوئے کھانے کا بندوبست کروایا ہم نے گوٹھ غلام محمد والے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ یہاں آپ لوگ سخت مصیبت میں رہیں گے اسلئے مہربانی کر کے سرکار کی طرف سے قائم کئے گئے سبزی منڈی کیمپ میں چلیں وہاں راشن کے بجائے پکا ہوا کھانا ملتا ہے مگر وہ نہیں مانے ان کا اسرار تھا کہ وہ اپنی عورتوں کو دوسرے لوگوں کے سامنے کیسے رکھیں بس عوامی پارٹی کے ساتھی ہی ہماری رہائش اور راشن کا بندوبست کروائیں۔

فوری طور پر 23 اگست کو شاہینہ اور میں حیدرآباد آئے ہم نے بھی ساتھیوں کو بہت سمجھایا کہ وہ سبزی منڈی کے کیمپ میں منتقل ہو جائیں وہ نہیں مانے ان کا اصرار تھا کہ آپ لوگ ہماری یہاں ہی مدد کریں ہم لوگوں نے جواب دیا جو ہو سکے گا کریں گے، تاج مری نے مصطفیٰ بلوچ کی مدد سے پھلیلی نہر نا گوشاہ پر بیٹھے جعفرآباد کے ساتھیوں کو کچھ دن کیلئے سب کیمپ قرار دلوا کر امداد دلوائی ٹیکسی ڈرائیور شبیر جمالی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایک گھر میں مقیم تھا جعفرآباد عوامی پارٹی کے صدر صاحب ڈنو اپنے چاچاؤں کے خاندان کے ساتھ آ گیا شکر ہے اس نے ہماری بات مانی اور قاسم آباد کے کالج کے کیمپ میں آ گیا اس کی رہائش کا بندوبست وہاں کروایا گیا۔

گوٹھ غلام محمد کے لوگوں کا ایک گروپ کراچی مائی جوری جمالی کے دیور ہدایت اللہ جمالی

کے گھر پہنچ گیا کراچی سے ہدایت اللہ جمالی کے فون آنے لگے ہم حیدراباد سے فوراً وہاں گئے ان کی بھی بہت خوشامد کی کہ وہ سچل گوٹھ، گلشن حدید یا پیپری کے چاول گودام کے کسی ایک کیمپ میں چلے چلیں وہاں سرکار نے رہائش اور راشن کا بندوبست کیا ہے اپنے کئی دوست ان کیمپوں میں رضا کار ہیں آپ کا خیال رکھیں گے، یہ بلوچ بھی نہیں مانے دو چار دنوں کے بعد ماسٹر علی مراد ان جمالی اور سوجرو جمالی کے گھر والے بھی آ گئے کراچی کے منگھوپیر کے علاقے میں رہنے لگے ان کے بھی فون آنے لگے امداد کیلئے ہمارے کراچی کے ساتھیوں نے کچھ نقد رقم، کچھ گھر کا سامان، عورتوں اور بچوں کے کپڑے جمع کر لئے، لیاری کے ساتھی قادر، مجید اور خالق زدران والوں نے تو مجید کی دکان پر باقائدہ کیمپ لگایا جس میں لیاری کی عورتوں نے اپنے بہت سارے نئے اور خوبصورت کپڑوں کے جوڑے دیئے جو ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے گئے گوٹھ غلام محمد کے کراچی آنے والے ساتھیوں کیلئے راشن جمع کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا کئی لوگوں کے روزے تھے اوپر سے عید بھی آ گئی ہم سے جس حد تک ہوسکا کراچی اور حیدرآباد آنے والے ساتھیوں کی خدمت کی اور سیف اللہ شاخ پر پناہ لیئے ہوئے ساتھیوں کی مدد کرنے کیلئے سرکاری اداروں اور شہدادکوٹ کے ساتھیوں کو کہتے رہے۔

سندھ کے اضلاع عمرکوٹ سے ٹھٹہ تک، خیرپور سے حیدرآباد تک، شہدادکوٹ سے جامشورو تک مکمل یا جزوی طور پر تمام علاقے سیلاب کے پانی کی زد میں آ گئے تھے، عوامی پارٹی، بھنڈار سنگت اور سندھ ہاری پورہیت کونسل کے ساتھیوں کے ساتھ سیلاب متاثرین کی بحالی کی سرگرمی میں مصروف تھے ہمارے لئے اب سندھ کے لوگوں کی مدد کرنے کا کام اولیت اختیار کر گیا تھا سیف اللہ نہر کی شاخ پر بیٹھے ہوئے ساتھیوں کا کہنا تھا کہ قدرت نے ڈبونے میں تو انصاف کیا ہم سے پہلے سرداروں کو ڈبویا مگر اب امدادی سامان پہنچانے کا کام قدرت کے ہاتھ میں نہیں سرداروں کے سرکاری افسران اور ان کے کنٹرول میں کام کرنے والی NGOs کے ہاتھ میں ہے وہ سیف اللہ پر پناہ لئے ہوئے دوسرے گوٹھوں کے لوگوں کو تو امداد دے رہے ہیں مگر گوٹھ غلام محمد والوں کو نہ امداد دے رہے ہیں اور نہ ہی امداد یہاں تک پہنچنے دے رہے ہیں، سردار اور ان کے

لوگ گوٹھ غلام محمد والوں سے جعفر آباد کے ضمنی انتخابات میں اپنے سرداروں سے بغاوت کر کے مقابلہ کرنے کا بدلہ لے رہے ہیں۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی یہ چیخ و پکار سمجھ میں آتی تھی اسلیئے ہم لوگوں نے سرکاری اور غیرسرکاری امدادی اداروں سے رابطہ تیز کر دیا، عوامی پارٹی کے جنرل سیکریٹری ایوب ملک کو کہا وہ امدادی کاموں میں سرگرم اپنے نیوی کے دوست افسران کے ذریعے فوجی افسران کو کہنا شروع کرے، مجھ سے رابطہ کروائے جب میں نے بات کی تو فوجی افسر نے مجھے کہا بھائی ہمارا ہیلی کاپٹر امدادی سامان لیکر گوٹھ غلام محمد کے سامنے سیف اللہ نہر کے بند پر گیا تھا، مگر جب ہمارے جوان وہاں پہنچے زمین کے قریب ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے ہیلی کاپٹر کو پتھر مارنا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے ہمارا ہیلی کاپٹر واپس آ گیا، میں نے پھر درخواست کی کہ آپ اپنا اس علاقے کا آپریشن بند نہ کریں میں بات کر کے دوستوں کو سمجھاتا ہوں اور امداد کی تقسیم کی مدد میں وہاں کے کچھ لوگوں کے نام اور نمبر آپ کو دیتا ہوں جو امداد کی تقسیم میں آپ کی مدد کریں گے۔

فون پر گوٹھ غلام محمد والوں سے بات کی تو انہوں نے بہت خوش ہو کر بتایا کہ ہم نے وڈیروں کیلئے سامان لانے والے ہیلی کاپٹر کو بھگا دیا بڑی مشکل سے اپنے ساتھیوں کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ فوج اور سرکاری افسروں میں سب سرداروں کے حکم کے غلام نہیں ہوتے کچھ ہمارے بھی ہمدرد ہو سکتے ہیں، ہیلی کاپٹر وڈیروں کے لئے نہیں آپ لوگوں کے لئے امدادی سامان لایا تھا مہربانی کر کے اس کو اُترنے دو ورنہ بھوکے مر جاؤ گے، نیاز حسین اور مائی نصیبہ کو یہ ڈیوٹی دی گئی کہ وہ لوگوں کی گالیاں سنیں مگر امدادی کام کرنے والے فوجی افسروں کے ساتھ تعاون کریں دوبارہ اس فوجی کیپٹن کو میں نے فون پر اطلاع دی اس کو نیاز حسین کا فون نمبر اور رابطہ دیا دوبارہ ہیلی کاپٹر گیا گوٹھ غلام محمد والوں کو نیاز حسین نے لائن میں کھڑا کیا امداد تقسیم بھی ہوئی فوجیوں نے گوٹھ غلام محمد والوں کے قریب امدادی کیمپ بھی لگا دیا فوجیوں نے خود گوٹھ غلام محمد والوں کے خلاف جمالی سرداروں کے دباؤ کو سمجھا جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں مائی جوری جمالی اور گوٹھ غلام محمد والوں کے بہادرانہ کردار کو عزت دی، گوٹھ والوں سے فوجیوں کے چھوٹے موٹے جھگڑے بھی ہوئے اور ایک ساتھ عید بھی منائی۔

میرے بیٹے احمر کی ملازمت HSBC بینک میں تھی، وہاں سے احمر کی کوششوں سے راشن کی شکل میں امداد ملی اسکے علاوہ حیدرآباد کی حبیب بینک اور جہاں کہیں سے بھی ہمیں امداد ملی سندھ کے ضرورت مندوں کے ساتھ گوٹھ غلام محمد جعفر آباد کے ساتھیوں کو اولیت دی گئی۔ 9 دسمبر کو ناگو شاہ کے کیمپ سے گوٹھ غلام محمد کے ساتھی واپس چلے گئے سیلابی پانی اکثر مکانوں کو گرا کر اب گوٹھ سے نکل چکا تھا گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے اپنے سرداروں سے مقابلے کے بعد قدرتی اور غیر قدرتی آفت سیلاب کا بھی بہت بہادری سے مقابلہ کیا۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھی حیدرآباد، کراچی اور سیف اللہ نہر کے بند سے اُٹھ کر اپنے سیلاب زدہ گاؤں میں آ گئے جہاں کے پکے مکانوں کو چھوڑ کر سارے گھر گر چکے تھے گوٹھ کے سارے خاندان دسمبر، جنوری کی سخت سردیوں میں اپنے اپنے گھر کے آنگنوں میں خیمہ لگا کر رہنے لگے، فوجیوں کی امدادی کاروائی کے بعد اب دوسرے امدادی اداروں کا بھی گوٹھ غلام محمد آنا اور وہاں امدادی کام کرنا شروع ہو گیا تھا کچھ NGOs نے اپنے گھر کا کام کرنے والوں کو مزدوری اور سامان دیا، مائی جوری جمالی سمیت گوٹھ کے کئی گھروں میں اب کچے کمروں کی جگہ ایک ایک پکا کمرہ بن رہا تھا پہلے ہمارے ساتھیوں میں سے صرف مائی نصیبہ جمالی کے گھر باتھ روم کا بندوبست تھا اب ہر گھر میں ایک باتھ روم بن گیا تھا۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے اس زبردست مصیبت میں عوامی پارٹی (پاکستان) سے اپنا رشتہ نہیں توڑا پارٹی کے اسلام آباد کے ساتھیوں کی مدد سے گوٹھ غلام محمد میں امدادی سامان اور اداروں کی آمد روکنے کی سازشوں کو کامیابی سے ناکام بنایا، مائی نصیبہ اور مومن جمالی عوامی پارٹی (پاکستان) کی CEC میٹنگ میں شرکت کیلئے 23/22 جنوری کو اپنے وسائل خرچ کر کے کراچی آئے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی ہمت، جُرت اور برداشت نے عوامی پارٹی (پاکستان) اور عوامی سیاست کا یہ سیاسی مورچہ بچائے رکھا۔

اب گوٹھ غلام محمد کے ساتھی سیلاب متاثرین کی بحالی کمیٹی بنا کر سارے گنداخہ کو متحد اور منظم کر رہے تھے، ساتھی پنھل ساریو، میں اور شاہ محمد اس مشکل وقت میں 12, 11 مارچ کو گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی ہمت افزائی کے لئے گوٹھ غلام محمد اور گنداخہ گئے سارے گاؤں والوں سے ملے

اس کی میٹنگوں میں شریک ہوئے ،ان کی جدو جہد کو از سرنو منظم کرنے اور پورے علاقے میں پھیلانے کی منصوبہ بندی کرنے میں ان کی مدد کی تعاون کرنے والے اداروں کی مزید توجہ گوٹھ غلام محمد اور پورے متاثرہ گنداخہ تحصیل کو دلانے کی کوششوں کا وعدہ کر کے واپس آئے۔

## مائی جوری بننے کی خواہش مند دوسری عورت:

گوٹھ غلام محمد سے ببرک کارمل فون پر بار بار بتا رہا تھا کہ اب PB26 جعفر آباد پر ضمنی انتخاب ہو رہے ہیں ڈیرا اللہ یار کی ایک غریب خاتون رحمت بی بی بھگر نے کاغذاتِ نامزدگی بطور آزاد امیدوار داخل کروانے ہیں، وہ ببرک کارمل کے رابطے میں ہے عوامی پارٹی (پاکستان) کا پارٹی ٹکٹ چاہتی ہے، آپ اس سے ملیں اس کو پارٹی ٹکٹ دلوائیں، ہم نے ببرک کو سمجھایا ایسے ہر کسی کو پارٹی ٹکٹ دلانا ٹھیک نہیں ہے اگر وہ عورت عوامی پارٹی کا ٹکٹ الیکشن آفس میں جمع کروا کر بیٹھ گئی تو جو عزت گوٹھ غلام محمد والوں نے مائی جوری جمالی کا الیکشن اپنے سرداروں کے خلاف لڑ کر حاصل کی ہے وہ سب ختم ہو جائے گی اسلئے اس عورت کی مزید معلومات حاصل کر و اس سے وعدہ لینے کی کوشش کرو کہ وہ عوامی پارٹی کا ٹکٹ لینے کے بعد دوران انتخابی عمل کسی قسم کی دباؤ اور قیمت پر دستبردار نہیں ہوگی، ببرک نے ہم سے کہا مہربانی کر کے آپ لوگ خود اس عورت کے پاس جائیں، رابطہ میرے دوست کروائیں گے۔

پنھل ساریو، رحمٰن میمن اور میں پربھات کے پروگرام میں موئن جودڑو آئے وہاں آدم ملک موجود تھے، مومن جمالی کو اوستہ محمد سے بُلوایا مشورے کے بعد طے ہوا ڈیرہ اللہ یار جا کر رحمت بی بی اور اس کے گھر والوں سے ملیں کہ وہ انتخابی عمل میں آخری وقت تک کھڑے رہنے کی ہمت رکھتے ہیں تو ان کو عوامی پارٹی (پاکستان) کا ٹکٹ بھی دلائیں اور انتخابی مہم میں ان کے ساتھ بھرپور شرکت کر کے ایک اور مائی جوری جیسی کوئی عورت رہنما بنتی ہے تو ضرور بنے۔

مومن جمالی، پنھل ساریو، رحمٰن ملک اور میں ڈرائیور سجاد ہنگورنو کے ساتھ موئن جودڑو سے نکلے شکار پور جاتے ہوئے رات کے 8 بجے امن وامان کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے

گاڑیوں کے کارواں میں شکار پور پہنچے،فون پر ببرل کارمل کے دوست حیات عمرانی سے رابطہ ہوگیا رات 11 بجے ڈیرہ اللہ یار (جھٹ پٹ) آئے حیات عمرانی اوراس کے دوست کے ساتھ ہم سب رحمت بی بی بھنگر کے گھر آئے رحمت بی بی، اس کے شوہر اور دو بیٹوں سے ملاقات کی عام محنت کشوں کا گھر تھا مگر اس میں خوبی یہ تھی کہ رحمت بی بی کا ایک بیٹا زمین پر لکڑی کے ایک بکس پر کمپیوٹر رکھ کر انٹرنیٹ استعمال کر رہا تھا، حال و احوال میں معلوم ہوا کہ رحمت بی بی کا چھوٹا بیٹا سعودیہ سے آیا ہے وہ ہی کمپیوٹر لایا ہے وہ سعودی عرب میں کوئی ملازمت کرتا ہے اس نے وہاں رہتے ہوئے TV چینلز اور نیٹ پر مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم دیکھی تھی، اس نے سعودیہ میں جعفر آباد کے محنت کشوں کے ساتھ مل کر یہ طے کیا تھا کہ وہ اپنی ماں کو اس بار مائی جوری جمالی کی طرح بلوچ سرداروں کے مقابلہ پر الیکشن میں کھڑا کرے گا۔

بھنگر ڈیرہ اللہ یار اوراسکے اردگرد سندھی بولنے والے بلوچوں کی بڑی برادری ہے ان کے علاوہ سولنگی، ابڑو اور کئی اور ایسی برادریاں یہاں آباد ہیں جو سندھی بولتی ہیں یہ برادریاں بزگر (ہاری)، مزدوری اور چھوٹے کاروبار کرتی ہیں ان کو بلوچستان میں بلوچ تسلیم نہیں کیا جاتا ان کے دوسرے بلوچ قبائل کے لوگوں سے تنازعات ہوتے تھے جن کے فیصلوں میں یہ انفرادی طور پر بہت کمزور رہتے تھے اسلئے اپر سندھ اور بلوچستان کی ان برادریوں نے اپنا اپنا سردار بنا کر اپنے کو فرسودہ قبائلی نظام کا پھر حصہ بنالیا، جنرل ضیاء الحق کے غیر جماعتی انتخابی نظام نے اس رجحان کو زیادہ مضبوط کیا ہے۔

رحمت بی بی گذشتہ بلدیاتی انتخاب میں ڈیرہ اللہ یار کی اپنی یونین کونسل میں ممبر منتخب ہوئی تھیں اس کو بولنا بات سمجھنا آتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ گذشتہ بلدیاتی انتخابات میں اس نے اپنے محلے کی پولنگ اسٹیشن واضح اکثریت سے جیتی تھی۔ اور اب بھی جیتے گی۔ ہم لوگوں نے اس سے سوالات کیئے وہ کیوں عوامی پارٹی کا ٹکٹ چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں مائی جوری والی پارٹی میں شامل ہوکر پہلے سے زیادہ کامیابی حاصل کروں گی۔ صوبائی اسمبلی کا حلقہ انتخاب یونین کونسل کے حلقہ انتخاب سے بہت بڑا ہے آزاد امیدوار کی حیثیت سے وہ پورے حلقہ میں انتخابی مہم

نہیں چلاسکتی ہے۔

عوامی پارٹی (پاکستان) کے آئین اور منشور کے بارے میں وہ کیا جانتی ہے؟ رحمت بی بی نے سادگی سے بتایا غریبوں کی پارٹی ہے غریبوں کی مدد کرتی ہے، ہم لوگوں نے مدد والے حصے کی وضاحت کی کہ ہم صرف سیاسی حکمت عملی بنانے میں مدد کرتے ہیں باقی وسائل کی مدد ہم ہر علاقے میں وہاں کے عوام سے حاصل کرتے ہیں۔

رحمت بی بی، اس کے شوہر اور بیٹوں کو عوامی پارٹی (پاکستان) کے آئین و منشور کے نکات سے واقفیت کروائی جس سے انہوں نے اتفاق کیا ہم نے ان کو PB26 جعفر آباد II کیلئے عوامی پارٹی (پاکستان) کا نامزد امیدوار تسلیم کرلیا ان کو کہہ دیا کہ ہم اسلام آباد سے آپ کیلئے پارٹی ٹکٹ منگوا لیتے ہیں آپ تسلی رکھیں مگر آپ لوگ ہمیں اس بات کی تو یقین دہانی کروادیں کہ عوامی پارٹی (پاکستان) کا ٹکٹ الیکشن آفس میں جمع ہونے اور یہ خبر میڈیا میں آجانے کے بعد رحمت بی بی کسی قیمت پر دستبردار نہیں ہوگی۔

رحمت بی بی اس کے شوہر اور بیٹوں نے پرعزم طریقے سے یقین دہانی کروائی کہ عوامی پارٹی (پاکستان) کا امیدوار بننے کے بعد رحمت بی بی کسی بھی قیمت پر دستبردار نہیں ہوگی اس ساری یقین دہانی کے بعد ہم لوگ ذرا تفصیل میں جاتے ہوئے ان سے پوچھنے لگے کہ آپ لوگ کس کس کے دباؤ میں آسکتے ہیں، پولیس کے دباؤ، فوجی افسروں اور ان کی ایجنسیوں کے دباؤ میں، علاقہ کے بااثر افراد کے دباؤ میں، ان کے بھیجے ہوئے ڈاکوؤں اور غنڈوں کے دباؤ میں، اپنے پیر یا برادری کے بزرگوں کے دباؤ میں، ہماری سب باتوں کے جواب میں وہ ایک آواز ہو کر کہتے رہے نہیں کسی صورت، کسی قیمت پر ہم دستبردار نہیں ہوں گے۔

ساتھی پنھل ساریو نے آخری سوال پوچھے، پیر آپ کے گھر آجائے تب بھی نہیں؟ علاقہ کے سردار آپ کے گھر آجائیں، تب بھی نہیں؟ آپ کا اپنا سردار آپ کے گھر آجائے بٹھانے کیلئے؟ رحمت بی بی اور اس کے بیٹوں نے کہا تب بھی نہیں، مگر رحمت بی بی کے شوہر اور جوشیلے نوجوانوں کے باپ نے آہستہ سے کہا تب ہمارے لئے مشکل پیدا ہو جائے گی ہمارا سردار ہمارا بہت خیال

رکھتا ہے اس کو انکار کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

ہم نے کہا پھر تو آپکی بیوی کا مائی جوری بننا بہت مشکل ہے وہ تو اپنے سرداروں کے خلاف ان کے مقابلے میں کھڑی ہوگئی تھی آپ تو اپنے سردار کے مقابلہ پر کھڑے نہیں ہو رہے ہیں پھر تو آپ اپنے سردار سے اپنی بات نہیں منوا سکتے، اس کے سامنے انکار نہیں کر سکتے تو آپ کو عوامی پارٹی (پاکستان) کا ٹکٹ نہیں مل سکتا ہم نے رحمت بی بی کے بیٹوں سے کہا آپ سرداروں کا مقابلہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک اپنے گھر کے لوگوں کی مکمل حمایت حاصل نہیں کر لیتے اور محلہ اور علاقہ کے لوگوں کی اکثریت کی حمایت حاصل نہیں کر لیتے۔

جب ہم اُٹھنے لگے تو لڑکوں نے اپنے باپ سے کہا ابھی اپنے سردار سے بات کر کے اس کو رضامند کرو کہ وہ ہمیں دوسرے سرداروں کے حق میں دستبردار کروانے نہیں آئے گا، اس کے والد نے ہم سے کہا میں فون ملاتا ہوں آپ لوگ ہمارے سردار کو سمجھائیں، ہم نے کہا ہمیں کوئی ضرورت نہیں آپ کے سردار سے بات کریں یا اس کو سمجھائیں، آپ خود سمجھا سکتے ہیں تو سمجھائیں سردار کے مشورے پر انکار خود کر سکتے ہیں تو کریں، انہوں نے اپنے سردار سے فون پر بات کی سردار نے کہا نہیں کسی پارٹی کا ٹکٹ مت لو، آزاد ہی کھڑے رہو آئندہ جنرل انتخاب میں خود ہی میں تم کو عوامی پارٹی کا ٹکٹ دلواؤں گا، جس پر پنھل ساریو نے اسکے باپ کو کہا یہ عوامی پارٹی والے سرداروں کو ٹکٹ تو کیا اپنی ممبرشپ بھی نہیں دیتے یہ تو آپ محنت کش لوگ ہیں جو ہم آپ کے پاس آگئے ہیں، پھر ہم اُٹھنے لگے رحمت بی بی کے بیٹوں نے پھر درخواست کی کہ ہم آپس میں کل تک طے کر لیں گے آپ کل تک یہاں رہیں، ہم لوگوں نے کہا کہ آپ کے گھر کا سب سے بڑا آپ کا والد جب تک خود نہیں کہے گا ہم نہیں آئیں گے ہم آج رات ڈیرہ مراد جمالی حیدر چھلگری کے گھر ٹھیرے ہیں صبح دس بجے تک آپ کے گھر میں اتفاق رائے ہو جائے تو بتا دینا ورنہ ہم واپس چلے جائیں گے، دوسرے دن دس بجے تک رحمت بی بی کے شوہر یا بیٹوں کا فون نہیں آیا ہم سمجھ گئے رحمت بی بی بھنگر مائی جوری جمالی نہیں بن سکے گی۔

## عوامی مسائل پر مشترکہ جدوجہد:

گنداخہ میں ڈاکٹر قدرت اللہ کی اوطاق پر ٹیل متاثر زمینداروں اور ہمارے ساتھیوں کی میٹنگ تھی اس میں ہم سب کو جانا تھا روانگی کے وقت رحمت بی بی کے بیٹے سے فون پر رابطہ کر کے اپنے واپس جانے کی اطلاع دی اس نے بہت شرمندگی سے جواب دیا کہ صبح سویرے ہمارے سردار کا آدمی ہمارے گھر آ گیا اس نے بابا کو سختی سے منا کر دیا کہ ہم کسی سیاسی پارٹی سے رابطہ نہ رکھیں، ہم نے شکر ادا کیا کہ ایسے لوگوں کو پارٹی ٹکٹ نہیں دیا جو اپنے سندھ میں رہنے والے کمزور سردار کے سامنے بھی کھڑے نہیں ہو سکتے۔ شاہینہ، پنھل ساریو، آدم ملک اور میں فون پر یا براہ راست آمدورفت کے ذریعے گوٹھ غلام محمد کے عوامی مورچے کو قائم رکھے ہوئے تھے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے پھر اپنی سیاسی سرگرمیاں تیز کر دیں۔

علاقے کے زمینداروں کے ساتھ مل کر سیر مائینر کے ٹیل تک زرعی پانی لانے کی ''ٹیل متاثر ایکشن کمیٹی'' اور گنداخہ کے عوام کے ساتھ ''سیلاب متاثرین بحالی کمیٹی'' کو متحد کر کے ٹیل تک زرعی پانی لانے اور سیلاب متاثرین کی بحالی کیلئے مشترکہ جدوجہد شروع کر دی تھی۔

ان کے ساتھ 15-16 مئی کے مظاہروں میں شرکت کیلئے شاہینہ، پنھل ساریو اور مجھے جانا تھا 14 مئی کو مجھے ارتقاء فورم اور پاکستان اسٹڈی ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی کی جانب سے منعقد ''عوام کی تاریخ'' کانفرنس میں اپنی کتاب ''پٹ فیڈر کسان تحریک'' پر مقالہ پڑھنا تھا اسلئے میں اپنے بیٹے احمر کے ساتھ جناح ڈینٹل کالج گلشن اقبال کراچی میں آیا جہاں ڈاکٹر مبارک علی، ڈاکٹر جعفر احمد اور دیگر دانشوروں کے مقالے کے ذریعے پتہ چلا کہ آج کل دنیا میں بادشاہوں اور حکمرانوں کے بجائے عوام کی تاریخ تحریر کرنے کا رجحان اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ میری لکھی ہوئی کتاب ''پٹ فیڈر کسان تحریک'' عوام کی تاریخ پر پاکستان میں لکھی جانے والی بہت کم کتابوں میں سے ایک تھی، میرا مقالہ کانفرنس کے آخری سیشن کا آخری مقالہ تھا سامعین مقالہ سن سن کر تھک گئے تھے اسلئے میں نے کتاب پر لکھا ہوا اپنا مقالہ چھوڑ کر عوام کی تاریخ پر بات کی اور اپنی بات چیت کا اختتام مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم پر آخری جملے کہے کہ ''عوام کی تاریخ بہت اہم ہے مگر اس

سے زیادہ اہم کام عوامی تحریکوں کی تاریخ تخلیق کرنا ہے، اگر عوام کی تاریخ اہم انقلابی واقعات سے خالی ہوگئی تو لکھی کیا جائے گی، ڈاکٹر جعفر احمد نے کانفرنس کا اختتام انھی الفاظ سے کیا کہ عوام کی تاریخ لکھنا اہم ہے مگر اس سے زیادہ اہم اس تاریخ کو تخلیق کرنا ہے۔

کانفرنس سے واپس آ کر میں نے رات بارہ بجے والی شہداد کوٹ کی کوچ کا ٹکٹ لیا اور جعفر آباد جانے کیلئے روانہ ہوگیا شاہینہ، پنھل ساریو اور فرحان عباسی شام کو ہی کو گوٹھ غلام محمد پہنچ گئے تھے، میری بس 15 مئی کی صبح پانچ بجے سے پہلے سن کے قریب سہون کے راستے میں حادثہ کا شکار ہوگئی بس زوردار دھماکے سے آگے جانے والی اینٹوں سے بھرے ٹرک سے ٹکرا گئی، میری ناک سامنے والی سیٹ سے ٹکرائی اور زخم سے خون بہنے لگا تھا، کوچ کا سارا کنٹرول سسٹم دب جانے کی وجہ سے جام ہو گیا تھا، ڈرائیور سیٹ اور اسٹیرنگ کے درمیان پھنس گیا تھا اس کے باوجود اس نے کوچ کی وائیرنگ میں لگنے والی آگ فوراً بجھا دی، کوچ سڑک کے دائیں کنارے کی طرف جھکنے لگی کوچ کی چھت پر سویا ہوا کلینر فوراً نیچے آیا اس نے ڈرائیور کی ہدایت پر کوچ کے پچھلے پہیہ کے سائیڈ میں پتھر رکھ کر بس کو گڈھے میں گرنے سے بچا لیا، میں نے اور دوسرے مسافروں نے پھنسے ہوئے مسافروں کی مدد کی، کوچ کی پچھلی کھڑکیوں کے شیشے تڑوا کر کوچ کے پچھلے حصے میں بیٹھی خواتین، بچوں اور مردوں کو نکلوایا، کوچ کا شیشہ پلاسٹک کا ہونے کی وجہ سے بہت مشکل سے ٹوٹا تھا، موت کا خوف یا موت قریب آتی محسوس ہوئی تھی تیزی سے کوچ کے کھڑکی سے چھلانگ اس خوف میں ہی ہم سب لگا رہے تھے میں دوسروں کو افراتفری سے روکنے لگا تا کہ ہم سب موت کے پنجے سے آسانی سے نکل جائیں سب سے آخر میں کھڑکی سے میں کودا جلدی کی وجہ سے کھڑکی میں پلاسٹک کے ٹکڑوں سے پیٹھ بھی زخمی ہوگئی، یہ تو اچھا ہوا ڈرائیور نے زیادہ مسافروں کو کوچ کی ٹوٹی ہوئی سامنے کی ونڈ اسکرین سے چھلانگیں لگوا کر پیچھے آنے والے لوگوں کے رش کو کم کروایا، میں ایدھی کی ایمبولنس میں باقی زخمیوں کے ساتھ سن شہر آیا ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر نے بہتے ہوئے خون کو ناک بند کر کے روکنے سے روکا، روئی دے دی کہ صاف کرتے رہو اور حیدرآباد یا کراچی جا کر ایکسرے کروا کر مکمل علاج کروانا، خون بہنا بھی اب کم ہو گیا تھا

کراچی آکر علاج کروایا شاہینہ اپنا جعفرآباد کا پروگرام مکمل کر کے 16 مئی کو مائی نصیبہ جمالی کے ساتھ کراچی آ گئی۔

بھنڈار سنگت کو اسلام آباد پیپلز کانفرنس میں سندھ اور بلوچستان کی پارٹنر تنظیموں کے سو شرکاء کے ساتھ شرکت کا دعوت نامہ ملا آکسفیم والے لینڈ رائٹ پر دھرتی مہم کا آغاز کرنا چاہتے تھے، کانفرنس کے شرکاء میں بلوچستان سے مائی جوری جمالی اور جعفرآباد کے زیادہ ساتھی تھے سارے قافلے میں آدھے سے زیادہ عورتیں تھیں اسلیئے ہم نے عوامی پارٹی (پاکستان) کے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا کہ وہ راستے میں مائی جوری جمالی اور جعفرآباد کے ساتھیوں کو اپنے سرداروں کا بہادری سے مقابلہ کرنے پر استقبالیہ دیں۔

رؤف پارس، بادل ملک، عبداللہ دایو اور گھوٹکی کے دیگر ساتھیوں نے بائی پاس کی ہوٹل کی چھت پر 30 مئی کی شام کو اس کا بندوبست کیا، میاں والی کے ساتھی منیر زیبی، ایڈوکیٹ خلیل الرحمٰن اور دوسرے ساتھیوں نے شہر کے ایک ہوٹل میں استقبالیہ دیا جہاں ہمارا قافلہ 31 مئی کی صبح ناشتے کیلیئے رکا تھا اور ساتھی ایوب ملک والوں نے تلہ گنگ میں پارٹی آفس میں ٹینٹ اور ساؤنڈ سسٹم لگا کر دوپہر کے کھانے کے وقت استقبالیہ دیا جس میں ساتھی فریدہ ملک کے ساتھ آٹھ، دس تلہ گنگ کی خواتین بھی شریک تھیں یہ استقبالیہ بہت اچھا تھا۔

رات کو اسلام آباد پہنچے دوسرے دن یکم جون کی پیپلز کانفرنس میں شرکت کی اسٹیج سیکرٹری شاہینہ کو بنایا گیا اس نے مائی جوری جمالی کو اس ہاری عورت کی حیثیت سے بلوچستان کی نمائندگی کرنے کیلیئے بلوایا جس نے ضمنی انتخاب میں اپنے سرداروں کا مقابلہ بہادری سے کر کے نئے دور کی تاریخ رقم کی ہے اس کے ساتھ آنے والے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کو جب خراج تحسین پیش کیا تو کانفرنس میں آئے ہوئے پورے پاکستان کے نمائندوں نے زبردست تالیاں بجا کر مائی جوری کا استقبال کیا، اس کانفرنس کے بعد باقی شرکاء 2 جون کو واپس چلے گئے۔

شاہینہ، مومن جمالی، مائی نصیبہ، تاج مری اور میں عوامی پارٹی کی مرکزی ایگزیکٹو کمیٹی کی 3 جون کی میٹنگ کیلیئے رک گئے، تاج مری اور میں ایوب ملک اور ملک نذیر کے ساتھ 2 جون شام کو

عوامی پارٹی (پاکستان)، عوامی جمہوری فورم اور پاکستان عوامی پارٹی کے انضمام کے مزید مسائل حل کرنے کی میٹنگ میں شریک ہوئے تین جون صبح فانوس گجر اور پروفیسر جمیل عمر کے ساتھ مومن جمالی اور میں نے پاکستان عوامی پارٹی کی سالگرہ میں صوابی کے جلسہ عام میں تقریریں کی واپس آ کر اپنی عوامی پارٹی کی میٹنگ میں شرکت کی انضمام کے مخالف ساتھیوں کو انضمام کے فیصلے میں مدد دینے یا کم از کم رکاوٹ نہ بننے کے لیے راضی کرنے میں کامیاب ہو گئے گوٹھ غلام محمد بلوچستان سے آئی ہوئی سیدھی سادھی کسان عورت مائی نصیبہ جمالی نے انضمام کے حق میں دلیلیں دے کر خاموش کروا دیا کہ ہم اپنے مخالف سرداروں کو شکست دینے کیلئے ان کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور آپ لوگ کیسے انقلابی ہے جو اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتے ہیں۔

اب ہمارے لیئے گوٹھ غلام محمد والے ساتھیوں کا عوامی مورچہ قائم کرنے اس کی ملک گیر حمایت ملنے کے ساتھ بلوچستان میں حمایت پیدا کرنا، دوسرے علاقوں میں عوام کے مزید سیاسی مورچے قائم رکھنا بہت ضروری تھا اس کے بغیر گوٹھ غلام محمد کا عوامی سیاسی مورچہ قائم رکھنا بہت مشکل تھا اس لیے مومن جمالی اور میں نے بھندار سنگت کے ایک سیمینار کا فائدہ اُٹھا کر 25 جون سے 28 جون تک عوامی پارٹی کی تنظیم کوئٹہ میں قائم کرنے کے لیے کوئٹہ کا دورہ کیا، بہت سارے پرانے ساتھیوں کو اپنے نئے کام سے آگاہ کیا کوئٹہ کے ساتھیوں پر جعفر آباد کے ضمنی انتخاب میں مائی جوری جمالی کا کردار گوٹھ غلام محمد والے ساتھیوں کا اپنے سرداروں کے خلاف جرت سے کھڑے ہونا عوامی پارٹی کا بنانا مزید پارٹیوں سے انضمام کرنے کی کوششوں کا بہت اچھا اثر تھا بہت سارے ساتھیوں نے گوٹھ غلام محمد کی طرح کام کرنے پر غور شروع کر دیا۔ ساتھی اسلم کاکڑ والوں نے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی اور مومن جمالی کے ساتھ کھڑے ہو کر مستقبل کی سیاسی حکمت عملی بنانے کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔

☆☆☆

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

# باب ششم

## گوٹھ غلام محمد پر نیا حملہ اور اس کا جواب

ایک طرف مومن جمالی، مائی نصیبہ اور ہمارے سارے ساتھی گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کے عوامی مورچے کو مضبوط کرنے اس جیسے اور مورچے بنانے کے لیے بلوچستان اور پاکستان میں سرگرم تھے۔

8 اکتوبر 2011ء کے دن اسلام آباد میں تین سیاسی پارٹیوں عوامی پارٹی (پاکستان)، پاکستان عوامی پارٹی اور عوامی جمہوری فورم کے انضمام کا اعلان ہو گیا انضمام کے بعد بننے والی نئی پارٹی کا مشترکہ نام ''عوامی پارٹی (پاکستان) ہی طے پایا اس اعلان کے بعد مائی جوری جمالی اور گوٹھ غلام محمد والوں کی عوامی پارٹی (پاکستان) کا پورے ملک میں اثر اور دائرہ اثر بڑھنے کا زبردست امکان پیدا ہو گیا، جب کہ دوسری طرف جمالی سردار گوٹھ غلام محمد کے عوامی مورچے کو ختم کر کے وہاں پر اپنا کنٹرول دوبارہ قائم کرنے کی فکر میں مصروف تھے پورے ملک میں عام انتخاب وقت سے پہلے ہونے کی باتیں شروع ہو گئیں۔

مورخہ 31 اکتوبر 2011ء کے دن گنداخہ ہائی اسکول میں جمالی سرداروں کے کارندے اور وڈیرے کے لڑکوں کا نیاز حسین جمالی کے دوست گلاب جمالی کے بیٹے سے جھگڑا ہو گیا نیاز حسین کے بھائی اور اسکول میں پڑھنے والے گوٹھ غلام محمد کے دوسرے لڑکوں نے گلاب جمالی کے بیٹے کی حمایت میں اپنے گوٹھ کے وڈیرے کے بیٹے کی ٹھکائی کر دی وڈیرے نے اپنے بیٹے کی بے عزتی کو اپنی بے عزتی کا مسئلہ بنا کر ہمارے ساتھیوں کے گھروں کے پاس آ کر ہوائی فائرنگ کر دی

گوٹھ کے کچھ لڑکوں نے ہوائی فائرنگ کے جواب میں گوٹھ میں موجود وڈیرے کی آٹے کی چکی کو نقصان پہنچایا توڑ پھوڑ ہوئی، نیاز حسین نے عوامی پارٹی کے ضلعی صدر صاحب ڈنو اور پارٹی کے اہم رہنما عبدالکریم جمالی کو مشورہ دیا کہ وہ گنداخہ کے پولیس تھانے میں جا کر وڈیروں کی ہوائی فائرنگ کے خلاف رپورٹ لکھوا کر آئیں وہ دونوں جب گنداخہ تھانے پہنچے تو پتہ چلا ان دونوں کے علاوہ مائی نصیبہ کے بڑے بیٹے نور محمد جمالی اور دیگر پانچ ساتھیوں کے خلاف تھانے میں لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کی FIR وڈیرے پہلے ہی کٹوا چکے ہیں۔

ان کے تھانے پہنچتے ہی پولیس نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا انہوں نے پولیس افسران کے سامنے بہادری کا مظاہرہ کر کے شور ڈالا کہ ہم تھانے آئے ہیں اپنے گوٹھ غلام محمد پر ان وڈیروں کی فائرنگ کا مقدمہ درج کروانے کیلئے پہلے ہماری FIR کاٹو، پولیس کا مفاد بھی اسی میں تھا کیوں کہ اس جھگڑے میں ان کو گوٹھ غلام محمد کی عوام سے کچھ نہیں ملے گا اگر کچھ ملا تو وڈیروں پر FIR کٹنے سے ملے گا، ہمارے ساتھیوں نے اپنے مقدمے میں گنداخہ تھانے میں حملہ آور وڈیروں کے نام شامل کر دیئے، پھر جمالی سرداروں کی روجھان جمالی سے ہدایات آنا شروع ہوگئی کہ وڈیروں کی رپورٹ میں کیا کیا لکھا جائے گوٹھ غلام محمد کی عوامی پارٹی والے گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کی FIR میں کون سی دفعات لگائی جائیں کن وڈیروں کو گرفتار کیا جائے۔

یہ افسانہ سرداروں اور وڈیروں کا اپنے علاقے کی عوام کو کنٹرول میں لانے والا روائیتی ڈرامہ بن گیا، بچوں کی ہائی اسکول کی لڑائی کے بعد اس ڈرامے کا منصوبہ بنایا گیا یا لڑکوں کی لڑائی بھی اس ڈرامے کا ایک حصہ تھی اس بات کو سامنے لانے میں ابھی بہت وقت لگے گا، یہ بھی بہت اچھا ہوا کہ کوئی بڑا قبائلی جھگڑا نہیں کروایا گیا جس میں زیادہ خون خرابہ یا ایک دوسرے کے بندوں کو قتل کرنے تک بات جاتی مگر یہ چھوٹا جھگڑا بھی برقرار رہا تو بڑے جھگڑے میں تبدیل ہو سکتا ہے۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کو سیاسی میدان سے نکالنے کیلئے پولیس اور عدلیہ کے ایسے میدان میں پھنسا دیا گیا جس میں ہم ہمیشہ کمزور رہے ہیں اس کا توڑ عام لوگوں کے پاس صرف

یہی ہے کہ تھانوں کا گھیراؤ کرو، دھرنا مار کے سڑکوں کو بند کروا کے اپنی رپورٹ پولیس تھانوں میں لکھوائیں اور اپنے اوپر لگے جھوٹے مقدمے عوام کی طاقت سے ختم کروائیں۔

جب شاہینہ کو گوٹھ غلام محمد سے یہ فون آیا کہ صاحب ڈنو اور عبدالکریم کو ڈاکے کے جھوٹے مقدمے میں گرفتار کرلیا گیا ہے کوئی مدد کرو تو شاہینہ نے کہا فوراً مائی جوری سمیت پچاس، ساٹھ عورتوں کو گوٹھ سے لیکر گنداخہ تھانے پہنچ جاؤ FIR پکی ہونے سے پہلے ساتھیوں پر لگائے گئے الزامات کی تردید کر کے پولیس پر دباؤ ڈال کر ساتھیوں کو رہا کرواؤ، گوٹھ غلام محمد کی بہادر عورتیں ہمیشہ جدوجہد کی ایسی تجویز پر عمل کرتی ہیں لیکن اس بار کے ڈرامے میں کوئی ایسا کردار ہمارے اندر ضرور تھا جس نے عورتوں کو یہ کہہ کر خاموش کروادیا کہ تمہارے گنداخہ تھانے پر گھیراؤ سے کیس اور خراب ہو جائے گا ہمارے گرفتار ساتھیوں پر سختیاں اور بڑھ جائے گی اور ان پر مزید سخت مقدمہ بنا دیا جائے گا عورتوں کو ڈرانے اور روکنے کا کام کوئی خود اپنے ڈر سے کر رہا تھا یا سرداروں کے اس ڈرامے کا طے شدہ کوئی کردار تھا۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے گنداخہ ،اوستہ محمد یا جعفرآباد کے کسی بھی علاقے میں ساتھیوں کی بے قصور گرفتاریوں کے خلاف کوئی مظاہرہ نہیں کیا، ہم لوگوں نے حیدرآباد میں دو مظاہروں اور میڈیا پر بیانات کے ذریعے شور مچایا مگر وہ غیرموثر رہا اوپر سے ہم پر یہ دباؤ کہ ساتھیوں کو عید سے پہلے رہا کراؤ ہم نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ وڈیروں کے خلاف جو ہمارے ساتھیوں کی FIR تھی اس پر پولیس نے غیر اہم دفعات لگا کر ان کے غیر اہم لوگوں کو گرفتار کر کے ضمانت پر رہا کردیا تھا اور ہمارے ساتھیوں پر ڈاکہ زنی کی دفعات لگا کر اینٹی ٹیررسٹ کورٹ کا کیس بنا کر جھٹ پٹ جیل میں ڈال دیا گیا تھا۔

بلوچستان میں اینٹی ٹیررسٹ کورٹ کے مُقدمات کی کوئی خاص تفتیش نہیں ہوتی بس ملزم کورٹ میں جاتے اور کچھ پیشیوں کے بعد لمبی چوڑی سزائیں سنادی جاتی ہیں۔ ضلع جعفرآباد کے سارے وکیل جمالی سرداروں کے دباؤ میں ان کے مخالفین کا مقدمہ لینے سے انکاری یا اتنی لمبی چوڑی فیس مانگنے لگے کہ ہمارے ساتھی واپس آگئے، ہم نے جیکب آباد اور شہداد کوٹ کے دوست

وکیلوں سے درخواست کی انہوں نے بغیر فیس لئے مقدمہ لڑنے پر رضامندی دکھائی مگر ان کی آمدورفت کیلئے کار کا بندوبست ہمارے ساتھیوں سے نہیں ہو رہا تھا اس کشمکش میں نومبر کے مہینے میں عیدالضحیٰ گذر گئی، میں نے اور شاہینہ نے گوٹھ غلام محمد جانے کی تیاری کی ساتھیوں نے کہا ہم نے مقامی وکیل کا بندوبست کرلیا ہے وکیل کیلئے فیس کا بندوبست کرنے میں ہماری مدد کرو ہم نے گوٹھ جانے کے بجائے اپنے سفری خرچ کی رقم ساتھیوں کی ضمانت کیلئے اور وکیلوں کو فیس دینے کیلئے بھجوادی۔

25 نومبر 2011ء لاہور باغبان پور کے ایک شادی ہال میں عوامی پارٹی (پاکستان) کا آخری کنونشن ہوا پارٹی کے پرانے آئین، منشور تنظیمی ڈھانچہ اور مرکزی CEC کو ختم کر کے تین پارٹیوں کے انضمام کیلئے بننے والی سیاست کے بنیادی اصولوں کو اپنانے، نیا منشور اور تنظیمی ڈھانچہ تین پارٹیوں کے انضمام کے بعد بننے والی نئی عوامی پارٹی (پاکستان) کے مشترکہ کنونشن میں طے کرنے کا فیصلہ کیا گیا، 26 نومبر کو J-61 ماڈل ٹاؤن میں تینوں پارٹیوں کا کامیاب مشترکہ کنونشن منعقد ہوا اور 27 نومبر کو ناصر باغ لاہور میں تینوں پارٹیوں کا انضمام کے بعد بڑا عوامی جلسہ عام ہوا جس میں گوٹھ غلام محمد کے مومن جمالی نے تقریر کی، دیگر سیاسی قراردادوں کے ساتھ جعفر آباد بلوچستان کے ضلعی صدر صاحب ڈنو جمالی اور ضلعی جنرل سیکرٹری عبدالکریم جمالی کو ڈاکہ زنی کے جھوٹے مقدمے میں گرفتار کرنے پر گنداخہ پولیس کے خلاف مذمتی قرارداد منظور کروائی گئی۔

28 نومبر 2011ء کی صبح لاہور میں عوامی پارٹی (پاکستان) کے ممبر مرکزی مجلس صدارت پروفیسر جمیل عمر کے ساتھ مومن جمالی، شاہینہ رمضان اور میں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان HRCP کے ڈائریکٹر حسین نقی اور زمان خان سے ملے ان کو گوٹھ غلام محمد والوں کا کیس بتایا ان کو اپنی یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہو گئے کہ صاحب ڈنو اور عبدالکریم کے خلاف یہ کیس عوامی پارٹی (پاکستان) کی مائی جوری جمالی کے اس عمل کی وجہ سے بنا ہے، جس میں وہ اپنے جمالی سرداروں کے مقابلے میں 10 مارچ کے 2010ء کے ضمنی انتخاب میں کھڑی ہوئی تھی، آئندہ انتخابات میں جمالی سرداروں کا مقابلہ دوبارہ کرنے سے روکنے کیلئے عوامی پارٹی (پاکستان) کے

رہنماؤں کے خلاف ڈاکہ زنی کا جھوٹا مقدمہ بنا کر دو اہم رہنماؤں کو گرفتار کرلیا گیا ہے مخالف نہ صرف سردار ہیں بلکہ صوبائی وزیر، وفاقی وزیر ایک ڈپٹی چیئرمین سینٹ اور اسی گروہ کا سربراہ میر ظفراللہ جمالی سابق وزیراعظم پاکستان ہے، ضلع کی ساری انتظامیہ ان بااثر جمالی سرداروں کے زیر اثر ہے، اس لیے یہ مقدمہ جھوٹا ہے حکمرانوں اور انکی انتظامیہ کی طرف سے سیاسی طور پر انتقامی کاروائی ہے جو ہیومن رائٹ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

حسین نقی اور زمان خان نے ہماری درخواست پر بلوچستان کے ہوم سیکرٹری کو اسی وقت خط لکھ کر E.mail کر دیا اور اس کی کاپی ہمیں دی، اس کیس میں مدد دینے کیلئے کوئٹہ سے وکیل دینے کا وعدہ کیا اور وکیل کا فون نمبر اس کے نام خط بھی دیا۔

مومن جمالی اور میں HRCP لیٹر کی کاپی اور وکیل کے نام خط لیکر لاہور سے روانہ ہوئے، اس رات کو دوران سفر ہمیں فون آیا کہ آج شام جمالی قبیلے کا بڑا معتبر سابق وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی گوٹھ غلام محمد آیا تھا وہ اپنے ساتھ مقامی وڈیروں اور صحافیوں کا ٹولہ لایا تھا اس نے مائی جوری جمالی کے شوہر نیاز حسین سے شکایت کی کہ گوٹھ میں قبیلے کے لوگوں میں جھگڑا ہوا ہو یا آپ کے مخالف، کئی کئی بار ہمارے پاس آچکے ہیں لیکن گوٹھ غلام محمد کے رہائشی جمالیوں میں سے کوئی بچہ بھی نہیں آیا تم لوگوں کو پتہ ہے میں بیمار ہوں کراچی علاج کے لیے جانے والا ہوں دُعا کرو کہ صحت یاب ہو کر واپس لوٹوں کافی عرصہ سے سوچ رہا تھا آپ لوگوں کے پاس آؤں آپ کی شکایات سنوں، مائی جوری جمالی سے ملوں مصروفیات اتنی تھیں کہ موقع ہی نہیں ملا۔

اپنے قبیلے کے بزرگ سردار کی اتنی محبت سے بھرپور باتیں سن کر دربار بیٹھے ہوئے نیاز حسین اور نور محمد سمیت سب لوگ پگھل گئے، اپنے سردار گھرانے کی سیاسی چالبازیوں کو بھول کر صرف مقامی وڈیروں کی شکایت کرنے لگے، جس کی وجہ سے ظفراللہ جمالی کا کام آسان ہوگیا وہ سردار جس کو یہ ڈر تھا کہ گوٹھ غلام محمد کے لوگ ان پر آنیوالی ساری مصیبتوں کا ذمہ دار اس کو ٹھہرا کر گرم سرد ہوسکتے ہیں لیکن وہ تو اس کا لحاظ کرتے ہوئے الزام دوسرے وڈیروں کو دے رہے ہیں۔

ظفراللہ جمالی نے وہاں موجود وڈیروں کو حکم دیا فوراً راضی نامہ لکھ کر دو ایک دوسرے کے

خلاف مقدمات ختم کرواؤ باقی مسائل کے حل کیلئے جب میں کراچی سے واپس آجاؤں گا تو میرے پاس آنا میں حل کروادوں گا، اس گفتگو کے بعد ایک مقامی صحافی نے اپناوہ کام شروع کردیا جس کیلئے اُسے لایا گیا تھا اس نے گوٹھ غلام محمد والوں سے سوال کیا کہ میر ظفراللہ جمالی کے آپ کے پاس چل کر آنے کے بعد آپ نے اپنی تمام پرانی باتیں اور شکایتیں چھوڑ دیں وہاں موجود سارے مرد حضرات نے کہا ہاں ہمارے قبیلے کا بڑا آ گیا ہم نے سب باتیں چھوڑ دیں۔

قبائلی جرگوں میں اس جواب کا مطلب صرف قبائلی جھگڑوں کے تنازعات پر راضی نامہ کا اظہار ہوتا ہے، مقامی صحافیوں کے اس گروپ نے صحافتی بددیانتی کرتے ہوئے اپنی اخبارات اور ٹی وی چینلوں کو یہ خبر جاری کی کہ میر ظفراللہ جمالی گوٹھ غلام محمد پہنچ گیا مائی جوری جمالی اور پورے گوٹھ غلام محمد والوں نے اپنی ساری شکایتیں اور عوامی پارٹی چھوڑ کر راضی نامہ کرلیا۔

دوران سفر ہی جب یہ فون آنے لگے کہ ٹی وی چینلز پر یہ خبر چل رہی ہے کہ مائی جوری جمالی نے عوامی پارٹی (پاکستان) چھوڑ کر جمالی سرداروں کے ساتھ اتحاد کرلیا ہے، میں نے دوران سفر ہی رات 11 بجے حیدرآباد کے ساتھیوں کو کہا کہ عوام کو بتایا جائے کہ کس طرح جعفرآباد کے ساتھیوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر دباؤ کے ذریعے عوامی پارٹی (پاکستان) چھوڑنے کیلئے مجبور کیا جارہا ہے، مگر صرف ساتھی اقبال ملاح سے رابطہ ہوسکا اس نے یہ مہربانی کی کہ دیر ہوجانے کے باوجود روزنامہ عوامی آواز سندھی میں دوسرے دن میرا بیان نمایاں طور پر شائع کیا جس کی وجہ سے جعفرآباد سے جاری ہونے والی یکطرفہ غلط خبر کا منفی اثر سندھ میں کسی حد تک زائل ہوگیا۔

30 نومبر 2011ء گوٹھ غلام محمد جاتے ہوئے شہدادکوٹ میں عوام کے مطالبات کے حل کیلئے ہونے والے مظاہرے میں مائی جوری جمالی کے شوہر نیاز حسین سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ ہم لوگوں نے قبائلی جھگڑے کا خیر (راضی نامہ) کیا باقی پارٹی چھوڑنے کی خبر صحافیوں نے خود لگائی ہے ہم سے صحافیوں نے پوچھا آپ لوگوں نے اپنی پرانی ساری شکایات چھوڑ دیں ہم نے کہا ہاں ہمارا مطلب ہمارے کام نہ ہونے اور قبائلی جھگڑے سے جو شکائیتیں پیدا ہوئی تھیں وہ چھوڑ دیں، وہاں مظاہرے میں موجود صوفی عبدالخالق نے کہا دیکھا آپ لوگوں نے میری بات

نہیں سنی آپ لوگ گوٹھ غلام محمد کے لوگوں کی نفسیات اور یہاں کے حالات سے واقف نہیں ہیں دیکھا وہی ہوا، مائی جوری جمالی نے سرداروں کے ساتھ مقابلہ کر کے یہاں کے عوام میں جو جوش پیدا کیا تھا اس سے زیادہ اب مایوسی پیدا ہوگی۔

میں نے نیاز حسین سے کہا بھائی ہم سب قبائلی جھگڑوں کے خلاف ہیں سیاسی لوگ ہیں سیاسی میدان میں صرف سیاسی طور طریقوں سے لڑنا جانتے ہیں ویسے بھی آپ یا ہم سرداروں کے ذاتی مخالف نہیں ہیں ہماری مخالفت سیاسی ہے آپ لوگ اپنے سرداروں کے خلاف اس قدر بہادری سے جتنا بھی کھڑے رہے بہت بڑی بات ہے بڑے بڑے انقلابی اتنے مشکل حالات میں اتنا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہمارا مقصد تھا گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کو قبائلی سرداروں کی سیاسی غلامی سے آزاد کروانا ہے، اس کے بعد آپ لوگ عوامی پارٹی (پاکستان) کے سیاسی غلام نہیں ہیں کہ اس کو چھوڑ کر نہ جاسکو جس ساتھی کو بھی عوامی پارٹی (پاکستان) کو چھوڑنا ہے بلا جھجک چھوڑ دے ہماری بس یہ درخواست ہے کہ سیاسی پارٹیوں کی ممبر شپ، شمولیت یا نکلنے سے بڑی اہم بات گوٹھ غلام محمد والوں کا اتحاد ہے جس نے آپ لوگوں کو یہ کامیابی دلائی کہ آپ جھوٹے مقدمات میں پھنسے، آپ کے ساتھیوں کی گرفتاریوں کے باوجود آپ اپنے سرداروں کے در پر نہیں گئے سردار خود آپ کے گوٹھ آیا۔

## روایتی حملے کے بعد گوٹھ کی صورت حال:

شام 6 بجے شہداد کوٹ سے گوٹھ غلام محمد میں صدورو خان جمالی دوکان دار جو عوامی پارٹی (پاکستان) ضلع جعفر آباد کا خزانچی تھا اس کی دکان پر آیا حال واحوال پوچھا گوٹھ کے کافی لوگ مجھ سے ملنے دکان پر کھڑے ہوتے رہے سب اس بات پہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ یہ گوٹھ کی بہت بڑی کامیابی ہے کہ ظفر اللہ جمالی خود چل کر گوٹھ آیا ہے، ظفر اللہ جمالی وزیر آعظم بننے سے پہلے یا بعد میں کبھی بھی گوٹھ غلام محمد کے عام لوگوں کے پاس نہیں آیا تھا، میں نے بھی گوٹھ والوں کو مبارک دی کہ یہ انکی جرت مندانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ اب آپ کے سردار آپ کے گوٹھ آنے لگے ہیں۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا تھا کہ حاجی ظفر اللہ جمالی بہت اچھا آدمی ہے یہ مقامی

وڈیروں کی وجہ سے ہمارے مسائل حل نہیں ہو رہے تھے اب حاجی صاحب نے وعدہ کیا ہے ہمارے مسائل حل ہونے کی امید ہے، کچھ لوگ کہہ رہے تھے یہ بات بالکل غلط ہے ہمارے مسائل حل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہی میر ظفراللہ جمالی ہے اس کے اشارے پر ہمارے مسائل حل نہیں ہوتے ہمارے ساتھیوں پر ڈاکے کا کیس بھی اسی اُمید پر کروایا تھا کہ ہم مجبور ہو کر اس کی اوطاق پر اس کے پیر پکڑنے جائیں ہم نہیں گئے تو وہ خود مجبور ہو کر یہاں آیا۔

گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ میں ظفراللہ جمالی کے گوٹھ آنے کے خلاف بولوں گا یا عوامی پارٹی چھوڑنے والی خبر پر غصے اور ناراضگی کا اظہار کروں گا مگر میں نے ظفراللہ جمالی کے آنے اور جھگڑے کا خیر اور راضی نامہ کروانے کے اقدام کی تعریف کی، اس لیٹر کی کاپی دکان پہ لوگوں کو دکھائی جو HRCP لاہور آفس سے چیف سیکرٹری بلوچستان کو اسی دن صبح E mail کی گئی تھی جس دن شام کو ظفراللہ جمالی گوٹھ غلام محمد آیا تھا۔

میں صدورو جمالی کی دکان سے لوگوں کے ساتھ مائی جوری جمالی کے گھر آیا اس سے ملاقات کی اس سے حال احوال پوچھا لاہور میں مومن جمالی کے ساتھ HRCP کے دفتر سے جاری ہونے والے لیٹر کی کاپی دکھائی قبائلی جھگڑے کی خیر ہوئی اس کی تعریف کی اور پھر مائی جوری جمالی سے کہا کہ ہم ہر مسلئے پر روز کراچی سے گوٹھ غلام محمد پہنچ نہیں سکتے ہیں اس لیے میں نے صدورو کی دکان پہ کہہ دیا ہے کہ ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے کہ آپ لوگ صرف ہماری دوستی کی وجہ سے عوامی پارٹی میں رہو آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ بھی اپنی سکت کے مطابق ہمارے ساتھ چل سکتے ہو تو ٹھیک ہے ہمارا راستہ مشکل ہے، جو ساتھی عوامی پارٹی میں بغیر کسی مادی فائدے کے رہنا چاہتا ہے رہ سکتا ہے جو جانا چاہتا ہے وہ بیشک جائے ہم برا نہیں مانیں گے، ہماری کوشش رہے گی کہ گوٹھ غلام محمد کے ساتھی اسی طرح ہمارے ساتھ رہیں جیسے عوامی پارٹی میں ضمنی انتخاب لڑنے سے پہلے تھے بہن مائی جوری سمجھدار تھی میری بات سمجھ گئی آہستہ سے صرف یہ کہا کہ میر ظفراللہ جمالی باہر مردوں میں آیا تھا ان سے ملکر چلا گیا مردوں نے اس کے ساتھ کیا باتیں کی اس سے کیا وعدے کیے انہوں نے اس کو کیا زبان دی ہمیں نہیں بتایا، مجھے اور گوٹھ کی عورتوں کو کچھ نہیں پتہ باہر مردوں نے کیا فیصلے

کیئے ہیں۔

مائی جوری جمالی کے گھر سے مائی نصیبہ جمالی کے گھر آیا جو گوٹھ غلام محمد میں ہمارا مرکز تھا، ماضی کی طرح گھر کے سب چھوٹے بڑے میرے گرد جمع ہوگئے تھے یہاں میں نے پہلے اپنا وہی بیان دیا کہ قبائلی جھگڑے میں بہت خون خرابا ہوتا ہے اس لیے سیاسی پارٹیوں کے کام سے افضل ہے قبائلی جھگڑوں کا خاتمہ اور—خیر، پھر رسمی حال احوال کے بعد فوراً نور محمد کی طرف پلٹا میڈیا سے پہلے اس نے سارے ملک میں یہ SMS بہت خوش ہوکر کیا تھا کہ مائی جوری جمالی اور ساری سوہریانی برادری نے میر ظفر اللہ جمالی کے ساتھ راضی نامہ کر کے عوامی پارٹی کو چھوڑ دیا۔

نور محمد جمالی کا نام صاحب ڈنو جمالی اور عبدلکریم جمالی کے ساتھ ڈاکے میں سیاسی دشمنی کی وجہ سے لکھوایا گیا تھا وہ ہماری پارٹی کی اہم ساتھی مائی نصیبہ کا بیٹا تھا وہ تنظیمی طور پر جماعت اسلامی کا رکن بننا چاہتا ہے انکی الخدمت کے پروجیکٹوں پر عمل کرواتا ہے اور سیاسی عمل میں اپنی ماں اور باپ کے ساتھ ہمارے ساتھ بھی ہوتا ہے مائی جوری جمالی والے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کے فیصلے کی میٹنگ سے لیکر گوٹھ غلام محمد کی پولنگ اسٹیشن جیتنے تک کے سخت مرحلے میں، اس کے بعد ٹیل تک پانی لانے کی جدوجہد میں عوامی پارٹی کے ساتھ رہا ہے، بس ڈاکے کے کیس میں پولیس نے کچھ زیادہ ہی نور محمد کو تنگ کر دیا تھا، پورے گوٹھ میں خوف کی فضا تھی۔

میں نے نور محمد سے پوچھا ہاں بھئی تم تو باضابطہ عوامی پارٹی کے ممبر نہ تھے تم نے بڑے زور شور سے یہ SMS کیسے چلا دیا کہ جوری مائی سمیت گوٹھ غلام محمد کی ساری سوہریانی برادری نے عوامی پارٹی کو چھوڑ دیا ہے اس نے کیا وہاں میر ظفر اللہ جمالی کے سامنے مائی جوری کے شوہر نیاز حسین نے کہا کہ ہماری ساری ناراضگی ختم ہوگئی، اس پر صحافیوں نے کہا کہ عوامی پارٹی بھی چھوڑ دی تو نیاز حسین نے کہا ہاں۔ میں نے کہا آپ کی برادری یا جماعت اسلامی کی میٹنگوں میں عورتوں سے مشورہ کیئے بغیر چند وڈیرے ایسے بیٹھ کر فیصلہ کر لیتے ہونگے، عوامی پارٹی والے ہر فیصلے میں عورتوں کے مشورے کو برابری کا درجہ دیتے ہیں، گوٹھ غلام محمد اور جعفر آباد میں عوامی پارٹی بنانے میں اہم کردار تو گوٹھ کی عورتوں کا ہے اور عوامی پارٹی ضلع جعفر آباد کا صدر صاحب ڈنو جمالی اور

جنرل سیکرٹری عبدالکریم تو ابھی تک جیل میں ہیں انکے بغیر آپ کے عوامی پارٹی چھوڑنے کے اعلان کی کیا اہمیت ہے پھراس گوٹھ غلام محمد میں عوامی پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹو وکمیٹی کی ممبر یعنی اس گوٹھ میں پارٹی کی سب سے بڑی لیڈر آپ کی اپنی ماں ہے کیا آپ نے اپنی ماں سے پوچھا کہ اس نے پارٹی چھوڑی ہے یا نہیں، یا بغیر اسکی مرضی پوچھے اپنی مرضی سے خود پارٹی چھوڑنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

نور محمد جمالی کی خاموشی ختم ہونے سے پہلے مائی نصیبہ نے کہا نہیں انہوں نے نہ مجھ سے پوچھا اور نہ مائی جوری اور گاؤں کی کسی عورت سے پوچھا گیا، صرف مردوں نے میر ظفر اللہ جمالی سے بات چیت کی ہے ہمیں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ پوری بات کیا ہوئی ہے، میں نے عوامی پارٹی نہیں چھوڑی اور نہ ہی چھوڑونگی چاہے سارا گوٹھ عوامی پارٹی سے نکل جائے میں اکیلی بھی رہ گئی تو عوامی پارٹی میں رہونگی۔

مائی نصیبہ کا عوامی پارٹی میں رہنے کا اعلان میرے لیے خوش آئند تھا میں نے نور محمد جمالی سے سوال کیا اب کیا بولتے ہو اپنی ماں کا بیان آج SMS پر جاری کرو گے نور محمد کیا جواب دیتا اس کا قصور بھی نہیں تھا کچھ فضاء ہی ایسی بن گئی ہوگی جس میں اس نے یہ ایس ایم ایس چلائی۔

میں نے بہن نصیبہ سے معلوم کیا کہ اس نے شاہینہ کے مشورے پر عورتوں کے ذریعے اسی دن تھانے کا گھیراؤ کر کے ڈاکے کے جھوٹے کیس میں ساتھیوں کو رہا کروانے کی کوشش کیوں نہیں کی اس نے کہا کہ میں نے اور عبدالکریم کی بیوی افروز نے بہت بھاگ دوڑ کی، گوٹھ میں مائی جوری سمیت بہت ساری عورتیں گنداخہ تھانے پر دھرنا مارنے پر تیار ہوگئیں تھیں مگر مردوں نے ساتھ نہیں دیا سب نے روکا اور ڈرایا کہ ڈاکے کا کیس ہے، سیاسی کیس نہیں ہمارے گنداخہ تھانے پر دھرنے یا مظاہرے کی صورت میں گرفتار ساتھیوں پر مزید سختیاں ہوسکتی ہیں جو ساتھی گرفتار نہیں ہوئے انکی گرفتاری کا عمل تیز ہو جائے گا ہمیں مومن جمالی نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ جھگڑا سیاسی نہیں قبائلی ہے اول تو اس میں پڑنا ہی نہیں چاہیئے تھا اب ہمارے ساتھی پھنس گئے ہیں انکو نکالنے کے لیے سیاسی نہیں قبائلی حکمت عملی کی ضرورت ہے مومن جمالی نے صوفی عبدالخالق کے ذریعے ڈاکے کے کیس کو

کمزور کروانے کے لیے بہت بھاگ دوڑ کی مگر پہلے دن مظاہرہ کرنے کی حمایت نہیں کی تھی۔

اس پر مومن جمالی کے بڑے بھائی مائی نصیبہ کے شوہر سید ھے سادھے کسان حبیب جمالی نے بہت ایمانداری سے یہ بات کی کامریڈ سچی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ میں ڈر گیا تھا میں نے ہی مائی نصیبہ کو مظاہرہ کرنے سے روکا، مجھے بہت ڈر لگا کہ میرے بیٹے کو ڈاکے کے کیس میں سزا ہوگئی تو اسکی تو نوکری بھی ختم ہو جائے گی، رات دیر تک تفصیلی بات چیت ہوئی۔

مائی نصیبہ نے زوردار آواز میں کہا کہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم عوامی پارٹی چھوڑ دیں ہم عوامی پارٹی میں رہتے ہوئے قبائلی جھگڑے ختم کروانے کی کوشش کریں گے، قبائلی امن علاقے، ضلعے، صوبے، اور ملک کے لیے ضروری ہے۔

دوسرے دن گوٹھ غلام محمد سے اکیلا گنداخہ کے راستے اوستہ محمد جاتے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ آج تو میں بہت آسان شکار ہوں، مگر گنداخہ سے آگے اسی ویگن میں ساتھی مجیب بروہی سوار ہوا اس کے ساتھ ڈیرا اللہ یار آیا، ماما خیر بخش کو ساتھ لیکر ہم ڈسٹرک جیل ڈیرہ اللہ یار آئے ماما کی وجہ سے جیلر نے یہ مہربانی کی کہ فوراً صاحب ڈنو اور عبدالکریم جمالی کو ملاقات کے لیے جیل سے باہر دفتر کے ایک کمرے میں بلوایا ان ساتھیوں نے آتے ہی گرم جوشی سے کہا کہ ہم نے عوامی پارٹی کو نہیں چھوڑا اور نہ چھوڑیں گے جمالی سردار کیا سمجھتے ہیں کہ ہم اتنے بزدل ہیں جھوٹا کیس بھی انہوں نے بنایا اور گرفتار بھی کروایا اور پھر جیل میں ہم گئے، ہم سے پوچھے بغیر راضی نامہ کیا گیا ہمیں راضی نامہ منظور نہیں ہمارے خلاف جن لوگوں نے جھوٹا مقدمہ کیا جیل بھجوایا ان کو ہم نہیں چھوڑیں گے بہت مشکل سے صاحب ڈنو اور عبدالکریم کو راضی کیا کہ وہ قبائلی جھگڑے کا راضی نامہ مان لیں ساتھیوں کے حوصلے اور عزم دیکھ کر میرا حوصلہ توانا ہو گیا۔

قبائلی خیر کے فیصلے کی حمایت سے ماما خیر بخش بہت خوش ہوئے، میں اور مجیب بروہی شام کو وہاں سے ڈیرا مراد جمالی آئے اپنے پرانے ساتھی ورکرز پارٹی کے نور پندرانی، نیشنل پارٹی کے حیدر چھلگری، رزاق پندرانی، محمد شریف ابڑو اور بھاگ ناری سے آئے ہوئے ستار بنگلزئی، ڈیرا اللہ یار کے عبدالرسول سے بہت اچھی میٹنگ ہوئی وہ سب اس خبر کی وجہ سے کافی مایوس تھے کہ مائی

جوری جمالی اور گوٹھ غلام محمد کے سوہریانی جمالیوں نے عوامی پارٹی (پاکستان) چھوڑ دی ہے سب کو حقیقی صورت حال بتائی اور جیل کے ساتھیوں کا حال بتایا ان کے لیے تعاون کی درخواست کی نیشنل پارٹی کے عبدالرسول نے اپنی ڈیرہ اللہ یار کے ساتھی وکیل کی رضا کارانہ خدمات ضمانت کروانے کے سلسلے میں پیش کی۔

## ساتھیوں کی گرفتاریاں اور جیل کے تجربات:

صاحب ڈنو اور عبدالکریم جمالی کی ضمانتیں ہوگئیں وہ جھٹ پٹ جیل سے رہا ہو کر گوٹھ آ چکے تھے ان کے ضمانت اور مقدمہ کا کیس لڑنے کے لیے گاؤں والوں نے فنڈ اکھٹا کیا صدورو جمالی کو بھاگ دوڑ کے لیے مقرر کیا ہم لوگوں نے عوامی پارٹی کی طرف سے مومن جمالی کو کہا کہ وہ اس کیس کو دیکھے اور ضمانت کی کوشش کرے، صدورو جمالی اور مومن جمالی کی محنت اور راضی نامہ کی وجہ سے مدعین نے ملزمان کو پہچاننے سے انکار کر دیا ساتھی رہا ہو کر گوٹھ پہنچ چکے تھے۔

مورخہ: 9 جنوری کے دن میں اور شاہینہ ساتھی صاحب ڈنو جمالی اور عبدالکریم جمالی سے ملنے گوٹھ غلام محمد آئے ساتھیوں کو بہادری سے جیل کاٹنے پر مبارک باد دی وہ جیل جانے سے پہلے عوامی پارٹی کے لیے جتنے پُرجوش تھے اب اس سے دوگنے زیادہ جوش میں تھے۔

پھر میں اور شاہینہ نے مائی نصیبہ کے گھر ساتھیوں کی میٹنگ کی، میں نے جب صاحب ڈنو اور عبدالکریم سے پوچھا کہ میرے ساتھ ماما خیر بخش کی آپ لوگوں سے ملاقات کا کوئی فائدہ ہوا، جیل انتظامیہ کی طرف سے کوئی رعایت ملی قیدیوں سے رقم لینے کے لیے جیل انتظامیہ جو سختی کرتی ہے اس میں کمی آئی انہوں نے بتایا کہ ہمارے اوپر سختی پہلے دن سے نہیں تھی مگر آپ کے ساتھ ماما خیر بخش کے آنے سے اور زیادہ خیال رکھا جانے لگا، ساتھیوں نے بتایا، ہوا یہ کہ جیسے ہی ہمیں ڈیرا اللہ یار جیل میں لایا گیا جیلر نے معلوم کیا کس کیس میں آئے ہو ہم نے بتایا دفعات تو ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کی ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ ہمارے گوٹھ غلام محمد والوں نے ضمنی انتخابات میں اپنے گوٹھ کی ہاری عورت مائی جوری جمالی کو سرداروں کے خلاف کھڑا کر کے مقابلہ کیا جسکی سزا میں

ہمارے خلاف یہ کیس بنایا گیا ہے، جیلر مائی جوری جمالی کے انتخابی عمل سے واقف اور متاثر تھا اس لیے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

جیسے ہی یہ خبر ڈیرا اللہ یار جیل میں عام ہوئی کی مائی جوری جمالی کے گوٹھ کے لوگ اور اس کے ساتھی ڈاکے کے جھوٹے مقدمہ میں گرفتار ہو کر انکی جیل میں آئے ہیں تو ہمارے اپنی بیرک کے اور دوسری بیرکوں کے قیدیوں نے ہم دونوں سے جیل کے اندر ملاقاتیں شروع کر دیں جیل کے اندر ہماری دعوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہر قیدی ہمیں ملتا ہمیں شاباش دیتا کئی قیدیوں نے اپنا ضرورت کا سامان ہمیں دیا، ہم کو اپنے گاؤں کا پتہ اور رابطہ نمبر دیئے ہمیں دعوتیں دینے والوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے علاقے کے مشہور ڈاکو قبائلی جھگڑوں میں کئی کئی قتلوں کے ملزمان تھے، ان کا کہنا تھا کہ ہم جن وڈیروں کے زور پر جرائم کرتے ہیں یا پولیس سے بچتے ہیں آپ لوگ تو ان کے سرداروں سے ٹکر لیکر آئے ہو، آپ بہت بہادر لوگ ہو آپ لوگوں کے اور ساتھی کون ہیں ؟ کہاں ہیں؟ عبدالکریم اور صاحب ڈنو نے بتایا کہ ہم لوگوں نے جیل کے قیدیوں کو عوامی پارٹی (پاکستان) کا بتایا اکثر لوگوں نے درخواست کی ہے کہ ہم انکے گاؤں جائیں اور انکے بتائے ہوئے لوگوں سے ملیں وہ جیل سے فون کر کے ان کو کہیں گے وہ آپکو عزت دیں گے آپ کے ساتھ ملکر ہم سب عوامی پارٹی بنائیں گے۔

ساتھی صاحب ڈنو اور عبدالکریم جمالی جب سے رہا ہو کر آئے ہیں گوٹھ غلام محمد اور گنداخہ والوں کو، اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو یہ باتیں بتا رہے تھے، ان کی باتیں سن کر اب سب میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھیوں کی جیل میں عزت، ہم سب کی علاقے مین عزت کا سبب 10 مارچ 2010ء کا جعفرآباد کے ضمنی انتخاب میں حصہ لینا ہے مائی جوری جمالی کا آخری وقت تک کھڑے رہنا اور عوامی پارٹی (پاکستان) بنا کر ہم لوگوں نے جعفرآباد میں عوام کی سیاسی طاقت بنائی ہے اسکی وجہ سے ہماری اتنی عزت ہوئی ہے، لہذا گوٹھ غلام محمد کے ساتھی عوامی پارٹی (پاکستان) مائی نصیبہ، مومن جمالی، صاحب ڈنو اور عبدالکریم کے ساتھ پھر جڑنے لگے تھے ان ساتھیوں نے عوامی پارٹی (پاکستان) جعفرآباد کو مضبوط بنانے کی کوششیں تیز کر دی تھیں۔

## عوامی پارٹی (پاکستان) کا جعفر آباد میں ضلعی کنونشن:

گوٹھ غلام محمد کے مقامی ساتھیوں کا اصرار تھا کہ میر ظفر اللہ جمالی کے گوٹھ غلام محمد آنے کے بعد عوامی پارٹی کے خاتمے کا جو شدید پروپیگنڈہ ہوا تھا اس کا جواب دینے کے لیے 9 مارچ 2012ء کے دن گوٹھ غلام محمد ضلع جعفر آباد میں عوامی پارٹی کے ساتھیوں کا ضلعی کنونشن منعقد کیا جائے، اس کنونشن کے دعوت نامے کے SMS ساتھیوں نے عوامی پارٹی کے ساتھیوں اور ہمدرد وں کو بھی کیئے۔ تاج مری، زاہد میسو، سکھر کے ساتھی ضیاء بھٹی اور میں نے اس میں شرکت کی۔

جعفر آباد میں جمالی سرداروں کا مقابلہ کرنے والے سردار عطاء اللہ بلیدی اپنے ساتھیوں اور ہمدردوں کے ساتھ مسلم لیگ نواز میں شامل ہو گئے ہیں ان ساتھیوں میں نواز لیگ گنداخہ کے رہنما محمد مُراد ڈومکی بھی ہیں، وہ ایک ترقی پسند انسان ہیں اسلیئے وہ ہم ساتھیوں کی بہت عزت کرتے ہیں اور پورے خلوص سے ہمارے دوستوں کی اور عوامی پارٹی (پاکستان) کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

کنونشن والے دن وہ عوامی پارٹی جعفر آباد کے غریب ساتھیوں کو کنونشن کے انعقاد میں تعاون کرنے کے لیئے ——— دوپہر کے کھانے کیلیئے دو دیگیں بریانی کی اپنے ساتھ لے آئے، ان کے ساتھ ادستہ محمد پریس کلب کے صحافی بھی ایک کار بھر کر آ گئے، محمد مُراد ڈومکی کا گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے پہلے شکریہ ادا کیا پھر معذرت کے ساتھ بتایا کہ ہم سیاسی پروگرام سرداروں کے پروگرام سے بالکل مختلف طریقے سے کرتے ہیں اور ساتھ میں ہم سیاسی جدوجہد بھی سرداروں، جاگیرداروں اور وڈیروں سے مختلف انداز میں کرتے ہیں ہمارا کنونشن زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے چلے گا دوپہر کے کھانے کے وقت ختم ہو جائے گا جس میں نہ کرسیاں ہونگی نہ بریانی کی دعوت ہوگی ہم آنے والے ساتھیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنا کرایہ خرچ کر کے آئیں مقامی دوست انکو صرف چائے اور پانی سے نوازیں چائے کے لیے چینی، پتی اور دودھ مختلف گھروں سے بطور چندہ حاصل کر کے جمع کریں اور چندے کے خرچ کا تحریری حساب ساتھی دینگے، محمد مراد ڈومکی نے اپنی لائی ہوئی دو دیگیں بغیر بُرا مانے گوٹھ کی مسجد میں دے دیں پھر انکے ساتھ

آئے ہوئے میڈیا کے ساتھیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کی عوامی پارٹی کا پارٹی بنانے کا انداز سرداروں، جاگیرداروں کے انداز سے مختلف تھا۔

گنداخہ اور اوستہ محمد تحصیلوں کے لوگ اس میں موجود تھے ان میں عورتوں کی تعداد پچیس تھی، لیکن ان میں مائی جوری موجود نہیں تھی، ہم لوگوں نے مائی نصیبہ جمالی کو اسٹیج پر بٹھایا جعفرآباد کے ساتھیوں کو پتہ تھا کہ وہ عوامی پارٹی (پاکستان) کی وفاقی کمیٹی کی ممبر رہی ہے، آج جعفرآباد کے صحافی ساتھیوں کو پتا چل گیا کہ عوامی پارٹی کے مرکزی رہنماؤں میں صرف ایک ہاری عورت مائی جوری جمالی نہیں تھی، بلکہ گوٹھ کی سرگرم عورتیں گنداخہ کے قبائلی دباؤ والے معاشرے میں کنونشن میں آئیں ہیں، ضلعی صدر صاحب ڈنو جمالی اور جنرل سیکرٹری عبدالکریم جمالی سمیت سمینہ جمالی اور دیگر خواتین ضلعی عہدیدار منتخب ہوئے، کنونشن کی کاروائی تاج مری نے بلوچی اور سندھی زبانوں میں چلائی ساتھی ضیاء بھٹی اور زاہد میسو نے انتخابی عمل مکمل کروایا، یہ بہت اچھا ہوا کہ گوٹھ غلام محمد کے کچھ لوگوں نے ضلعی کنونشن میں یہ سوال اٹھایا کہ عوامی پارٹی (پاکستان) نے سیلاب کی آفت کے زمانے میں ہمارے لیے کیا کیا؟

جو لوگ حیدرآباد اور کراچی سیلاب کے زمانے میں آگئے تھے انھوں نے پُر زور طریقے سے جواب دیا کہ ہماری تو پارٹی نے بہت مدد کی عید کے دن بھی پارٹی کے ساتھی کراچی اور حیدراباد میں ہمارے ساتھ تھے،

مجھے اچھا موقع مل گیا میں نے دونوں جانب کے لوگوں کو بات کرنے سے روک کر زور سے کہا ہم نے واقعی میں کچھ نہیں کیا سیلاب متاثرین کی امداد کے لیے کیونکہ یہ ہمارا کام نہیں ہمارا کام غیر منظم محنت کشوں اور محکوم قوموں نظرانداز سماجی گروپوں کو آپس میں متحد کر کے جدوجہد کی طرف گامزن کرنا ہے، منظم لوگوں کو حقوق کے لیے جدوجہد کرنے پر عزت ملتی ہے عوامی پارٹی (پاکستان) نے آپ لوگوں کو منظم کر کے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنا سکھایا اور خود بھی بہت کچھ سیکھا آپ لوگوں کو اپنے گاؤں میں علاقے میں پورے ضلع، صوبہ بلوچستان اور پورے پاکستان میں عزت دلائی اور خود بھی عزت حاصل کی گوٹھ کے ساتھی صاحب ڈنو اور عبدالکریم کو جیل

میں جو عزت ملی وہ ان سے پوچھ لو عوامی پارٹی امداد دینے اور لینے کا کام نہیں کرتی یہ تو سیلاب کے دنوں میں ساتھی اور عوام مصیبت میں تھے تو ہم نے جتنا ممکن ہوا امداد جمع کی تقسیم کی اور کروائی ورنہ عوامی پارٹی (پاکستان) کا کام ہے عوام کو منظم کریں اور جدوجہد کر کے عزت دلائیں، اب جو ساتھی عزت کے بھوکے ہیں جن کو عزت چاہئے وہ عوامی پارٹی میں رہیں ضلعی عہدیداروں کا انتخاب لڑیں عوام کے حقوق کو حاصل کرنے کی جدوجہد کریں اس جدوجہد کے نتیجے میں اپنی اور اپنی عوامی پارٹی کے لیے عزت کمائیں سب نے کہا ہم نے اپنی عزت کے لیے اور اپنی زندگی تبدیل کرنے کیلئے عوامی پارٹی بنائی ہے، زوردار تالیوں اور نعرے بازی کے ساتھ عوامی پارٹی (پاکستان) ضلع جعفر آباد کے کنونشن کی کاروائی مکمل ہوئی۔

مجھ سے قریبی ساتھیوں نے کنونشن کے بعد پوچھا کہ نیاز حسین اور مائی جوری کیوں نہیں آئے؟ میں نے جواب دیا ایسا کرنے کے لیے وہ آزاد تھے ہم نے آپ لوگوں کو سرداروں اور وڈیروں سے آزاد کروانے کی جدوجہد میں ساتھ دیا تھا اور لیا تھا، اب آپ لوگ آزاد ہیں عوامی پارٹی کے غلام نہیں چاہیں تو اپنی آزادی کا مزہ لیں اس آزادی سے اور آزادی اور عزت کمائیں یا چاہیں تو اپنی آزادی پرانے آقاؤں یا نئے آقاؤں کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔

ہماری ماضی کی ساری جدوجہد میں ایسا ہوتا رہا ہے انقلاب اور آزادی کے لیے جدوجہد کرانے والے سیاسی رہنما اور کارکن اپنے ساتھیوں سے چھپ کرانکے اعتماد کا سودا کرتے رہے یا کھلم کھلا خود انقلابی لفاظی کو فروخت کرتے رہے ہیں نیاز حسین نے کبھی انقلابی رہنما ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس کو اپنی غربت ختم کرنے کا جو موقع ملے گا وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا یہ اس کا حق ہے بڑے بڑے کامریڈ اپنے ذاتی، خاندانی یا اپنے دوستوں کے انفرادی مفاد کے لیے ایسا کرتے رہے ہیں وہ تو اپنے عام ساتھیوں اور عوام سے چھپ کر دھوکہ دیکر ایسا کرتے ہیں، نیاز حسین نے جو کچھ کیا ہے اپنی ذات اپنی بیوی کی شہرت کی بنیاد پر کیا ہے اس کو حق ہے اپنی آزادی اپنے پاس رکھے یا فروخت کر دے، اس کے لیئے آپ اور ہم سب کے لیئے بہتر یہی ہے کہ ظلم اور جبر کے خلاف ڈٹے رہیں۔

پھر سوال ہوا یہ کب تک ہوتا رہے گا میں نے جواب دیا جب تک ایسی مضبوط ،موثر انقلابی سیاسی پارٹیاں متحد ومنظم نہیں ہو جاتی جس میں انفرادی کے بجائے اجتماعی قیادت ہو کسی ایک رہنما کے جانے ،مرنے ،بیمار ہونے پر پارٹی تنظیم کو کوئی فرق نہ پڑے اور ہاں اس کام کا آغاز عوامی پارٹی (پاکستان) نے کر دیا ہے جس کی واضح مثال آپ لوگوں نے آج گوٹھ غلام محمد میں دیکھ لی۔

عوامی پارٹی کی مشہور اور مقبول رہنما مائی جوری جمالی اس کے شوہر نیاز حسین جمالی کے بغیر پارٹی کا کامیاب ضلعی کنونشن ہو گیا پرانی ضلعی قیادت کے ساتھ نئی قیادت بھی سامنے آ گئی، ضلعی کنونشن کی ساری کاروائی صحافیوں نے بہت توجہ سے دیکھی اور سنی، کنونشن کے بعد میری گفتگو، جنگ کے سینئر صحافی جناب ستار ترین سے ہوئی، جنگ کوئٹہ میں ہمارے ضلعی کنونشن کی خبر اس سرخی کے ساتھ لگی ''عوامی پارٹی جعفر آباد کی قیادت مائی نصیبہ جمالی نے سنبھال لی۔

اس کے بعد نیشنل پارٹی ڈیرا مراد جمالی کے مقامی رہنما حیدر چھلگری نے کوئٹہ سے عوامی پارٹی کو کامیاب کنونشن کرنے پر اور مائی نصیبہ کو عوامی پارٹی کی قیادت سنبھالنے پر مبارک باد پیش کی یہ ہے انقلابی سیاسی جدو جہد کا سائنسی جدلیاتی عمل ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف، انفرادی قیادت سے اجتماعی قیادت کی طرف، انفرادی مقبولیت سے اجتماعی مقبولیت کی طرف جانے کا سفر جس کو گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں نے پورے پاکستان کے انقلابیوں کو ماضی سے مستقبل کی طرف بڑھنے کا راستہ دکھایا۔

☆☆☆

قتل گاہوں سے چن کر ہمارے علم  اور نکلیں گے عشاق کے قافلے
جن کی راہ طلب سے ہمارے قدم  مختصر کر چلے درد کے فاصلے

## باب ہفتم

# خیال پرستی اور عوامی سیاست

کوئی محل بنانا ہو یا اپنی دھرتی اور پوری دنیا کو جنت کی طرح پرامن اور خوشحال بنانے کا تصوّر ہو، لاکھوں لوگ دن رات اسی طرح کے نیک خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اپنے خیالات کے محل بناتے رہتے ہیں، ہمارے جیسے معاشروں میں جہاں لوگوں کی اکثریت کا آئیڈیل خیالی محل اور خیالی جنتیں ہوتی ہیں، وہاں اسلامی انقلاب کی نعرے بازی کے ذریعے پرامن خوشحال زندگی کے خواب، روٹی، کپڑا اور مکان دینے والا اسلامی سوشلزم یا سائنٹفک سوشلزم کے نام پر صرف لفاظی کرنا اور لفاظی والے سیاسی پروگرام پر عملدرامد کا عملی منصوبہ پیش کیئے بغیر اپنے خیالات پر ڈٹے رہنا یا اچھے خیالات کی لفاظی کرنے والوں کے پیچھے لگ جانا، سادے لوگوں کو دھوکا دینا یا خود دھوکہ بازی کا شکار ہونا خیال پرستی ہے۔

عملی سرگرمی چائے بنانے کی ہو یا ایک مکان بنانے کی اس میں کئی مراحل ہوتے ہیں جو تفصیل سے طے کیئے جاتے ہیں، چائے کتنے لوگوں کے لیئے بنانی ہے، اسکے مطابق کتنا پانی ڈالنا ہے، کتنی چینی اور پتی کا استعمال ہوگا، اور یہ کہاں سے حاصل کیا جائے گا، کونسا برتن آپ کو چائے پکانے اور پلانے کے لیئے مہیا ہے، کونسا ایندھن ہے جس پر آپ نے چائے بنانی ہے اور کس وقت کس نے چائے بنا کر لوگوں تک پہنچانی ہے، سارے وسائل اور مہارتیں موجود ہونگی تو ہی چائے بن سکتی ہے اس کے بغیر صرف چائے کا خیال یا تصور ہی ہوسکتا ہے، ہم تک تیار چائے نہیں پہنچ سکتی، اس سے زیادہ تفصیل ہمیں مکان بنانے میں اور بہت ہی زیاد تفصیل اور مرحلوں کی

ضرورت ہمیں کسی علاقے یا ملک میں استحصال سے پاک سماجی انصاف اور ترقی کا معاشرہ قائم کرنے کیلئے چاہیئے، انقلاب برپا کرنے کے نظریئے اور خیال کے بعد عملی منصوبہ بندی اس پر کامیابی سے عملدرامد کرنے والی حکمت عملی، مہارت اور عملی سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

دائیں بازو کی مذہبی پارٹیاں، تنظیمیں، حکمران طبقات، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور درمیانہ طبقے کے مذہبی لیبرل، قومی، لسانی، نسلی فرقہ واریت، ملک گیر اور علاقائی دائیں بازو کی سیاسی پارٹیوں کا بنیادی مقصد موجودہ استحصالی نظام میں اصلاحات کر کے اسکو برقرار رکھنے کیلئے خوشحال معاشرے کا خواب دکھا کر تبدیلی کی انقلابی قوتوں سے عوام کو دور رکھنا ہے۔

سرد جنگ کے دور میں دائیں بازو کی مذہبی پارٹیوں نے سرمایہ دار ممالک کے سامراجی بلاک کی ناٹو افواج، رجعت پرست عرب بادشاہوں، شیخوں، اپنے ملک کے جاگیرداروں، فوجی، سولین نوکر شاہی اور سرمایہ داروں کے ساتھ اتحاد کر کے ان کے وسائل استعمال کر کے سوویت یونین، سوشلسٹ بلاک کو اسلام اور انسانیت کا دشمن قرار دیکر ہمارے ملک کے عوام کو اسلامی انقلاب کے ذریعے خوشحالی لانے کا خواب دکھا کر، سماجی تبدیلی کے ذریعے خوشحالی لانے کی انقلابی قوتوں کو کافر قرار دیکر، مذہبی جذبات رکھنے والے محنت کشوں کو ان سے دور رکھنے میں کامیاب رہے۔

سوویت یونین، سوشلسٹ بلاک کے خاتمے کے بعد ہمارے ملک کی فوج اور سولین اسٹبلشمنٹ کی بنائی ہوئی مذہبی اور لبرل پارٹیاں انکی خفیہ دہشت گرد تنظیموں کی گلوبل سرمایہ داری اور اس کے سامراجی نظام کو پہلے جتنی ضرورت تھی اب نہیں ہے، اب سرمایہ دارانہ نظام کی وسعت اور سربلندی کیلئے سرمائے کی نقل وحرکت دنیا کے قدرتی اور انسانی وسائل کی لوٹ مار کیلئے سرد جنگ کی قائم کردہ پرانی ریاستی سرحدوں کی جگہ نئی سرحدوں کی ضرورت ہے، اسلیئے ہمارے دائیں بازو کی ساری ریاستی اور سیاسی قوتیں جاگیرداروں، سرداروں اور سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کے خاتمے کے بغیر فوج، ریاستی اداروں کے افسران، اور علماء سو کے مفادات ختم کیئے بغیر اسلامی انقلاب اور خوشحالی کے خیالی نعرے لگا کر عوام کو دہشت گردی کے ذریعے اپنے کنٹرول میں رکھے ہوئے ہیں۔

دائیں بازو کی رجعت پسند قوتوں کے پاس ان کے اسلامی انقلاب کے منصوبے قابل عمل ہیں کہ نہیں، خیال پرست، عقیدت پسند دہشت زدہ لوگوں کی طرف سے کوئی سوال نہیں اٹھایا جاتا، سوال کیا جاتا ہے بائیں بازو کی ان ترقی پسند قوتوں سے جو خود مارکس ازم، لینن ازم، ماؤازم کی بے شمار کتابوں کو پڑھتے ہیں، ان کے حوالے دیتے ہیں، ان سارے ازموں کی الف ہر علاقے اور ملک کے انقلاب اس کے معاشی، سماجی، نفسیاتی، ریاستی حالات کے مطابق ہوتے ہیں، استحصالی طبقات ان کی ریاست استحصال کے شکار مظلوم عوام اور محکوم قوموں کی طاقت اور جدوجہد کی حکمت عملی اور عمل کے توازن کے مطابق ہوتے ہے۔

سائنٹفک سوشلزم کا ورد کرنے والے انقلابیوں کو یہ تو پتہ ہے کہ ہمارے عوام ایسا کھیل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے جس میں مدمقابل ٹیمیں ٹکر کی نہ ہوں، نوے کی دہائی تک جب امریکہ کی قیادت میں ساری دنیا کے سرمایہ دار سامراجی ممالک ان کی ناٹو افواج دنیا بھر کے رجعت پسند مسلم اور غیر مسلم بادشاہ، ان کا سرمایہ اور افواج پاکستان کی فوجی اور سولین نوکر شاہی، مذہبی جماعتیں، جاگیردار، علماء سو سب سامراجی بلاک کی طرف تھیں، تو دوسری طرف سوویت یونین، سوشلسٹ بلاک انکی وارسا پیکٹ کی فوجیں اور انکے حمایتی غیر جانبدار ممالک کا بلاک اور ساری دنیا کی عوامی انقلابی تحریکیں سامراجی قوتوں کے مدمقابل نظر آتی تھیں۔

اس لیئے دنیا بھر کے عوام کی طرح ہمارے ملک اور ہمارے پڑوسی ممالک میں بائیں بازو کی قوتیں عوام میں مقبول ہو رہیں تھیں، عوام کی انقلابی قوتیں مضبوط ہو رہی تھیں، اب سوشلسٹ بلاک اپنے داخلی، معاشی، سیاسی بحران شخصی اور گروہی آمریتوں اور سامراجی بلاک کی خفیہ ایجنسیوں کی مداخلت کی وجہ سے ٹوٹ چکا ہے، ملک کے اندر فوجی اور سولین نوکر شاہی اس کے اتحادی اور درمیانہ طبقے کے تنگ نظر قوم پرست، نسل پرست، ان کے ہزاروں دہشت گرد لاکھوں افراد پر مشتمل اسلامی بنیاد پرست دہشت گردان کی خطرناک مسلح کھلی اور خفیہ تنظیمیں اور پارٹیاں جن کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

اس کے مدمقابل بائیں بازو کی غیر منظم پارٹیاں یا چھوٹے چھوٹے پریشر گروپ جو نعرے

لگاتے ہیں، سامراج دشمنی، جاگیردار مخالف، سرمایہ دارانہ، استحصالی نظام کے خاتمے کے، کیا ان کے پاس کوئی قابل عمل سیاسی پروگرام ہے؟ اس پر عمل درامد کرانے کی حکمت عملی ہے؟ عملی اقدامات کرنے والی کوئی ٹیم ہے؟ جو محنت کشوں محکوم قوموں اور استحصال کے شکار سارے سماجی گروہوں کو منظم کر کے سیاسی قوت بنانے کا کام کر سکے، ابھی تو بائیں بازو کے خیال پرست بہت سارے گروپ عوام دشمن استحصالی قوتوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے آپس میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں آپس میں ایکدوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں مصروف ہیں اپنے حصے کا عملی کام کرنے کے بجائے بغیر کام کے عالمی انقلاب کے خیال میں خوش رہتے ہیں۔

## جاگیردارانہ یا عوامی سیاست:

ہمارے ملک میں ہمارے سامنے جو سیاسی عمل ہو رہا ہے یا نظر آتا ہے وہ جاگیردارانہ یا عوامی سیاسی عمل ہے، سرمایہ دارانہ سیاسی عمل ہمارے ملک میں اب تک سرمایہ داروں کے فنڈ، فوجی اور سولین خفیہ ایجنسیوں، گلوبل سرمایہ اور منافع کے مالک افراد، ادارے اور سامراجی ممالک کی خفیہ اور کھلی سرگرمیوں کے ذریعے ہوتا ہے، آئی ایس آئی کے ذریعے کن سیاسی پارٹیوں کو رقوم دی گئی بہت کم ہی سامنے آتا ہے، کسی سیاسی پارٹی و کب کس ایجنسی نے بنایا توڑا، امریکی CIA، دیگر یورپی ممالک، عرب بادشاہوں شیخوں، پڑوسی ممالک کی حکومتوں اور ان کی خفیہ ایجنسیوں نے کس کس طرح ہمارے ملک کے سیاسی عمل میں حصہ لیا یا مداخلت کی اس کی معلومات منظر عام پر بہت کم آئی ہے اسلئے اس پر ابھی بات کرنا بے سود ہے۔

پاکستان کے سیاست میں سیاسی عمل، انداز اور عمومی رویئے جاگیردارانہ ہیں اکثر سیاسی پارٹیوں کی قیادت جاگیرداروں، سرداروں اور پیروں کے ہاتھ میں نہیں، سرمایہ داروں اور درمیانہ طبقہ کے شہریوں، مذہبی پیشواؤں، تجارت پیشہ لوگوں، دائیں اور بائیں بازو کے دانشوروں کے ہاتھ میں ہے پھر بھی ان کی سیاسی پارٹیوں، تنظیموں اور قیادتوں کا سیاسی عمل، انداز اور رویئے جاگیردارانہ ہیں، ہمارے ملک کی میڈیا بھی ایسے جاگیردارانہ سیاسی عمل کو شعوری طور پر بڑھاتی اور قائم رکھتی

ہے، ہمارے عدالتی نظام بغیر جیوری کے جج اور ان کے فیصلے بھی جاگیردارانہ انداز پیش کرتے ہیں، جس میں عوام کے اجتماع اور تنظیم کے بجائے فرد یا چند مخصوص افراد کو اہمیت دی جاتی ہے۔

غلامی کے دور میں آقاؤں کا سیاسی نظام ہوتا تھا جس میں زیادہ غلاموں کے مالک قبائلی اثر ورسوخ رکھنے والے زیادہ سے زیادہ آقاؤں، جنگجو برادریوں کی حمایت سے قائم ہونے والی بادشاہتیں، بادشاہ کے وزیر، مشیر اور فوجی سالار کا راج ہوتا تھا غلاموں کی حیثیت صرف مرنے یا مارنے والے سپاہیوں کی ہوتی، غلامی کے نظام میں آقاؤں کی تعداد کم اور غلاموں کی تعداد بہت زیادہ تھی اُن کو آقاؤں کے کنٹرول میں رکھنے کے لئے ریاستی ادارے اس کی ایجنسیاں اور میڈیا اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا اس لیئے غلاموں کو غلام رکھنے کیلیئے سب سے بڑا اور موثر ذریعہ کیا تھا؟ غلاموں کو ذہنی طور پر یہ تسلیم کروانا کہ غلامی تمہارا مقدر ہے، تمہیں صرف وہی ملے گا جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے'' یہ نظریہ پیش کرنے والے سارے مذاہب غلامی کے دور کی پیداوار ہیں اور غلاموں کی بے شمار بغاوتوں کو ناکام بنانے کے لئے اُن کو مختلف فرقوں، قبائلی اور نسلی گروہوں میں تقسیم کر کے مایوس کر کے کنٹرول کیا جاتا تھا۔

غلامی کے خاتمے کی جدوجہد کے دور کے مذاہب کا فلسفہ ہے، جس میں غلامی کے فلسفے اور عقیدے سے انکار غلاموں کی کامیاب بغاوتوں، زراعت، غلہ بانی، ہنر وفن کے ذریعے پیدا ہونے والی پیداوار میں کمی کا یہی دور ہے جب زرعی اور غیر زرعی پیداوار میں حصہ دینے کا نظام رائج ہوا جسے ہم جاگیردارانہ نظام کہتے ہیں، جس میں براہ راست غلامی کا نظام ختم ہو گیا لیکن جاگیرداری نظام کو برقرار رکھنے کیلیئے پھر وہی مقدر کا فلسفہ، ریاستی جبر، مذہبی اداروں اور فرقوں میں اضافہ، استحصال کے شکار کسان، کھیت مزدور اور سارے محنت کشوں میں مذہبی، نسلی، لسانی، قبائلی، برادری اور صنفی تقسیم میں مزید اضافہ ریاست کی ایجنسیوں کے جبر میں اضافے سے ہوا۔

سرمایہ دارانہ نظام میں خاندانی حیثیت، جاگیرداری، قبائلی طاقت کی جگہ دولت کا کردار زیادہ فیصلہ کن ہو جاتا ہے، سرمایہ دارانہ نظام میں انتخابات کے ذریعے ریاست پر کنٹرول کرنے والی قیادت کا فیصلہ ہوتا ہے، یعنی سرمایہ دارانہ نظام کے ریاستی ادارے اور قیادت غلامی

اور جاگیردارانہ نظام سے کافی مختلف ہوتے ہیں اور محنت کش عوام کا غیر استحصالی نظام قائم کرنے کیلئے تو بالکل مختلف فلسفۂ حیات اور قیادت کی ضرورت ہے۔

ہمارا ملک، ہمارے معاشرے کی طرح کچھ قبائلی، کچھ جاگیردارانہ اور کچھ سرمایہ دارانہ ہے مگر اس کا سیاسی کلچر جاگیردارانہ ہے، اس کے رہنما جاگیردارانہ نظام کے بادشاہوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی قیادت کا انتخاب شخصیتوں یعنی پارٹی کے مالکوں، قبائلی سرداروں، بڑے جاگیرداروں، پیروں، فوجی سربراہوں کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے جاگیردارانہ سیاسی کلچر میں اجتماعی قیادت کے بجائے شخصی قیادت کا نظام ہوتا ہے، بادشاہوں کے وزیروں اور مشیروں کی طرح شخصی قیادت کے ساتھ حکمران طبقات کا ایک گروہ ہوتا ہے، اس جاگیردا انہ سیاسی نظام کے مقابلے پر عوامی سیاست کا کلچر لانا اور قائم کرنا بہت مشکل اور پیچیدہ کام ہے، سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ عوام کا سیاسی کلچر کیا ہے، کیسا ہے، اسے کیسے قائم کیا جا سکتا ہے، عوامی سیاسی کلچر کی کئی مثالیں موجود ہیں ابھی میں صرف ان مثالوں کو سامنے لاؤں گا جو میرے ذاتی مشاہدے میں آئی ہیں۔

میری ابتدائی سیاسی سرگرمی ۱۹۶۹ء کی وہ ہڑتالی تحریک تھی جس کے نتیجے میں فوجی آمر جنرل ایوب کی حکومت کا خاتمہ ہوا، ان دنوں میں جانسن اینڈ جانسن پاکستان لمیٹیڈ کورنگی انڈسٹریل ایریا میں بطور پینٹر ملازمت کر رہا تھا ہر روز لانڈھی کے صنعتی علاقے سے مزدوروں کا ایک بڑا جلوس روزانہ لال جھنڈے اور ڈنڈے اٹھائے کورنگی کے صنعتی اداروں تک پیدل آتا تھا اور واپس چلا جاتا، جلوس میں شریک ہزاروں محنت کش روزانہ بیس پچیس کلومیٹر کا سفر پیدل کرتے تھے جن فیکٹریوں میں یونینز تھیں ان کے مزدور لانڈھی کے مزدوروں کے جلوس میں آنے سے پہلے اپنی فیکٹریوں میں کام بند کر کے فیکٹری گیٹ پر آ کر جلوس میں شامل ہو جاتے تھے ہماری فیکٹری میں یونین نہیں تھی اسلئے جلوس میں شامل جوشیلے محنت کش ہماری فیکٹری کے گیٹ پر آ کر نعرے بازی کرتے پتھراؤ کرتے فیکٹری بند ہونے کے بعد ہم لوگوں کے باہر نکلنے تک گیٹ پر کھڑے رہتے۔

فیکٹری میں کام کرنے والی لڑکیوں کو اپنے گھر جانے دیتے اور لڑکوں کو گالیاں دے کر اپنے جلوس میں زبردستی شامل کرتے ان کا کہنا یہ ہوتا تھا کہ ہم یہ جلوس اپنی ذاتی فائدے کے لئے نہیں

نکالتے سارے مزدوروں کی مزدوری بڑھانے کیلئے نکالتے ہیں ، جنرل ایوب خان کی فوجی حکومت کوختم کرنے کیلئے نکالتے ہیں تم لوگ بہت بے شرم ہوخود ہڑتال کرکے باہر نہیں آتے تم لوگوں کی فیکٹری بند کروانے کیلئے ہمیں روز آنا پڑتا ہے ہم ان کو سمجھاتے کہ ہم بے شرم نہیں ہیں ہماری فیکٹری میں یونین نہیں ہے اس لئے ہم فیکٹری بند نہیں کرواسکتے تو وہ کہتے یونین کیوں نہیں بناتے ، انتظامیہ سے ڈرتے ہو، ان جلوسوں میں زبردستی شامل کروائے گئے کچھ مزدور بھاگ جاتے اور کچھ دوسری فیکٹریوں کے مزدور شامل ہوتے رہتے اس لئے یہ جلوس بڑھتا رہتا تھا کچھ دن میں بھی ان جلوسوں سے بھاگتا رہا، اس کے بعد مہنگائی ختم کرو، بیروزگاری ختم کرو، مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ کرو، ایوبی آمریت مردہ باد، ایوب کتا ہائے ہائے کے نعرے مجھے اچھے لگنے لگے، اپنے لگنے لگے میں ان کا پہلے آہستہ آہستہ اور پھر جوش وخروش سے جواب دینے لگا روزانہ ہڑتالی مزدوروں کے آمد کا انتظار کرنے لگا۔

مہنگائی، بیروزگاری کا خاتمہ، تنخواہوں میں اضافہ میرے اپنے مسائل تھے اور ۱۹۶۴ء کے انتخابات میں بمبئی بازار کھارادر میں بادشاہ پینٹر کی دکان پر کام سیکھتے ہوئے ایوب خان کے مقابلے میں محترمہ فاطمہ جناح کا حامی تھا میرا اُستاد بادشاہ خان پختون ہونے کے باوجود فاطمہ جناح کا زبردست حامی تھا، اب لانڈھی سے آنے والے مزدوروں میں زیادہ تعداد پختون مزدوروں کی تھی اس کے باوجود وہ ایوب خان کی حکومت اور اس وقت کی شخصیات کے خلاف نعرے لگا رہے تھے یہ ان مزدوروں کا سیاسی شعور تھا، جوان کو ٹریڈ یونین تحریک میں کام کرنے والے ترقی پسندوں نے تنظیم سازی کے کام کے دوران دیا تھا اس وقت تک قوم ، زبان، مذہب ، علاقوں اور ذاتی مفادات کی بنیاد پر مزدوروں اوران کے رہنماؤں میں تقسیم کم تھی۔

مزدوروں کی یہ تحریک ملک گیر تھی اس کے آخری دن میں مزدوروں کے جلوس میں اپنی فیکٹری کے کچھ ساتھیوں کے ساتھ سارا دن شامل رہا شام کو ہم کورنگی انڈسٹریل ایریا کی سنگر چورنگی کے جلسہ عام میں آئے جہاں مزدور ساتھی انقلابی گیت سنا رہے تھے مزدور رہنما تقریر کر رہے تھے اس جلسے میں مزدور رہنما ڈاکٹر اعزاز نظیر کی تقریر میں نے پہلی بار سنی تھی ان کی تقریر بہت ہی جوشیلی

تھی انہوں نے اپنی تقریر میں اعلان کیا جنرل ایوب خان نے استعفیٰ نہیں دیا تو ریل کا پہیہ نہیں چلے گا، ہوائی جہاز نہیں اُڑیں گے، پورے ملک کا پہیہ جام کر دیا جائے گا اسی رات ریڈیو پاکستان سے ایوب خان کے استعفی اور جنرل یحیٰ خان کے مارشل لاء کا اعلان ہوا، مزدوروں اور ملک کے جمہوریت پسندوں اور قوم پرستوں کے مطالبات تنخواہوں میں اضافہ بہتر لیبر قوانین، ایک آدمی ایک ووٹ کا پارلیمانی جمہوری نظام، ون یونٹ کا خاتمہ مغربی پاکستان میں چار صوبے قائم کئے گئے یہ تحریک اسلئے کامیاب ہوئی کہ اس میں مزدوروں کے ساتھ مغربی اور مشرقی پاکستان کی ساری قوم پرست اور جمہوریت پسند پارٹیاں شامل تھیں۔ مزدوروں کے جلوسوں کا خرچ صرف وہ چند لال جھنڈے تھے جو مزدور یونینوں نے بنائے ہونگے۔

آخری جلسے میں صرف ایک چھوٹے شامیانے میں جس میں اسٹیج اور ساؤنڈ سسٹم تھا جس کا خرچ علاقے کی مزدور یونینوں نے ملکر برداشت کیا ہوگا، جلسے میں شامل سارے لوگ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے ایسی سستی سرگرمی کئی ماہ تک آسانی سے جاری رہ سکتی تھی جدوجہد کا یہ آسان اور سستا طریقہ ہی پائیدار ہوتا ہے اس طرح ہی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

جدوجہد کی دوسری اہم مثالیں 1970ء اور 1977ء کی انتخابی عمل کی ہیں 1970ء میں ہمارے رہنما ڈاکٹر اعزاز نظیر قومی اسمبلی حلقہ لانڈھی کورنگی سے نیشنل عوامی پارٹی کے نامزد امیدوار تھے ان انتخابات میں ہم لوگوں نے کم اخراجات والے چھوٹے جلسے کئے جس کو آپ کارنر میٹنگ کہہ سکتے ہیں جس میں ہم کارکن اپنی فیکٹری کی ٹریڈ یونین کے کارکنوں کو کہتے کہ شام یا رات کو اس وقت آپ کے محلے میں آئیں گے جب آپ لوگ موجود ہوں آپ اپنے محلے کے کچھ لوگوں کو جمع کرنا ہم قومی اسمبلی کے امیدوار ڈاکٹر اعزاز نظیر کے ساتھ آئیں گے کئی محلوں میں بغیر واقفیت کے چلے جاتے تھے، وہاں سیلوں سے چلنے والا میگا فون ہاتھ میں لیکر محلے کی اونچی جگہ یا چبوترے پر کسی دوکان یا ہوٹل کی کرسی، اسٹول یا بینچ لیکر اعلان کرتے کہ ابھی تھوڑی دیر میں آپ کے محلے میں نیشنل عوامی پارٹی کے نامزد اُمیدوار مزدور رہنماء ڈاکٹر اعزاز نظیر خطاب کریں گے، ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ٹریڈ یونین رہنماؤں کا گروپ ہوتا تھا جن میں سے کئی اچھی اور جوشیلی تقریریں کرتے تھے

کچھ میری طرح ان کارنر میٹنگوں میں تقریر کرنا سیکھتے تھے، جب لوگ جمع ہو جاتے تو قریب کے گھر یا ہوٹل میں بیٹھے ہوئے اپنے رہنما ڈاکٹر اعزاز نظیر کو بلواتے وہ محنت کشوں کے مسائل، ملکی مسائل پر پرجوش انداز میں تقریر کرتے لوگ تالیاں بجاتے ڈاکٹر صاحب اور ہم وہ کارنر میٹنگ ختم کر کے دوسرے محلہ میں کارنر میٹنگ کرنے چلے جاتے آخر میں ڈاکٹر صاحب کسی ساتھی کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر چلے جاتے ہم لوگ بسوں میں سوار ہو کر گھر چلے جاتے۔

ایسی ہی کئی تجربے 1977ء کے انتخابات میں ہم لوگوں نے کیے۔ نیشنل عوامی پارٹی پر حکومت نے پابندی لگادی تھی ڈاکٹر اعزاز نظیر نے 1977ء میں سائٹ ایریا کی قومی اسمبلی کی نشست سے، میں نے کورنگی کی صوبائی اسمبلی کی نشت سے الیکشن لڑا، کامریڈ نذیر عباسی (شہید) نے حیدرآباد کی مزدور بستیوں سے اور کئی دوسرے ساتھیوں نے آزاد امیدوار کی حیثیت سے حصہ لیا ان انتخابات میں ہم نے کم خرچ سستی انتخابی مہم کا اپنے سیاسی پروگرام کو عوام تک پہنچانے کا تجربہ حاصل کیا مگر کسی بھی حلقہ انتخاب کی ایک بھی پولنگ اسٹیشن سے کامیابی حاصل نہیں کی ان انتخابات میں ہم لوگ اپنی خفیہ پارٹی، کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے پروگرام کے مطابق پارٹی کی ضرورت اور ہدایت کی وجہ سے آزاد اُمیدوار مزدور رہنماء، طالب علم رہنماء کی حیثیت سے شریک ہوتے تھے حلقہ انتخابات کے محنت کشوں کی خواہش اور ضرورت کے تحت کھڑے نہیں ہوتے تھے، 1977 کے انتخابات میں عوامی سیاست کا سب سے کامیاب تجربہ ہمارے لیاری کے ساتھیوں نے نوجوانوں کی تنظیم لیاری نوجوان تحریک کے ذریعے کیا، قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں پاکستان مسلم لیگ کا سرمایہ دار خاندان محمود ہارون، یوسف ہارون کی شکل میں اور 1970ء کے بعد سابقہ میئر سردار احمد گبول کے بیٹے عبدالستار گبول کے خاندان نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ذریعے لیاری کے محنت کشوں کی نمائندگی پر قبضہ کرلیا۔ قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں لیاری کے محنت کش طبقاتی تحریکوں کا ہراول دستہ رہے، لیاری محنت کشوں کی آبادی ہونے کی وجہ سے بے شمار مسائل کا شکار رہی اور اب بھی ہے۔

کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کی بنائی ہوئی لیاری نوجوان تحریک جو بعد میں کراچی نوجوان

تحریک بن گئی 1977ء کے عام انتخابات میں لیاری کو ہارون اور گبول خاندانوں کی سیاسی اجارہ داری سے آزاد کروانے کے لیئے لیاری کے مسائل بے روزگاری، روڈ راستوں کی خستہ حالی، تعلیمی سہولیات کی کمی، منشیات اور جوئے کے اڈوں کے خاتمے کے لیئے لیاری کی قومی اسمبلی کی نشست پر لیاری کے تعلیم یافتہ نوجوان جان محمد بلوچ کو اپنا اُمیدوار نامزد کر کے اپنی انتخابی مہم بغیر مالی وسائل کے شروع کی، لوگوں سے چندہ کر کے سرگرمیاں کرتے، سستی کارنر میٹنگز کرتے، بڑے جلسے بھی اتنے کامیاب کیئے کہ BBC کو اپنے تبصرے میں کہنا پڑا کہ ایسا نظر آرہا ہے کہ اس بار لیاری نوجوان تحریک کے سرگرم نوجوان لیاری سے ہارون اور گبول خاندان کی سیاسی حکومت ختم کردیں گے۔

پیپلز پارٹی کے قائد ذوالفقار علی بھٹو کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر میں لیاری سے بجلی کے کھمبے کو ٹکٹ دوں تو وہ بھی جیت جائے گا، لیاری کے نمائندے ستار گبول کو پولنگ والے دن لیاری کے غنڈوں کو استعمال کرنا پڑا، صبح دس، گیارہ بجے کے درمیان انھوں نے پولنگ اسٹیشن پر اپنے غنڈوں کے ذریعے حملہ کروایا، جہاں لیاری نوجوان تحریک کے ساتھی زخمی ہوگئے، لیاری نوجوان تحریک نے الیکشن کا بائیکاٹ کردیا، اس کے باوجود کئی ہزار ووٹ حاصل کیئے، اس انتخابی مہم کے دوران لیاری اور کراچی کی نوجوان قیادت ڈاکٹر تنویر شیخ، نون میم دانش، آصفہ رضوی (مرحومہ)، غلام اکبر، ڈاکٹر جبار خٹک، غالب رحمانی، ضیاء احمد اعوان، سلیم جان بلوچ (مرحوم)، مشتاق قریشی، عبدالخالق زدران، حنیف بلوچ، عبدالقادر ثریا، یوسف زدران، حنیف گھانچی، مجید بلوچ، اختر حسین بلوچ، ڈاکٹر تاج، محمد احمد سرفہرست رہے۔

مائی جوری کی انتخابی مہم میں ہمارے ساتھیوں کی کارکردگی اس لئے بہتر رہی کہ ہم نے سستی انتخابی مہم کے ساتھ امیدوار کا انتخاب اس کے اپنے گاوں میں لوگوں کے مسائل کے حل کی جدوجہد کی ضرورت کے ساتھ کیا انتخابی مہم کی بنیاد مقامی مسائل تھے گاوں کے لوگوں کا اتحاد تھا گاوں کے عورتوں نے اہم کردار ادا کیا انتخابی مہم کا جوش و جذبہ اور وسائل گاوں والوں اور انکے ہمدردوں کے اپنے تھے، بھنڈار سنگت کا تعاون بنیادی نہیں اضافی تھا۔ انتخابات کے بعد ڈاکے

کے جھوٹا مقدمہ،عوامی پارٹی کے رہنما صاحب ڈنو اور عبدالکریم جمالی کی گرفتاری کے بعد جیل کے اخراجات، مقدمہ اور ضمانت کے اخراجات کا بندوبست کا چندہ گاؤں والوں نے خود جمع کیا۔

بھنڈار سنگت کے پروگراموں میں گوٹھ غلام محمد کے ساتھی اس کے وسائل اور مدد سے شریک ہوئے تھے مگر عوامی پارٹی کے پروگراموں اور میٹنگوں میں اپنے خرچ یا گاؤں والوں سے چندہ جمع کر کے شریک ہوئے یہ ہے عوامی سیاست کی پائیداری،اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ جعفرآباد کے ہمارے مرکزی رہنما مومن جمالی اور مائی نصیبہ جمالی،ضلعی صدر صاحب ڈنو اور جنرل سیکریٹری عبدالکریم جمالی کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے کئی اہم میٹنگز میں شریک نہیں ہو سکے عوامی پارٹی (پاکستان) لیبر پارٹی (پاکستان) اور ورکرز پارٹی پاکستان کے انضمام کے نتیجے میں بننے والی نئی پارٹی (عوامی ورکرز پارٹی) کی وفاقی کمیٹی میں بلوچستان سے عوامی پارٹی کی جانب سے مومن جمالی اور مائی نصیبہ جمالی کے ممبر بننے کی تجویز منظور ہو چکی تھی مگر آمدورفت کے اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کے نام واپس لئے گے اسلام آباد کے کچھ ساتھیوں نے تجویز دی کہ ہم سب مل کر جعفرآباد بلوچستان کے ساتھیوں کا لاہور تاسیسی کانفرنس میں شرکت کا بندوبست کریں اس تجویز کی اس لئے مخالفت کی گئی کہ یہ بندوبست ایک بار نہیں پھر بار بار کرنا پڑیگا اور ایک گاوں میں اگر بہت سارے ساتھی سرگرم ہوں صاحب ڈنو اور عبدالکریم کی طرح اپنے لوگوں کے حقوق کیلیئے لڑتے ہوئے جیل بھی جا چکے ہوں ان کو چھوڑ کر دو رہنماؤں کی آمدرفت کا بندوبست گوٹھ غلام محمد کے ساتھیوں کے اندر پھوٹ ڈال دے گا،جعفرآباد کے ساتھیوں کی غیر موجودگی کا ان کو یہ نقصان ہوا کہ جب عوامی ورکرز پارٹی کی تاسیسی کانفرنس 11 نومبر 2012ء کے دن پارٹی کے وفاقی کمیٹی کے پہلے اجلاس میں پارٹی کا ملک گیر تنظیمی جائزہ پیش کیا گیا تو میں نے بتایا کہ بلوچستان کے ضلع جعفرآباد میں عوامی پارٹی کی ضلعی تنظیم موجود ہے،جس پر صوفی عبدالخالق نے فوراً کہا کوئی نہیں صرف ایک گاوں میں عوامی پارٹی تھی جسے اب سرداروں نے ختم کر دیا ہے صوفی کے اس بیان اور غلط خواہش پر مجھے افسوس تو بہت ہوا مگر میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ اس کا جواب میں دیکر بدمزگی کیوں پیدا کروں اس کا جواب تو جعفرآباد کے ساتھی اپنے عمل سے دیں گے

انہوں نے اگر عوامی ورکرز پارٹی کو اپنی ضرورت سمجھا اس کو منظم کرنے کا کام کیا تو میری بات سچ ثابت ہوگی اور اگر کام نہیں کیا پارٹی چھوڑ دی تو صوفی عبدالخالق کی بات صحیح ثابت ہوگی جن باتوں ،خیالات اور نظریات کا فیصلہ تاریخ کرے گی اس پر آپس میں نہیں لڑنا چاہیئے ۔

ہمارا خیال تھا کہ ہم نے عوامی سیاست کا سستا پائیدار غیر جاگیردارانہ ماڈل بنایا ہے ہمارے ملک اور ساری دنیا میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی مہنگی ،منافقانہ سیاست کا مقابلہ سستے پائیدار عوامی سیاسی عمل کے ذریعے کیا جاسکتا ہے میں نے اور شاہینہ نے 16 مارچ تا 9 جون 2011ء اپنے ہانگ کانگ کے قیام دوران وہاں کے عوام کی ایک سیاسی سرگرمی دیکھی وہ آپ کے سامنے اس امید کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ آپ خود ہماری ملک کی جاگیردارانہ سیاسی سرگرمیوں اور ہانگ کانگ کے عوام کی سیاسی سرگرمی کا جائزہ لیکر دونوں میں فرق واضع کرسکیں گے، ہمارے ملک میں بڑی سیاسی پارٹیاں جلسے کروڑوں کے بجٹ سے کرتی ہیں شرکا کے کھانے پینے کے بندوبست کے ساتھ کرسیاں اٹھا کر لے جانے کی اسلیئے اجازت دی جاتی ہے کہ کرسیاں اٹھا کر لے جانے کے چکر میں ہی آئندہ ان کے جلسوں میں زیادہ لوگ آجائیں۔

4 جون 2011ء کے دن صبح ہمارے بیٹے احمر نے بتایا کہ آج شام ہانگ کانگ کے وکٹوریہ پارک میں جلسہ ہوگا جس میں 1989ء کے دن چین کے تن من اسکوائر میں شہید ہونے والے جمہوریت پسندوں کی یاد میں موم بتیاں چلائی جائیں گی، میں اور شاہینہ ٹرام میں سوار ہوکر شام 5 بجے وکٹوریہ پارک پہنچ گئے ہمارا خیال تھا ہمارے ملک کی طرح کا جلسہ ہوگا رہنما تقریریں کریں گے اور آخر میں موم بتیاں جلا کر جلسہ ختم کردیا جائے گا۔

وکٹوریہ پارک کے میدان میں ٹینس ،والی بال ،باسکٹ بال اور دیگر کھیلوں کے لئے جگہیں اور نشان بنے ہوئے ہیں سارے میدان کا فرش پکا ہے۔ہانگ کانگ میں بجلی کبھی جاتی نہیں ہے یا ہم نے کبھی بجلی جاتے نہیں دیکھی ،میدان کے اندر ایک طرف ایک بڑا اسٹیج لوہے کے فریموں سے جوڑ کر بنائی گئی تھی ،اسٹیج پر لائٹوں کا بندوبست جلسہ کے منتظمین نے کیا تھا باقی پورے پارک میں روزانہ جلنے والی لائٹیں تھی ،اسٹیج سے پورے پارک میں آواز پہچانے کے لئے بڑا ساؤنڈ سسٹم لگا ہوا

تھا پارک کے درمیان اور دائیں، بائیں کناروں پر اور آخر کے دو کونوں پر بڑی اسکرینیں لگی ہوئی تھیں جو اسٹیج اور جلسہ گاہ کی سرگرمیاں دکھارہی تھیں۔

جلسہ گاہ کو مختلف بلاکوں میں تقسیم کیا گیا تھا بلاکوں کے درمیاں اسٹیج سے آخر تک دائیں سے بائیں طرف کھلے راستے چھوڑے گئے تھے، ہر بلاک کے مختلف حصوں کے باہر مخصوص پیلے رنگ کی جیکیٹس پہنی رضا کارلڑکیاں اورلڑکے کھڑے تھے جبکہ جلسہ گاہ میں آنے والے زیادہ لوگ گروپوں کی صورت میں آرہے تھے ان کے گروپ لیڈرلڑکی یا لڑکا اپنا دائیں ہاتھ سر سے اوپر اٹھا کر جلسہ گاہ کے کسی بھی راستہ سے داخل ہوتے بلاکوں میں کھڑے رضا کار ٹارچ کی روشنی کے اشارے سے ان کو بتاتے کہ اس گروپ کو کہاں بیٹھنا ہے، وہ گروپ اس حصہ میں چلا جاتا ہانگ کانگ میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں۔اس لئے ہرفرد اپنے کاندھے پر ایک چھوٹا تھیلا ڈالے چلتا ہے جس میں اس کی چھتری پینے کے پانی کی بوتل ہوتی ہے وہاں پینے کا پانی ہر جگہ لگے ہوئے میونسپل کارپوریشنوں کے نلکوں سے لیا جاتا ہے کمپنیوں کا پانی خریدنے کی اسلئے ضرورت نہیں ہوتی کہ نلکوں کا پانی ٹیسٹ شدہ ہوتا ہے مزید اس تھیلے میں اخبار رسالے،آئی پیڈ وغیرہ رکھتے ہیں یا گھر کا سودا خرید کر ڈال لیتے ہیں جلسہ گاہ میں ہرفرد اپنی تھیلے سے کوئی رسالہ،اخبار پلاسٹک کی شیٹ نکالتا زمین پر بچھاتا کچھ لوگ ہماری طرح جو گھٹنے کے درد میں مبتلا ہوتے ہیں اپنے تھیلے سے چھوٹی فولڈنگ کرسی نکال کر بلاک کے سائیڈ میں کھول کر اس طرح بیٹھ جاتے کے پچھلے بیٹھے ہوئے شخص سے اسٹیج یا اسکرین چھپ نہ جائے،اسٹیج پر مختلف بینڈ آرہے تھے اپنے گیت سنا کر جارہے تھے جلسہ گاہ میں صرف میں اور شاہینہ شلوار قمیص پہنے غیر ہانگ کانگی نظر آرہے تھے بہت سے لوگوں کی نظریں ہمارے طرف تھیں۔

ہم جلسہ گاہ کے درمیان راستے سے چلتے ہوئے اسٹیج کے سامنے چلے گئے اسٹیج کے قریب ایک اسٹال پر جمہوریت کی مورتی فروخت کی جارہی تھی۔جلسہ گاہ میں صرف دو جھنڈے تھے جن پر انگلش میں لکھا تھا ہانگ کانگ الائنس پورے جلسہ گاہ مین دوسرا انگلش لفظ کئی کارکنوں کی کالی بنیانوں پر لکھا تھا (ڈیموکریسی) باقی سارے ہینڈ بل، پوسٹر، گیت اور تقریریں ہانگ کانگ کی

مقامی زبان کینڈنی میں تھے جلسہ گاہ میں آنے کے ہر راستے پر ایسی پہیوں والی ٹرالیاں کھڑیں تھی جن پر شفاف پلاسٹک کے چندے کے ایسے باکس رکھے ہوئے تھے جن کے اندر موجود نوٹ نظر آرہے تھے ایسی چندے کی ٹرالیاں دس سے زیادہ جگہوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ رضا کار قریب سے گذرنے والوں کو کچھ کہہ رہے تھے لوگ چندے کے بکسوں میں نوٹ ڈالتے رہے، لوگ بڑی تعداد میں مسلسل آتے جارہے تھے۔ میں اور شاہینہ پارک کے کنارے پر بنے ہوئے چبوترے پر بیٹھ گئے، کسی ریڈیو کا نمائندہ ہمارے پاس آیا انٹرویو لینے کی کوشش کی ہم نے شکریہ کے ساتھ اس کو یہ کہا کہ ہم پاکستانی ہیں ہم خود ذاتی طور پر فوجی آمریت کے متاثرین میں سے ہیں، مگر ہم یہاں مہمان ہیں اس لئے انٹرویو دینا مناسب نہیں سمجھتے۔

جلسے کی کاروائی شروع ہوگئی مگر اسٹیج پر کوئی بیٹھا ہوا نہیں تھا۔ اسٹیج کے نیچے سے اعلان ہوتا تھا بینڈ آتے جاتے تھے مجمع سے کسی پارٹی کا رہنما زمین سے اٹھتا اسٹیج کی طرف جاتا تقریر کر کے واپس اپنی جگہ آکر زمین پر بیٹھ جاتا نہ کوئی باڈی گارڈ نہ جیالوں کا نعرے باز ٹولہ یہ تھا غیر جاگیردارانہ عوامی سیاست کا کلچر، جس میں لیڈر اور کارکن سب ایک ساتھ زمین پر بیٹھے تھے۔

جلسہ کا سب سے خوبصورت منظر دوران جلسہ ایک ہی سائز کی موٹی موم بتیاں رضا کار بھی تقسیم کر رہے تھے اور لوگ اپنے تھیلوں سے نکال کر ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔ رضا کار کاغذ کی بنی ہوئی قیف کی طرح گول کٹوریاں تقسیم کرتے رہے لوگ ان کو اپنی، اپنی موم بتیوں پر اس طرح لگاتے رہے کہ قیف کا چوڑا حصہ اوپر آگ سے دور موم بتی کے شعلے کو چلتے رہنے کیلئے ہوا سے بچاتا رہے اور قیف کے چھوٹے سوراخ والا حصہ موم بتی پکڑنے والے ہاتھ کو جلتی ہوئی موم بتی سے پگھلنے والے گرم گرم موم سے محفوظ رکھ سکتا تھا، رات کو 8 بجے تقریروں کے درمیاں موم بتیاں جلنا شروع ہوگئی پانچ منٹوں میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے اپنی موم بتیاں چلادیں ایک لاکھ موم بتیوں کے اوپر لگے ہوئے سفید کاغذ کی کیپ نے آگ کے شعلے کو چھپا کر موم بتی کے اوپر کے سرے پر روشنی کا سفید پھول بنادیا ایک لاکھ سے زیادہ روشنی کے ان سفید پھولوں نے ہمارے سامنے ایک منفرد اور خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔

لوگ ابھی تک جلسہ گاہ میں آ رہے تھے بیٹھنے کی جگہیں ختم ہوگئی تھیں، اب لوگوں کو اسٹیج کے دونوں طرف اور اسکرینوں کے پیچھے کھڑا کیا جارہا تھا ہمیں ان کی کینڈنی زبان سمجھ نہیں آ رہی تھی جلسہ کا سب سے زیادہ خوبصورت منظر دیکھ رہے تھے اب واپسی کی پریشانی تھی کہ جلسہ گاہ میں لوگ آئے تو رفتہ رفتہ ہیں لیکن جب ایک ساتھ واپس جائیں گے تو پتہ نہیں کتنی دیر بعد ہمیں سواری ملے پھر ہم دونوں نے طے کیا چلو پارک کے باہر دیکھیں یہ اتنے لوگ آئے کن سواریوں میں ہیں جب باہر نکلے تو ایک بھی ایسی بس، ویگن یا کار جلسہ گاہ کے باہر نہیں کھڑی تھی جس کو بک کروا کر کوئی گروپ جلسے میں آیا ہو سب کے سب ان بسوں، ٹراموں، فیری لانچوں اور زیر زمین میٹرو ٹرینوں کے ذریعے اپنا، اپنا کرایہ خرچ کر کے آئے تھے ہانگ کانگ کے عوام نے اپنا وقت اور اپنے وسائل خرچ کر کے اتنا کامیاب جلسہ کیا تھا یہ ہے عوام کی پائیدار سیاسی سرگرمی کی ایک اور مثال جو ہمارے لیئے مشعل راہ بن سکتی ہے، دوسرے دن کی انگلش اخبار میں کسی لیڈر کی نہیں بلکہ موم بتی جلائے ہوئے عوام کی خوبصورت تصویر تھی جن میں یہ بتایا گیا تھا کہ ہانگ کانگ الائنس میں 17 سیاسی پارٹیاں شامل ہیں جن میں ہانگ کانگ کی کمیونسٹ پارٹی، قوم پرست، جمہوریت پسند اور لبرل پارٹی شامل تھیں سب کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ ہم چین کے زیر انتظام آنے کے باوجود ہانگ کانگ کی جمہوریت سے دستبردار نہیں ہوں گے، چین کا ایک پارٹی آمریت والا غیر جمہوری نظام قبول نہیں کریں گے۔

## تنگ نظری کا مقابلہ عوامی اتحاد:

ہانگ کانگ میں جہاں ہم نے عوامی سیاست کا پائیدار ماڈل دیکھا وہاں شہر تعمیرات اور عوام کی بنیادی ضروریات اسکول، اسپتال، روڈ راستے، جزیرے اور چین سے ملے ہوئے ہانگ کانگ کو آپس میں جوڑنے والی سمندر کے نیچے بنی ہوئی کئی سرنگیں دیکھیں، جگہ جگہ پارک پینے کا مفت صاف پانی نکاسی آب اور برساتی پانی کو جمع کرنے کے منصوبے دیکھے، پبلک واش روم اور پورے شہر میں دوران برسات بھی صفائی، ستھرائی کا ایسا جذبہ اور نظام دیکھا جس کو بیان کرنے کیلیے

علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔

یہاں صرف یہ بتانا کافی ہے کہ ہانگ کانگ میں قانون کی حکمرانی ہے مگر پولیس کہیں نظر نہیں آتی ہانگ کانگ کے لوگوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ان کے ملک کی اپنی فوج نہیں ہے اس لئے وہاں کبھی مارشل لانہیں لگا ان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت 1997 تک برطانیہ پوری کرتا تھا اس کے بعد اب چین کی حکومت کرتی ہے نظریاتی سرحدیں مذہبی نہیں قومی ہیں ہر مذہب کے عبادت خانے ہیں ہانگ کانگ والوں کی ترقی کا راز یہی ہے کہ وہاں کسی بھی قسم کی تنگ نظری نظر نہیں آتی ہر کوئی دوسرے کے مذہب، فرقہ، لباس، زبان اور ثقافت کا احترام کرتا ہے۔

قدیم مقامی لوگوں کی زبان تہذیب، معیشت اور حکمرانی کرنے کے سیاسی حقوق محفوظ ہیں باہر کے لوگ کام کریں، تجارت کریں مقامی لوگوں سے زیادہ ٹیکس دیکر جائیدادیں خرید سکتے ہیں، مگر مقامی لوگوں کو نقصان پہنچائے بغیر مچھلی پکڑنے کا پہلا حق قدیم مچھیروں کو ہے، گاؤں کی کونسل کے انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا حق صرف گاؤں کے قدیم باشندوں کو حاصل ہے۔

ہانگ کانگ چھوٹی آبادی والا چھوٹا علاقہ ہے پہلے یورپی سرمایہ دارانہ نظام کا ایشیائی مرکز تھا اب چینی سرمایہ دارانہ نظام کا مرکز بنتا جا رہا ہے ہانگ کانگ کی چھوٹی سے آبادی کو کنٹرول کرنے کیلئے ان کو تقسیم کرنے کی سرمایہ دارنہ نظام کو ضرورت نہیں رہی، ہم جیسے زیادہ آبادی والے ممالک کے عوام کو گلوبل سرمایہ دارانہ نظام چلانے والے مالیاتی اور پیداواری ادارے ان کی عالمی تنظیمیں، اور ناٹو افواج ان کے اتحادی ہمارے فوجی اور سولین حکمرانوں کو محنت کش عوام اور محکوم قوموں کے وسائل پر اپنا قبضہ ہمیشہ کے لئے برقرار رکھنے کیلئے عوام کے مختلف حصوں کو ایسے تقسیم کر دیا گیا ہے کہ ہر مذہبی فرقہ، سیاسی پارٹی اور گروہ قوم پرست جمہوریت پسند اور ترقی پسند فرد اور گروہ صرف اپنے آپ کو صحیح اور درست سمجھتا ہے اور باقی سارے لوگوں، گروہوں اور پارٹیوں کو نا صرف غلط سمجھتا ہے بلکہ ان سے نفرت بھی کرتے ہیں اس نفرت کا کھلے عام اظہار بھی کرتے ہیں جس کی وجہ سے عوام کے مختلف حصوں میں بات چیت کا عمل بند ہو گیا ہے کسی معاشرے کی تباہی کا پہلا قدم تنگ نظری ہے۔

یہ تنگ نظری سماج کے ہر گروہ کو اپنی تہذیب، ثقافت، زبان، ادب پر فخر کرنے کے ساتھ دوسرے سماجی گروہوں سے نفرت اپنے سماجی گروہوں کے اعلیٰ ہونے اور دوسرے سماجی گروہوں کے کم تر ہونے کے جذبے اور خیال سے شروع ہو کر پختہ عقیدہ بن جاتی ہے انسان کے عقیدے میں وقت اور حالات کے مطابق ترقی نہیں ہوتی تبدیلی نہیں ہوتی تو اس عقیدے کا ماننے والا شخص بنیاد پرست بن جاتا ہے ہر بنیاد پرست شخص اپنے عقیدے کو منانے کے لئے سرگرم رہتا ہے اور بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں کا سب سے زیادہ خطرناک پہلو دہشت گرد کاروائیاں ہیں جن کی وجہ سے دہشت گردی کے شکار علاقے، معاشرے، ممالک ہر قسم اور سطح کی ترقی سے محروم ہو جاتے ہیں

انارکی، خانہ جنگی، لاقانونیت صرف مسلح دہشت گرد گروہوں کو فائدہ پہنچاتی ہے عام لوگ بھوک اور افلاس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کا یہ تضاد کہ وہ مختلف خطوں یا ملکوں کے عوام کے قدرتی وسائل پر اپنا کنٹرول قائم رکھنے کے لئے عوام میں موجود مختلف سماجی گروہوں کو آپس میں لڑاتے کیلئے تنگ نظر خیالات اور جذبات کو پروان چڑھا کر تنگ نظری ان کے عقیدے میں شامل کرواتے ہیں، لیکن اپنا صنعتی مال فروخت کرنے کے لئے اس سرمایہ دارانہ نظام کو آزاد اور پرامن تجارتی منڈیاں اور صنعتی علاقے چاہتے ہیں عوام کو تقسیم کرنے کا کام اور پر امن منڈیاں بنانے کا کام ایک ساتھ نہیں چل سکتا۔

اس ظالمانہ سرمایہ داری نظام کو ختم کرنے کیلئے محنت کش عوام محکوم قوموں کی جاگیردار مخالف جمہوری قوتوں کو متحد کرنا ہوگا عوام کو متحد کرنے کا یہ کام کون کرے گا؟ جو خود تنگ نظر نہ ہو عقیدت پرست نہ ہو سب سے بڑی مشکل یہ ہی ہے کہ ہمارے ملک میں عوام کے اتحاد کے ذریعے انقلاب لانے کی لفاظی کرنے والے سیاسی گروہ خاص طور پر بائیں بازو کے وہ گروہ جو دوسرے سماجی گروہوں کو موقع پرست، غیر انقلابی کہہ کر گالیاں دیتے ہیں اپنی تنگ نظر انقلابی نعرے بازی کی وجہ سے روز بہ روز عوام سے دور ہوتے جاتے ہیں ان کے ساتھ عوام کو سیاسی طاقت بنائے بغیر انقلاب کا خواب دیکھنے والے لوگوں کے چھوٹے گروپ ہیں جو اپنی تنگ نظری، عقیدت پسندی کو

چھوڑے بغیر عوام کی انقلابی جدوجہد کے رہنما بننا چاہتے ہیں جبکہ وہ عوام کی انقلابی جدوجہد کا حصہ بھی نہیں بن سکتے، ہمارے معاشرے میں جو لسانی، نسلی، قومی اور مذہبی تنگ نظری عقیدت پرستی اور دہشت گردی ہے اس کے ذمہ دار حکمران طبقات ہیں مگر اس کا حصہ بننے والے اور شکار ہونے والے محنت کش عوام ہیں ان کو حکمران طبقات کی سازشوں سے آگاہ کرنا، جنونیت سے باہر لانا آج کے انقلابیوں کی اہم ذمہ داری ہے یہ ذمہ داری پوری کرنے کیلئے ہمیں ان کے قریب جانا ہوگا ان کی زبان میں بات کرنا ہوگا یہاں میں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ اور کارل مارکس کے انتقال پر اس کی قبر پر اسی کے قریبی ساتھی فیڈرک اینگلس کی تقریر کا ابتدائی حصہ پیش کرتا ہوں۔

**سب سے اہم نصیحت (سورۃ سباء مکیہ)**

''لوگوں سے کہو کہ میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اپنی روش سے ذرا رک جاؤ اور پھر اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی غور فکر کرو، اپنی روش زندگی کے متعلق سوچو۔،، ۳۴/۴۶.

ترجمہ: صفحہ ۸۶ کتاب عظیم جلد دوم، قرآن مرکز اسلام آباد

☆☆☆

''کارل مارکس کو دفن کرتے وقت اینگلس کی تقریر کا آغاز
14 مارچ کو سہ پہر کے پونے تین بجے موجودہ زمانے
کے سوچنے والی سب سے بڑی ہستی نے سوچنا بند کر دیا۔،،
ہائی گیٹ قبرستان (لندن)

☆☆☆

17 مارچ ۱۸۸۳ء کارل مارکس فریڈرک اینگلس منتخب تصانیف حصہ سوم صفحہ ۱۳۵ قرآن شریف کی آیت اور فیڈرک اینگلس کی تقریر میں ایک ہی بات کی گئی ہے کہ غور کرو اپنی روش زندگی پر۔

میں تنگ نظر عقیدت پرست محنت کشوں کو اوران کے عوامی انقلاب کیلئے متحد کرنے والے مارکسی عقیدت پسندوں کو، خود کو اور اپنے سارے ساتھیوں کو آواز دیتا ہوں کہ غور کریں اپنی روش پر اپنے رویئوں پر عوام کا اتحاد اور سیاسی قوت ہی تبدیلی کا محرک ہوگی، اس عوامی طاقت کو بنانے اور قائم رکھنے کیلئے صرف کسی نظریئے۔ حکمت عملی اور عمل کی تقلید کرنے والوں کی نہیں تخلیق کاروں کی ضرورت ہے۔

## چمبڑ ہاری تحریک

عوامی سیاست کی ایک بڑی مثال چمبڑ ہاری تحریک ہے جو 1950ء میں سندھ ہاری کمیٹی کی طرف سے سندھ اسمبلی کے گھیراؤ سے لیکر 1967ء کے عوامی اُبھار میں ہاریوں کے حقوق کیلئے ایسی بھرپور تحریک تھی جس میں کامریڈ عزیز سلام بخاری کی قیادت میں چمبڑ کے ہاریوں نے وڈیروں کو خود گرفتار کر کے تھانے میں بند کروایا، چمبڑ کے تھانے پر سندھ ہاری کمیٹی کے رہنماؤں کا اثر قائم کرنا اور چمبڑ میں ہاریوں کے حقوق دلانے کے لئے ٹیننسی ایکٹ پر عملدرآمد کیلئے ہاری عدالتیں ہاری رہنماؤں کی سربراہی میں قائم کرنے جیسی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

اسکے بعد جنرل یحیٰ کی مارشل لاحکومت میں چمبڑ کے 18 ہاری رہنماؤں کو ایک، ایک سال قید بامشقت اور دس دس کوڑوں کی سزائیں دی گئیں اس کے کافی عرصے بعد چمبڑ کی ہاری تحریک میں مایوسی کے ایک لمبے دور کے بعد 1999ء میں کمیونسٹ پارٹی کی ماضی پرست پالیسیوں سے مایوس ہمارے کچھ ساتھیوں نے بھنڈار ہاری سنگت بنائی، جس کو 2006ء میں میرپور خاص اور ٹنڈوالہیار میں ہاریوں کی جبری مشقت ختم کرنے کے لئے ہاری خاندانوں کو سرزمین سے بھگا کر کیمپوں میں لے جانے کے بجائے ان کے اپنے علاقوں میں حقوق دلانے کی جدوجہد کیلئے تعاون حاصل ہوا جس میں قانونی مدد کے ساتھ ہاریوں مزدوروں کو منظم کرنے کا موقع بھی ملا، دوتین سال کی مسلسل محنت کے بعد چمبڑ کی تین یونین کاؤنسلوں میں سندھ ہاری پورہیت کاؤنسل کے 52 گروپ بن گئے، چمبڑ ہاری تحریک کے پرانے ساتھی پھوٹو رستمانی سندھ

ہاری پورہیت کاؤنسل کے پہلے صدر بنے، ساتھی احمد خان لغاری، آچر سولنگی (مرحوم)، صدیق سولنگی، ساتھی اقبال آرائیں (مرحوم)، ستار جروار، گلاب بھیل، کامریڈ احمد خان لغاری کے بیٹے لطیف لغاری سمیت بہت سارے نئے ساتھی سامنے آئے۔

مقامی وڈیروں کے زیادتیوں کے خلاف آواز اٹھانے اور مظاہرے کرنے کا عمل شروع ہوگیا، جنوری 2009 ئمیں چمبڑ کے سرکاری اسپتال میں 18 سالہ ایک نوجوان لڑکے جعفر خان رستمانی کو لایا گیا جس کو سانپ نے کاٹا تھا، اسپتال کا انچارج ڈاکٹر الیاس لغاری جو بہت اثر ورسوخ رکھنے والا وڈیرہ بھی ہے، اس نے زہر کا علاج کرنے والی انجکشن یہ کہہ کر نہیں دی کہ اسپتال میں وہ انجکشن موجود نہیں ہے، لڑکے کو والدین قریبی ٹنڈو الہیار اسپتال میں لے گئے جہاں وہ انتقال کر گیا بعد میں پتہ چلا کہ اسپتال میں سانپ کے کاٹنے کے علاج کی انجکشن موجود تھی ڈاکٹر نے اس نیت سے نہیں دی کہ لڑکے کے والد میرے پرائیویٹ کلینک میں لڑکے کو علاج کے لئے لائیں گے، وہاں میں بھاری قیمت لیکر انجکشن لگا دونگا۔

لڑکے کے انتقال کے بعد چمبڑ کے عوام نے احتجاج کیا، میڈیا نے شور مچایا جس کی وجہ سے ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر نے انکوائری کروائی جس میں یہ ثابت ہوا کہ چمبڑ اسپتال میں سانپ کے کاٹے کا علاج کرنے والی ویکسین موجود تھی۔

اس کے بعد لڑکے کے والدین، رستمانی برادری اور سندھ ہاری پورہیت کاونسل نے ڈاکٹر الیاس لغاری کے خلاف احتجاجی مہم شروع کردی، جس کا مقابلہ کرنے کیلئے ڈاکٹر الیاس لغاری نے گلاب لغاری پولیس اسٹیشن پر جھوٹے ڈاکے کی FIR چھ ہاری رہنماؤں صدیق سولنگی، ارباب رستمانی، خدابخش رستمانی، احمد مگنھار، پیرانو منگنھار اور مزار خان رستمانی کے خلاف داخل کروادی، گلاب لغاری تحصیل ماتلی ضلع بدین کا پولیس اسٹیشن ہے مگر چمبڑ شہر کے قریب ہے۔ اس لئے گلاب لغاری کی پولیس کو چمبڑ کے ہاریوں کی تنظیمی طاقت کا پتہ ہونے کے ساتھ یہ بھی پتہ تھا کہ یہ FIR جھوٹی ہے، اس لئے گلاب لغاری پولیس نے تفتیش کرکے FIR کو جھوٹا قرار دیکر خارج کر دیا، ڈاکٹر الیاس لغاری نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے حیدرآباد سیشن کورٹ میں گلاب لغاری

پولیس کے خلاف یہ الزام لگایا کہ پولیس نے ملزمان سے رشوت لیکر FIR خارج کر دی ہے ،عدالت کے آرڈر پر دوبارہ FIR درج کروائی گئی اب ہمارے ساتھیوں کی گرفتاری کا خطرہ بڑھ گیا تھا،ساتھیوں نے سوچا کہ جھوٹے مقدمات کا مقابلہ ہم عدالتوں کے ذریعے نہیں کر سکتے ،نہ ہمارے پاس وکیلوں کی فیسیں ہیں اور نہ ہی ہم جھوٹے کیسوں کی ضمانتیں روز روز کروا سکتے ہیں، اگر ہم لوگوں نے جدوجہد کا آغاز نہ کیا تو ایک بار پھر چمبڑ ہاری تحریک مایوسی کا شکار ہو جائے گی۔

ساتھی پنھل ساریو اور میں نے 3 فروری کو سندھ ہاری پورہیت کونسل کراچی ہوٹل چمبڑ والے دفتر میں ہاری ساتھیوں کا اجلاس بلایا ساری صورتحال کا جائزہ لیکر یہ فیصلہ کیا گیا کہ 6 فروری 2009 کے دن چمبڑ کے اردگرد کے گوٹھوں سے ساتھی احتجاجی ریلیاں نکالیں گے اور چمبڑ کے پولیس تھانے والے چوک پر جمع ہو کر تھانے کا گھیراؤ کر کے ساتھیوں کے خلاف جھوٹی FIR خارج کروائیں گے اور ڈاکٹر الیاس لغاری کے خلاف نوجوان جعفر لغاری کے موت کی FIR داخل کروائیں گے اس احتجاجی دھرنے میں سندھ ہاری پورہیت کاونسل کے ساتھیوں کے علاوہ عوامی پارٹی اور دیگر سیاسی ،وقوم پرست پارٹیوں اور ہاری عورتوں کو زیادہ سے زیادہ شریک کیا جائیگا۔

6 فروری 2009ء کے دن شاہینہ،تاج مری پنھل ساریو اور میں،صدیق سولنگی کے گاؤں کے جلوس کے ساتھ چمبڑ آئے ،داد جرو اور دوسرے علاقوں سے کئی ٹریکٹر،سوزوکیاں،ڈاٹسن اور دس دس ، پندرہ پندرہ کلومیٹر پیدل چل کر ساتھی چمبڑ آئے ،تقریبا دو ہزار ہاری عورتیں اور مرد چمبڑ تھانے کے سامنے جمع ہو گئے ، ماتلی اور ٹنڈو الہیار کے ڈسٹرکٹ کے پولیس افسریاان کے نمائندے بھی وہاں پہنچ گئے ، چھ نامزد ملزمان ہاری رہنماؤں کو ہم نے ٹریکٹر پر کھڑا کیا پولیس کو وارننگ دی کہ جب تک ڈاکٹر الیاس کے خلاف جعفر رستمانی کے قتل کی FIR داخل نہیں کی جاتی اور ہمارے ساتھیوں کے خلاف ڈاکٹر کی جھوٹی FIR خارج نہیں کی جاتی تھانے کا گھیراؤ نہیں ختم کریں گے ،پولیس افسران کے ساتھ تھانے میں بات چیت ہوئی جعفر رستمانی کی ایف آئی آر اس کے والد قاسم رستمانی اور والدہ نے پنھل ساریو اور شاہینہ رمضان کے ساتھ تھانے میں جا کر داخل کروائی۔

ہمارے ساتھیوں کی FIR پر پولیس افسران نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ FIR جھوٹی ہے ہم نے پہلے بھی اس FIR کو جھوٹا قرار دیا ہے مگر اس بار عدالت کے حکم پر دوبارہ یہ FIR کٹی ہے، اس لئے ہمیں تفتیش کا وقت دیا جائے، ڈاکٹر الیاس کی ضمانت مقامی وڈیروں نے کروائی تھی لیکن ہمارے ساتھی ہاریوں کی منظم جدوجہد کی وجہ سے آزاد گھومتے رہے یہ تھی سندھ ہاری پورہیت کاؤنسل کی قیادت میں ہاریوں کی سیاسی طاقت۔

کچھ دن بعد ماتلی، بدین کے دس ہاری خاندانوں کو عدالت نے اپنی مرضی سے رہنے کی اجازت دی، زمیداروں نے ان کو راستے میں اغوا کرنے کی کوشش کی، ان ہاریوں کو ساتھی شاہینہ کی قیادت میں وڈیروں کے باڈی گارڈز کی موجودگی میں جھمبڑ لے آئے تھانے کے سامنے مظاہرہ کیا تھانے والوں کو بتایا کہ اگر بدین کے وڈیرے ان کو جھمبڑ سے اغوا کر کے لے گئے تو ذمہ دار جھمبڑ کی پولیس ہوگی اس کے بعد جھمبڑ کے ہاری خاندان بلا خوف وخطر خود ہی عدالتوں میں جاتے وڈیروں کے خلاف حبس بیجا کی درخواست دیتے آزاد ہو جاتے۔

علاقے کے لنڈ وڈیروں نے اپنے غنڈوں کے ذریعے مورخہ 23 اکتوبر 2011 ساتھی صدیق سولنگی اور نیتراج کولہی پر اس لیئے حملہ کر دیا کہ ان کی حمایت اور رہنمائی کی وجہ سے وہاں کے ہاری عدالتوں میں جا کر آزاد ہو رہے تھے دونوں ساتھی زخمی ہوئے زیادہ زخم صدیق سولنگی کو آئے تھے، انھیں جھمبڑ کے اسپتال میں داخل کروایا گیا، کراچی سے فوری طور پر میں اور شاہینہ جھمبڑ اسپتال پہنچے جہاں جھمبڑ کے ساتھی جمع تھے، دوسرے دن سندھ ہاری پورہیت کاؤنسل کے ساتھیوں نے بھرپور مظاہرہ کیا اور شاہینہ، پنھل ساریو اور جھمبڑ کے ساتھیوں نے تھانے میں جا کر وڈیروں کے خلاف قاتلانہ حملہ کی FIR داخل کروائی۔

وڈیروں کی سیاسی طاقت کا مرکز علاقے کا تھانہ ہوتا ہے جس کے ذریعے وڈیرے اپنے مخالفین کے خلاف جھوٹی ایف آئی آر کٹوا کر ان کو گرفتار کرواتے رہتے ہیں اور اپنے خلاف یا اپنے لوگوں کے خلاف سچی ایف آئی آر کٹنے نہیں دیتے FIR کٹ بھی جائے تو گرفتاریاں نہیں ہونے دیتے جھمبڑ کے ہاری ساتھیوں نے اپنی سیاسی طاقت کے ذریعے وڈیروں کا جھمبڑ تھانے پر اثر و

رسوخ کم کر کے تحریک کا اثر قائم کرلیا تھا، یہ جمبڑ کے ساتھیوں کی عوامی سیاست کے زبردست مظاہرے تھے یہ کام کسی NGO کا نہیں سیاسی کارکنوں کا تھا مگر ان کے ساتھ تعاون ضرور بھنڈار سنگت کا تھا۔ بھنڈار سنگت کو مختلف پروجیکٹ بھی ملتے رہتے ہیں۔ اس میں بھی بھنڈار کی صدر شاہینہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ پروجیکٹ کے سرگرمیوں کے ذریعے بھی ہاریوں، مزدوروں اور عورتوں کی سیاسی قوت میں اضافہ ہو، وہ بغیر NGO کی مدد کے اپنے علاقے میں سیاسی طاقت بن جائیں، تھانوں کے گھیراؤ کا سیاسی کام کوئی NGO نہیں کرسکتی، عوامی پارٹی پاکستان کے ساتھی سندھ ہاری پورہیت کاونسل بنانے اور جمبڑ کے ہاریوں کی تحریک میں رضا کارانہ طور پر سرگرم رہے، اسلیئے جمبڑ میں دوبارہ ہاری تحریک نے سیاسی اہمیت اور طاقت حاصل کرلی۔

لیکن لیبر پارٹی کے ساتھیوں کو عوامی پارٹی کے ساتھیوں کے کام میں کوئی انقلابی جذبہ نظر نہیں آیا وہ سمجھتے رہے کہ یہ سارا کام ڈونر کی فنڈنگ سے ہورہا ہے، اس میں پائیداری نہیں ہے، فنڈ ختم ہوجائیگا تو سندھ ہاری پورہیت کاونسل بھی ختم ہوجائیگی ان کا ماضی کا تجربہ شائید ایسا ہی تھا، اس لیئے اس کام کو بچانے کے لیئے لیبر پارٹی کے ساتھیوں نے عوامی پارٹی کے ساتھیوں کے کام کو بقول انکے بہتر بنانے کیلیئے دوسرا کام شروع کردیا، ان ساتھیوں میں سے کئی کو اس بات کا پتہ تھا کہ کوئی ڈونر تھانوں پر گھیراؤ کیلیئے فنڈنگ نہیں کرتا، اسکے باوجود کچھ ساتھیوں نے اس بات کو اہمیت نہیں دی اور انقلابی نعرے بازی کو اہمیت دیتے ہوئے سندھ ہاری پورہیت کاونسل اور عوامی پارٹی کے کام کو غیر انقلابی کہہ کر خود سندھ ہاری پورہیت کاونسل SHPC کا چربہ سندھ ہاری پورہیت کمیٹی SHPC کے نام سے ایک تنظیم بناڈالی اور سندھ ہاری پورہیت کاونسل کی بنائی ہوئی سیاسی طاقت کو توڑنے کی جدوجہد شروع کردی۔

مورخہ 21 مئی 2012ء کو حیدر بخش جتوئی کی برسی کے موقع پر لیبر پارٹی کے ساتھیوں نے سندھ سطح کا جمبڑ میں جلسہ سندھ ہاری پورہیت کمیٹی SHPC کے نام سے کرنے کا اعلان کیا ہمارے ساتھیوں نے تاج مری کے ذریعے لیبر پارٹیوں کے ساتھیوں سے بات کی کہ سندھ ہاری پورہیت کاونسل کے ساتھی ہر سال 21 مئی کو جمبڑ میں حیدر بخش جتوئی کے برسی کے موقع پر جلسہ

16مارچ2010ء حیدرآباد میں .ئی جوری جمالی عوام کی عدالت میں ریلی سے خطاب کرتے ہوئے

16مارچ2010ء مائی جوری حیدرآباد میں عوامی عدالت کی احتجاجی ریلی

6 فروری 2009ء کے دن کسانوں کا جلوس چمبڑ شہر کی طرف گامزن مصنف
کے ہاتھ میں مقتول کی تصویر

6 جنوری 2009ء مقتول نوجوان جعفر رستمانی کی والدہ شاہینہ رمضان اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ
چمبڑ تھانے میں ایف آئی آر درج کروانے جارہی ہیں۔

6 فروری 2009ء کے دن کسانوں کا جلوس چمبڑ شہر کی طرف گامزن مصنف
کے ہاتھ میں مقتول کی تصویر

6 جنوری 2009ء مقتول نوجوان جعفر رستمانی کی والدہ شاہینہ رمضان اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ
چمبڑ تھانے میں ایف آئی آر درج کروانے جا رہی ہیں۔

مورخہ 4 جون 2012ء ہانگ کانگ کے وکٹوریہ پارک میں جمہوریت پسندوں کا جلسہ

مورخہ 4 جون 2012ء شاہینہ رمضان ہانگ کانگ کے جلسے میں چندہ جمع کرنے کا نظام دیکھ رہی ہیں

کرتے آئے ہیں آپ لوگ پہلی بار کر رہے ہیں مناسب ہوگا کہ ہاریوں کی تحریک اور سیاسی طاقت کو تقسیم کرنے کے بجائے آپ اور ہم مشترکہ طور پر جلسہ کریں اگر ہمارا اور آپ کا مقصد ہاریوں کی منظّم جدوجہد ہی ہے تو انکی سیاسی طاقت کو تقسیم کرنا نقصان دہ عمل ہوگا، ہمیں انکی طرف سے جواب ملا کہ آپ لوگ NGO کے ساتھ یا اس کے تعاون سے جلسہ کرتے ہیں ہم آپ کو ساتھ ملا کر جلسہ نہیں کر سکتے، ہم لوگ 20 مئی کو جلسہ کر رہے ہیں آپ لوگ آؤ ہم آپ کے جلسے میں 21 مئی کو آئیں گے۔

خیر لیبر پارٹی والے ساتھیوں نے بیس مئی کے جلسے میں بقول انکے کارکنوں کے دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) روپے خرچ کئے پورے سندھ سے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا چمبڑ میں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اب چمبڑ میں ہاریوں کی تنظیم سندھ ہاری پورہیت کاونسل ختم ہوگئی ہے اس کی جگہ سندھ ہاری پورہیت کمیٹی آگئی ہے، ہمارے بہت سے ساتھی کاونسل اور کمیٹی کو ایک ہی سمجھ کر اسی جدوجہد کے جذبے کے ساتھ جلسے میں گئے لیکن اس جلسے کا لہجہ سن کر انھیں تشویش ہوئی، ہمارے ساتھیوں کی یہ مجبوری تھی کہ وہ بتائیں یہ حقیقت نہیں ہے کیوں کہ ان کے خلاف تھانوں میں مقدمات تھے وڈیروں کے قاتلانہ حملے اور دشمنیاں تھیں اس لئے انہوں نے بغیر بجٹ کے مقامی ساتھیوں کے وسائل کے ساتھ 21 مئی 2012ء کو اپنا جلسہ ایک ہال میں بغیر ڈیکوریشن، بغیر کھانے کی دیگوں کے کیا انہوں نے صرف چمبڑ کے مقامی ساتھیوں کی سیاسی طاقت کی بنیاد پر اس جلسہ کو کامیاب بنا کر اپنے آپ کو وڈیروں کے حملوں سے بچایا۔

لیبر پارٹی کے ساتھی ایسا کیوں کر رہے تھے میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا اب جبکہ عوامی پارٹی پاکستان، لیبر پارٹی پاکستان اور ورکرز پارٹی پاکستان آپس میں انضمام کر کے ایک پارٹی (عوامی ورکرز پارٹی) بنانے کی بات چیت کا عمل شروع ہو چکا تھا۔ مورخہ 14 اکتوبر 2012 کو حیدرآباد میں ان تینوں پارٹیوں کا مشترکہ اجلاس ہوگیا سندھ کی صدارت ورکرز پارٹی کو دی گئی اور جنرل سیکریٹری کا اہم عہدہ لیبر پارٹی کے ساتھی کو دیا گیا پھر بھی لیبر پارٹی پاکستان نے چمبڑ میں مشترکہ مظاہرہ کرنے کے بجائے اکیلے مظاہرہ کیا اس کا مطلب تو صرف یہ سامنے آرہا تھا کہ ہمارے یہ

ساتھی کسی وجہ سے پورے پاکستان میں ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں لیکن چمبڑ کے ہاریوں کی عوامی سیاسی طاقت توڑنے کی شعوری یالاشعوری کوشش کررہے ہیں۔

ہم یہ سوچ رہے تھے کہ چمبڑ کے ہاریوں کی سیاسی طاقت ختم کرنے کی کوشش یہاں کے وڈیرے کروار ہے ہیں کہ کہیں آئندہ انتخابات میں یہاں سے بھی کوئی مائی جوری پیدا نہ ہو سکے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ نہیں وڈیروں کا کام کم ہمارے بائیں بازو کے نعرے باز انقلابیوں کا کام زیادہ ہے، پولیس تھانوں کے گھیراؤ کرنے والے ہاریوں اور مزدوروں کی سیاسی طاقت کو انقلابی کام نہیں سمجھتے صرف اپنے اسٹڈی سرکلوں، سوشلزم کے خیالات کو انقلابی کام سمجھتے ہیں اور عوام کے مسائل پر جدوجہد کے بجائے صرف نظریاتی ،نعروں اور مظاہروں کو انقلابی کام سمجھتے ہیں۔

انہیں مارکسی لیلینی تعلیمات ماؤزے تنگ کے تجربات پر کھلے عام بحث ومباحثہ کرنے کے بجائے خفیہ انٹرزم کی سرگرمیوں کے ذریعے مہم چلانا انقلابی نظر آتا ہے ان مسائل پر جب میں نے عوامی ورکرز پارٹی کے ایک ساتھی سے بات کی تو مجھے پتا چلا کہ لیبر پارٹی کے ساتھی ہمیں اس لئے انقلابی نہیں سمجھتے کہ ہم کمیونسٹ تحریک کی عالمی انقلابی علامتوں تصویروں کو عوامی مسائل کی جدوجہد اور عوامی ورکرز پارٹی کے پروگراموں میں لانے کی مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے لیبر پارٹی کے اکثر ساتھیوں کی دل آزاری ہوتی ہے، ان کے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہمیں امریکی سامراج اوران کے ڈونر انقلابی علامتوں کو روکنے کی تنخواہ دیتے ہیں۔

اس کا فیصلہ تو وقت ہی کریگا کہ چمبڑ کے تھانے کا گھیراؤ کرنے والے ڈاکٹر الیاس لغاری کے جھوٹے مقدمات اور وڈیروں کے غنڈوں کے حملوں کا مقابلہ کر کے ھاریوں ،مزدوروں اور محنت کش عورتوں ،مردوں نوجوانوں کی سیاسی طاقت بنانے والے صحیح انقلابی تھے یا بائیں بازو کی طفلانہ بیماری کے شکار انقلابی لفاظی کر کے عوام کی سیاسی طاقت توڑنے والے۔

میں امید کرتا ہوں کہ جو ساتھی ہمارے کام اور کردار کے خلاف چھپ کر پروپیگنڈہ کرتے ہیں کھل کر سامنے آکر انقلابی انداز سے بات کریں گے، ہم اکیلے ٹکڑیوں میں عوامی سیاسی طاقت نہیں بنا سکتے ہیں، ہمیں متحد ہو کر کام کرنا ہوگا کھل کر اپنے خدشات کا اظہار کرنا ہوگا۔

## این.جی اوز کا کردار:

عوام کی سیاسی طاقت بنانے اور عوام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کیلئے گلوبل سرمایہ دارانہ نظام کی جدید سامراجی قوتوں سے لیکر محلے کے غنڈوں اور زمینداروں کے کمداروں اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنا ہوگا اس کیلئے عوام دوست انقلابی سیاسی پارٹیوں، تنظیموں کے پاس سیاسی پروگرام ہوگا اور اس پروگرام کی کامیابی کے لیئے قابل عمل حکمت عملی ہوگی، اس پر عملدرآمد کی طاقت اور صلاحیت حاصل کرنا ہوگی۔

ماضی میں انقلابی پارٹیوں اور تنظیموں کو اپنے ممبران کی ممبر شپ فیس، ماہانہ چندوں اور عطیوں کے علاوہ سرد جنگ کے دور میں سوویت یونین، روسی سوشلسٹ بلاک، چینی بلاک کی مدد سے نظریاتی اور سیاسی تعلیم تربیت کا مواد بائیں بازو کی پارٹیوں کے مدد کے نام پر کاروباری ٹھیکے اور دوروں کے لئے بین الاقوامی تعاون حاصل تھا۔

اپنے ممبران کے فنڈز، اپنی ٹریڈ یونین تنظمیں، کسان اور دیگر ہنر اور پیشوں کے کاریگروں، ملازموں کی تنظیموں سے افرادی قوت اور مالی تعاون ملتا تھا، انقلابی پارٹیاں اور تنظیمیں اپنا کاروبار چلاتی تھیں اس کے منافع سے اپنی سرگرمیاں کرتی تھیں، اور اپنے انقلابی کام کو جاری رکھنے کیلئے مالی وسائل قانونی ذرائع سے حاصل کرنے کے علاوہ غیر قانونی ذرائع سے حاصل کرنے کی بھی حمایت کی جاتی تھی، کہتے ہیں کہ پارٹی فنڈز کے حصول کیلئے کامریڈ لینن نے اسٹالن کی مدد سے ڈاکہ ڈالنے والا گروہ بنایا ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے سرکاری خزانہ لوٹا، یہ غیر قانونی کام اُس دور میں ہوا جب ریاست اور اس کی ایجنسیاں چھوٹی اور کمزور تھیں، سرد جنگ اور اس کے بعد سامراجی ممالک اور ان کے اتحادی ممالک کے فوجی اور سولین اداروں کی ایجنسیاں بہت مضبوط ہوگئیں۔ پاکستان میں کچھ کمیونسٹ گروپوں نے اسی طرح کی سرگرمیوں کے ذریعے وسائل جمع کرنے کا تجربہ کیا جس میں بہت سے اچھے ساتھی قتل ہوئے روپوشی کی زندگی کی مصیبت برداشت کرتے رہے ان سرگرمیوں کی سربراہی کرنے والے کمیونسٹ رہنماؤں کا پتہ جب ایجنسیوں کو ہوگیا تو انہوں نے ان کو گرفتار کر کے سزائیں دینے کے بجائے

حکمران طبقات کی گود میں بٹھا دیا یا سیاست سے کنارہ کشی کرنے پر مجبور کر دیا اور پھر ان وارداتوں سے حاصل ہونے والے مال کا کسی کو پتہ نہیں چلا، دوست ممالک سے ملنے والے کاروبار کے منافعوں کا پتہ نہیں چلا، بلکہ مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ سوویت یونین کے خاتمے کا کوئی ایک بنیادی سبب بتاؤ؟ میں جواب دیتا ہوں (کالا دھن) پھر اگر پوچھا جاتا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے ٹوٹنے کا بنیادی سبب بتاؤ؟ میں جواب دیتا ہوں (خفیہ فنڈز)

آج کل ساری دنیا میں سیاسی پارٹیوں کی ترقی اور کامیابی میں ان کی قیادت کو حاصل ہونے والے اختیارات اور وسائل کا صحیح اور شفاف استعمال ہے ہر پارٹی اور تنظیم بنک اکاؤنٹ کے ذریعے فنڈز کا انتظام کرتی ہے ہر ملک کی سیاسی پارٹیوں کے کاروبار، ٹرسٹ، فاؤنڈیشن تعلیم و تربیت کے ادارے ہوتے ہیں، ہمارے ملک میں بائیں بازو کے کئی گروپ اپنے ممبران اور ہمدروں کا فنڈ نہ صرف خفیہ رکھتے ہیں۔ بلکہ اپنی جیبوں میں ان کا اکاؤنٹ رکھتے ہیں، کئی گروپ اور پارٹیاں اپنے غیر ملکی ساتھیوں کے فنڈز پر پارٹیاں چلا رہے ہیں بہت سارے گروہ سامراجی اداروں اور ممالک کی ڈونر ایجنسیوں کے فنڈز کے ذریعے انقلاب لانے کی فکر میں ہوتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ NGO انقلاب نہیں لائیں گی انقلاب یا سیاسی تبدیلی سیاسی پارٹی کے ذریعے ہوگی۔

بہت سارے انقلابی ساتھی یہ جانے بغیر کہ NGO اور ڈونر ایجنسیوں کا کام اور کردار کیا ہے سارے بین الاقوامی سامراجی اداروں اور ریاستی اداروں کو چھوڑ کر صرف NGO اس کے کام اور اس میں کام کرنے والوں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں، بنیاد پرست مذہبی دہشت گرد بھی NGOs کی خواتین اور مردوں کو نشانہ بناتے رہتے ہیں، غیر سرکاری تنظیمیں جسے عرف عام میں NGO کہتے ہیں اس کا کردار موجودہ دور میں گلوبل سرمایہ داری نظام کے بالکل اسی طرح کا سیفٹی وال ہیں جیسے صنعتی سرمایہ داری نظام کی سیفٹی وال ٹریڈ یونینز تھیں۔

کامریڈ مارکس، اینگلس، لینن سب نے ٹریڈ یونینوں کو ایسا سیفٹی وال قرار دیا جس کو مزدوروں کے چندے سے چلایا جاتا ہے، وہ مزدوروں کے تنخواہوں اور سہولتوں میں اضافہ کروا کر

صنعتی اداروں کے مزدوروں کا انقلابی جذبہ اور غصہ ٹھنڈا کروا دیتے ہیں، اس کے باوجود دنیا بھر کی انقلابی پارٹیوں اور رہنماؤں نے ٹریڈ یونینوں میں کام کے ذریعے محنت کشوں سے رابطہ رکھنے کا کام کیا اور ٹریڈ یونین کے اداروں کو جمہوری طریقے سے چلانے کا کام سکھایا تا کہ محنت کش عوام ادارے چلانا سیکھ جائیں۔

آج کل ساری دنیا میں گاؤں اور محلوں کی سطح تک محنت کشوں نظر انداز لوگوں، برادریوں ،عورتوں تک پہنچنے کا ایک ذریعہ NGO بھی ہیں ہم نے گاؤں اور علاقوں کی سطح تک جبری مشقت کے خاتمے، ہاری تحریک دوبارہ منظم کرنے، مائی جوری جمالی کا انتخاب لڑنے کا کام اپنے ساتھیوں کے انقلابی سیاسی جذبے کے ساتھ ایک NGO بھنڈار سنگت کی مدد سے کیا، این جی او میں لاکھوں محنت کش لڑکے اور لڑکیاں دیہاتوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پورے جذبے کے ساتھ کام کرتے ہیں ان میں سے اکثر اپنے روزگار کے لیئے تنخواہ لینے میں دلچسپی رکھتے ہیں لیکن زیادہ تر رضا کارانہ جذبے کے تحت لوگوں کی خدمت اور ان کو سماجی، سیاسی طاقت بنانے کے لیئے بھی کام کرتے ہیں جن کو خراج تحسین پیش کرنے کی ضرورت ہے، اس کے باوجود یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ NGO سیکٹر میں فنڈز دینے اور لینے والے بیروکریٹس کا راج ہے اور پھر NGO میں بھی اتنی کرپشن ہے جتنی ٹریڈ یونین ،قیادت، میڈیا اور سماج کے دیگر اداروں میں ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ گلوبل سرمایہ دارانہ نظام کے ڈونر ان کی بین الاقوامی NGOs کسانوں، مزدوروں عورتوں اور نظر انداز سماجی گروپوں کو منظم کرنے کا کام اس طرح کرواتی ہیں کہ ایک کام دس مختلف NGO سے کروایا جائے تا کہ عوام جاگیرداراوں،، مذہبی دہشت گردوں کے خلاف علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں جدو جہد کریں اور مشترکہ جدو جہد کر کے وسیع پیمانے پر متحد اور منظم نہ ہو پائیں ہمیشہ تقسیم ہوکر موجودہ سرمایہ ردارنہ نظام کے کنٹرول میں رہیں۔ بڑی خرابی یہ ہے کہ این جی اوز سیاسی تعلیم ،تربیت کا کام کرتی تو ہیں مگر اپنے آپ کو غیر سیاسی کہتے ہیں، اپنے ان ملازمین کو ملازمتوں سے ہی نکال دیتے ہیں جو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں، جب کہ ٹریڈ یونینز میں کسی

بھی پارٹی کے فرد کو ممبر بننے کا حق تھا ٹریڈ یونین کے رہنما اپنی سیاسی پارٹی کے رہنما بھی ہوتے تھے ،اگر این جی اوز کے ملازم اور رہنما اپنی سیاسی پارٹی میں سرگرمیاں کریں تو ڈونرز کی طرف سے فنڈز بند ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے این جی اوز والے اپنے نظریات، خیالات اور سیاسی مقاصد کو ڈونرز کے فنڈز کی خاطر قربان کر دیتے ہیں جو ان کی سب سے بڑی غلطی ہے، اپنے مقاصد کے لئے فنڈز حاصل کرنا چاہئیں لیکن فنڈز کی خاطر نہ مقاصد بنانے ،بدلنے چاہئیں اور نہ ہی چھوڑنے چاہئیں، اس کے باوجود انقلابی کام سے وفاداری رکھنے والے ساتھی ان NGO اور ڈونرز کے وسائل سے اس طرح کام کر سکتے ہیں۔ جیسے بہت سارے دوسرے ترقی پذیر ممالک میں عوام دوست انقلابی جذبہ رکھنے والے ساتھیوں نے کیا ہے، بھنڈار سنگت نے NGO کے کام کو عوام کی سیاسی طاقت بنانے کے لئے کامیابی سے استعمال کیا ہے، ہمارے ملک میں یہ بحث عام ہے کہ این جی اوز والوں کو سامراجی ممالک کے ڈونرز ڈالر دیکر خراب کرتے ہیں، غیر سیاسی بناتے ہیں۔

میں حیدرآباد کی ایک این جی او کے دفتر میں بطور رضا کار ایک ایسی میٹنگ میں شریک ہوا جس میں اس تنظیم کے کام اور کارکردگی ،اثرات اور خرچ کی جانے والی رقم کی جانچ پڑتال کے لیئے کینیڈا سے دو رکنی ٹیم آئی ہوئی تھی، وہ اپنے ساتھ ترجمان بھی لائے تھے، ان کے کام کے دوران میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے لوگوں کی ترقی اور خوشحالی کے نام پر کرپٹ قیادت والی تنظیموں کو ترقی دیکر ہمارے ملک میں مزید تباہی پھیلا رہے ہیں، اپنے عوام سے محبت کرنے والے سچے لوگوں کے کام میں رکاوٹیں کھڑی کررہے ہیں، کینیڈین ٹیم کے نوجوان لڑکے نے کہا ہمیں کیا پتہ آپ کے ملک میں کون ایماندار ہے اور کون بے ایمان، آپ کے پاس کونسا آلہ یا تھرمامیٹر ہے جس سے آپ ایماندار اور بے ایمان کو پہچان جاتے ہیں، میں نے جوش سے کہا میرا تجربہ مجھے اس کے بارے میں بتاتا ہے، اس نے کہا اگر میں آپ کے تجربے کو نہ مانوں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے، میں نے کہا نہیں آپ کیا بتانا چاہتے ہیں بتائیں۔

اس نے کہا آپ لوگ کسی ادارے یا تنظیم کو امین بنائے بغیر ایماندار مان لیتے ہیں، ہم لوگ

ایسا نہیں کرتے، ہماری نظر میں ایماندار وہ ہے جس کے پاس امانت رکھوائی جائے اور وہ خیانت نہ کرے چاہے وہ شخص اور ادارہ امیر ہو یا غریب ہمارے خیال میں امانت، رقم یا اختیارات انسان کو خراب یا اچھا نہیں بناتے، خرابی یا اچھائی انسان اور اداروں کے اندر پہلے سے موجود ہوتی ہے، دولت اور اقتدار اس کو صرف ظاہر کرتا ہے جیسے تھرمامیٹر کی وجہ سے بخار نہیں ہوتا بلکہ جسم کے اندر موجود بخار ظاہر ہوتا ہے، ہم آپ کے ملک میں کسی تنظیم کو سب سے پہلے کام کے لیئے پانچ ہزار ڈالر ایک سال کے لیئے دیتے ہیں جو ہمارے ملک میں ایک مزدور کی ایک ماہ کی تنخواہ سے بھی کم رقم ہے، اس رقم سے ہم ایک پوری تنظیم اور اس کی قیادت میں ایمانداری اور بے ایمانی چیک کر لیتے ہیں، اس کے بعد میں ایمانداری ٹیسٹ کرنے والے اس سادے آلے کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں، بلکہ کبھی کبھی استعمال بھی کر لیتا ہوں۔

ہر طبقے کے فرد یا ہر ادارے سے اچھا کام لیا جا سکتا ہے، اس لئے اداروں یا افراد کے خلاف تنگ نظر رویئے نہیں ہونے چاہیں عوام کے نام پر وسائل خُرد بُرد کرنے والوں کے مقابلے پر عوام کو سیاسی طاقت بنانے کے لئے ملکی اور بین الاقوامی دوستوں کے وسائل لینے اور استعمال کرنے چاہئیں، این جی اوز اس لیئے بدنام ہو رہی ہیں کہ ان اداروں میں مانیٹرنگ سسٹم مضبوط ہے، اور کرپشن کہیں نہ کہیں پکڑی جاتی ہے جیب میں اکاونٹ رکھنے والے نہیں بنک کے اکاؤنٹ کے ذریعے حساب دینے کے لیئے حاضر رہنے والے ہی عوامی سیاسی طاقت بنا سکتے ہیں۔

## عوامی سیاست اور قیادت

لفظ سیاست کا مطلب عوام میں بگاڑ کر یہ بنا دیا گیا ہے کہ کوئی شخص یا گروہ کسی دوسرے شخص یا گروہ کے ساتھ کسی بھی قسم کی بے ایمانی کرے دھوکا دے اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے ہوشیاری دکھائے تو کہا جاتا ہے ہم سے سیاست کرتا ہے سیاست کی یہ معنی بالکل غلط ہیں یہ غلط معنی اس لئے عوام میں مقبول بنائے گئے ہیں آپ کو لفظ سیابت سے سیاسی عمل سے نفرت ہو جائے خاص طور پر اچھے ایماندار اور بہادر لوگ سیاسی عمل سے دور رہیں۔

سیاست یا سیاسی عمل کہتے ہیں سارے ریاستی اداروں پر کنٹرول حاصل کرنے کے عمل کو جس میں فوج، پولیس، انتظامیہ ان کی ساری وزارتیں کھلی اور خفیہ ایجنسیاں ،عدلیہ، ریاست کے زیر کنٹرول سارے مالیاتی ادارے یا میڈیا کو کنٹرول کرنے والے ادارے مقننہ، وفاقی اور صوبائی سطح پر قانون سازی کرنے والی اسمبلیاں ان کی وزارت، گورنریوں اور صدارت کے ادارے وغیرہ شامل ہیں۔ استحصالی طبقات ان ریاستی اداروں پر اپنا کنٹرول برقرار رکھنے کے لئے عوام کو سیاسی عمل سے دور رکھتے ہیں، سیاسی عمل کو اتنا مہنگا اور مشکل بناتے ہیں کہ عوام سیاسی عمل میں حصہ لیکر ریاستی اداروں پر کنٹرول حاصل کرنے عوام کے حق میں تبدیل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ،عوام کی زندگی میں امن انصاف اور خوشحالی لانے والے عمل کے میدان میں قدم ہی نہ رکھ سکیں، سیاست سائنس بھی ہے اور آرٹ بھی یہ الفاظ سیاسی کارکنوں کو اکثر سننے پڑتے ہیں سیاست میں سائنس کا حصہ کون سا ہے اور آرٹ کیا ہے اس کی واضح سرحد نہیں ہے ۔

سائنس میں مختلف تجربات تحقیق ایک جیسے عمل اور ردعمل کے بعد جو اصول طے ہوتے ہیں ایک جیسے نتیجے، اشکال مظاہرے اور منظر سامنے آتے ہیں اس کو سائنسی نتائج کہا جاسکتا ہے مگر ہر نئی تحقیق اور اس پر تجربات کسی نئے مفروضے پر کی جاتی ہے، نیا مفروضہ نئی معلومات نئے تجزیے کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے نئی معلومات پر نیا مفروضہ نئے تجربات کرنے والا سائنسدان پیروکار نہیں ہوتا تحقیق کے بعد نئی تخلیق سامنے آتی ہے، نئی تخلیق آرٹ ہے اور تخلیق کار آرٹسٹ۔

عوامی سیاست، ریاستی اداروں پر مکمل کنٹرول عوام کی ایسی سیاسی پارٹی یا تنظیم کی سطح پر ممکن ہے جس سطح تک آپ ریاستی اداروں پر کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں جاگیردار سرمایہ دار اور جرائم پیشہ گروہ اپنے صوبے اور ملک گیر سطح کی سیاسی پارٹیاں بناتے ہیں مگر ان کا بنیادی اور فوری مقصد اپنے علاقے کی پولیس، پٹواری، مقامی سرکاری دفاتر اور عدالتوں پر اپنا کنٹرول برقرار رکھنا ہوتا ہے اسلئے حکمران طبقات کی سیاسی پارٹیاں اور ان کی قیادت تحصیلوں ضلعوں کے وڈیروں سے ابھر کر آپس میں متحد ہو کر پیدا ہوتی ہے یا ریاستی اداروں پر قابض فوجی اور سویلین نوکر شاہی اپنے اور دیگر استحصالی طبقات کے مفادات میں پیدا کرتی ہے، حکمران طبقات کی سیاسی

پارٹیاں ریاستی اداروں کی مدد سے بنتی، چلتی اور اقتدار پر قابض ہوتی ہیں اس لئے ان کی پارٹیوں میں آئین منشور اور تنظیمی ڈھانچوں کے بجائے شخصیتوں کو اہمیت حاصل ہوتی ہے سنجیدہ پروگرام کے بجائے نا قابل عمل نعرے بازی کو اہمیت حاصل ہوتی ہے نا قابل عمل کا مطلب یہ ہے کہ حکمران طبقات کی کسی پارٹی کا کوئی بھی لیڈر عوام سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اقتدار میں آ کر تین یا چھ مہینے میں مہنگائی بے روزگاری ختم کر دے گا، تعلیم اور صحت کی سہولیات ہر شخص کو مل جائیں گی، سب کو فوری اور سستا انصاف اُس کے دروازے پر مل جائے گا، وعدے پورے کیسے کرے گا جس کا عملی منصوبہ اس کے پاس نہیں ہوتا۔

عوامی سیاست اور قیادت کو اپنی سیاسی پارٹی کا پروگرام عوام کے مشوروں سے بنانا چاہیئے، مگر عوام تو صرف مقامی مسائل کے مقامی حل پیش کرے گی ان کے سماجی ترقی اور سماجی انصاف کے خواب کو وسیع اور جدید بنانے کے لئے دنیا بھر میں موجود سماجی ترقی اور انصاف کی تحریکوں سے اپنے علاقے کے محنت کشوں کو معلومات کے ذریعے واقف کروانا، دنیا کے عوام دوست سیاسی ماڈلوں کو عام کرنا بہت ضروری ہے۔

عوامی سیاست کا مطلب طبقاتی اور قومی جبر کا شکار محنت کش عوام اور محکوم اقوام کے نظر انداز عوام کی سیاسی طاقت قائم کرنا ہے، ہمارے ملک میں طبقاتی مفادات کے علاوہ قومی، لسانی، مذہبی، صنفی اور فرقہ وارانہ تقسیم موجود ہیں ہمارے حکمران ان تقسیموں کے باوجود خود آپس میں متحد ہیں اور اپنے مفاد میں ان سماجی تقسیموں میں تنگ نظری کا زہر ڈال کر عوام کو تقسیم کرتے رہتے ہیں حکمران طبقات اور ان کے ریاستی ادارے تقسیم کرو لڑاؤ اور حکومت کرو کے سائنس دان بھی ہیں اور فنکار بھی یعنی حکمران طبقات کی قیادت اپنے سیاسی عمل میں سائنس اور آرٹ کا کامیابی سے استعمال کرتے ہیں، عوام میں موجود فرقہ واریت، مذہبی، لسانی اور قومی تنگ نظری اس قدر نفرت میں تبدیل کر دی گئیں ہیں کہ عوام سے دیواروں پر ان کے اپنے خلاف ایسے نعرے لکھوائے جاتے ہیں جو عوام کو جوڑنے کے بجائے مزید تقسیم اور نفرت کا باعث بنتے ہیں۔

عوام دوست لوگوں کا امتحان ہے کہ وہ عوام کو سیاسی طاقت کس طرح بناتے ہیں مختلف

طبقات،قوموں اور سماجی گروہوں کے سماج میں عوام کی متحد اور مشترکہ سیاسی طاقت کسی ایک یا ایک سے زیادہ سیاسی پارٹیوں اور تنظیموں کے ذریعے قائم ہوتی ہیں جو عوام کے مختلف حصوں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تنگ نظری کے بجائے تعاون کے رشتہ سے قائم ہونگے۔

اپنی اپنی سیاسی پارٹیوں کیلئے پروگرام اور بہتر حکمت عملی کی وکالت کی جائے گی مگر مزدوروں ،کسانوں ،نوجوانوں ،طالب علموں ،عورتوں ،دانشوروں اور تمام پیشوں کے ملازمین کی تنظیموں میں ان کے مسائل اور ان کا حل مختلف سماجی گروہوں کی جدوجہد کے مطابق ہوگا ،کسی محکوم قوم کے اپنے پر حکومت کرنے والی حکمران قوم کے خلاف جہاں مسائل اور جدوجہد مشترکہ ہوتے ہیں وہاں اس محکوم قوم کے اندر موجود ظالم جاگیردار، سردار اور سرمایہ داروں کے خلاف محنت کشوں کے مسائل اور جدوجہد مختلف ہوگی اس لیئے محکوم قوم کے محنت کش اپنے اوپر ہونے والے طبقاتی استحصال کے خاتمے کے ساتھ قومی حق خوداختیاری بشمول حق علیحدگی کی جدوجہد کرتے ہوئے اپنی قوم کے جاگیرداروں ،سرداروں ،جابر سرمایہ داروں کے ظلم اور جبر کو فراموش نہیں کریں گے، اپنے محنت کش عوام کے حقوق اور قومی آزادی کی تحریک دونوں جدوجہدوں کو ایک جیسی اہمیت دیں گے ،عوامی مسائل پر عوام کی جدوجہد ہر قسم کی نظریاتی اور سیاسی تنگ نظری کے بغیر ہی عوامی سیاسی طاقت بن سکتی ہے۔

عوام کو دھوکہ دینے والے حکمران طبقات کے سیاسی رہنما اور پارٹیاں ،مذہبی ،لسانی قومی ،نسلی ثقافتی تنگ نظری کا پروگرام بنا کر پروپیگنڈہ کر کے اپنی سیاسی پارٹیاں اور منفی سیاسی طاقت اور قیادت بنا سکتے ہیں مگر عوام کی سیاسی پارٹی یعنی سیاسی طاقت اور قیادت بنانے کیلئے سچائی اور حقیقت پسندی کی ضرورت ہے، ہمارے محنت کش عوام میں موجود مذہبی ،لسانی ،قومی ،نسلی ،ثقافتی رنگا رنگی کا احترام کرنا ان کی ترقی کیلئے کام کرنے کو ان کے اپنے رنگ میں منظم کرنے اور اپنا سیاسی پروگرام ان سے منوانے کیلئے عوام دوست سیاسی پارٹیوں کی قیادت اور کارکنوں کو محنت کش عوام کے پاس جانا ہوگا وہ سیاسی شعور کی جس منزل پر ہیں اس منزل پر جانا جس زبان اور انداز میں وہ ہماری بات سن سکتے ہیں سمجھ سکتے ہیں اسی زبان یعنی ان ہی اصطلاحات میں ہمیں بولنا سیکھنا چاہیئے اور ان کو اسی انداز میں سکھانا چاہیئے۔

ایسا صرف وہ سیاسی کارکن کر سکتے ہیں جو محنت کش عوام کا سماجی انصاف لانے کیلئے محنت کشوں کی جدوجہد کی تاریخ سے واقف ہونگے محنت کشوں کے سائنسی سیاسی نظریات سے واقف ہونگے سیاسی عمل اور جدوجہد اپنی داخلی خواہشات کے مطابق نہیں اپنے معاشرے کی مادی حقیقتوں کے مطابق ترتیب دینے کے خالق ہونگے، نئے دور میں محنت کش عوام اور محکوم قوموں کے عوام میں سے نئی قیادت پیدا کرنی ہوگی اور اب یہ قیادت نظرانداز سماجی گروہوں کے جوشیلے نوجوانوں اور تجربے کار سیاسی کارکنوں کی مشترکہ جدوجہد کے ذریعے پیدا ہوسکتی ہے۔

ہمارے پورے خطے میں پدرشاہی معاشرتی نظام ہے جس میں بڑا باپ، دادا ہوتا ہے جائیداد اور وسائل کی تقسیم، سارے معاشی، سماجی اور سیاسی فیصلے مرد کرتے ہیں مائی جوری کی نامزدگی کا فیصلہ مردوں نے کیا اور اس کی سیاست سے دست برداری کا فیصلہ اس کے شوہر اور دوسرے مردوں نے کیا، آپ نے دیکھا کہ لکھنا پڑھنا نہیں جاننے والے بھی باشعور ہوسکتے ہیں، عورتوں کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے آپ نے دیکھا کہ گاؤں کی کسان عورتیں باشعور ہوسکتی ہیں بہادر اور ایماندار ہوسکتی ہیں، مائی جوری اور گوٹھ غلام محمد کی عورتوں نے، انتخابی مہم اور سارے سیاسی عمل کے دوران کتنی ہمت دکھائی جبکہ مائی جوری کی نامزدگی کا فیصلہ صرف مردوں کی میٹنگ میں ہوا تھا عورتوں نے مردوں کے فیصلوں کو قبول کیا اور نبھایا، ذرا سوچیں اگر گاؤں کی عورتیں اسمبلی کا اُمیدوار خود اپنے اندر نامزد کرتیں تو یقیناً ہم مردوں کی تجویز سے بہتر اُمیدوار سامنے لاتیں اور انتخابی مہم میں عورتوں کا کردار اس سے کئی گنا زیادہ موثر ہوتا، سرداروں اور وڈیروں سے قبائلی جھگڑا ختم کرنے کے ہم سب حامی تھے، سرداروں اور ظالم وڈیروں کی سیاسی مخالفت چھوڑنے کا وعدہ یا معاہدہ سابق وزیراعظم میر ظفراللہ جمالی سے گاوں کے چند مردوں نے کیا مائی جوری جمالی اور گاؤں کی دوسری عورتوں نے نہیں کیا جبکہ مائی جوری جمالی کی انتخابی مہم میں عورتیں بہت زیادہ سرگرم تھیں اس کے بعد مائی جوری کے گاوں والوں میں سرداروں اور وڈیروں کی مخالفت جاری رکھنے کا اعلان مائی نصیبہ جمالی نے کیا، افروز، ثمینہ اور کئی عورتوں نے عوامی پارٹی کے ضلعی کنونشن میں شرکت کر کے سیاسی کردار جاری رکھنے کے حق کو استعمال کرنے کا اعلان کیا۔

مائی جوری جمالی کو انتخابی امیدوار بنانے کی ہماری حکمت عملی بھی ہماری مجبوری تھی

بلوچستان کے ضلع جعفر آباد کی تحصیل گنداخہ کے حالات اتنے خطرناک نہ ہوتے تو ہم لوگ سرداروں کے مقابلے پر کسی عورت امیدوار کا سوچتے ہی نہیں اور گاؤں کے مرد حضرات گاؤں سے اپنے گھر کی عورت کو اپنا انتخابی امیدوار نامزد ہی نہیں کرتے اور مائی جوری کے گاوں والے اپنے سرداروں سے مقابلہ کا یہ تاریخی کارنامہ انجام نہیں دے پاتے، میرا ذاتی تجربہ ہے ہمارے خطے کی عورتوں میں تنگ نظری کم نظر آتی ہے جس میں تنگ نظری کم ہوگی، عقیدت پسندی کم ہوگی، بنیاد پرستی کم ہوگی اس میں دہشت گردی کے رجحانات کم ہوں گے، دوسروں کو اپنا بنانے اور جوڑنے کی صلاحیت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے یہ عورتیں ہیں جو اپنے ماں باپ کے گھر، خاندان اور علاقے کا رہن سہن، طور طریقے، رسم رواج سسرال والوں یعنی اپنے مرد شوہر کے خاندان کی خواہشات پر تبدیل کر دیتی ہیں۔

عورتیں ہمارے معاشرے میں دوہرے جبر اور استحصال کا شکار ہیں جبر اور استحصال کے اس سماجی اور سیاسی نظام کو تبدیل کرنے کی سب سے زیادہ اگر ضرورت محنت کشوں کو ہے تو اس میں محنت کش عورتوں کو مردوں سے زیادہ ہے غیر مسلم سماجی گروہوں کو یہ نظام نہیں چاہیئے تو اس میں بھی جبر کا زیادہ شکار عورت ہے محکوم قوموں پر جبر استحصال اور غلامی جیسی صورت حال ہے تو وہاں بھی دوہری غلامی، کا شکار سارے محنت کش ہیں غلام قوم کی عورتیں اپنے مردوں کی بھی غلام ہیں درمیانہ طبقات اور جبر کرنے والے طبقات کی عورتیں بھی کسی حد تک ناانصافیوں کا شکار ہیں، اس لئے سماجی ترقی اور انصاف کے عوامی انقلابوں کی زیادہ ضرورت عورتوں کو ہے عوام کو متحد کرنے جوڑنے اور منظم کرنے کی زیادہ صلاحیت عورتوں میں ہے اس لئے آئیں اپنی انقلابی تحریک اور جدوجہد میں انھیں زیادہ جگہ دیں اور انکو اپنا رہنما بنائیں اور محنت کش عورتوں کو قیادت میں زیادہ سے زیادہ لائیں۔

حکمران طبقات ان کی ملکی اور عالمی اتحادی بڑی فوجی طاقتوں ان کی خفیہ ایجنسیوں جبر کے ریاستی اداروں کے ساتھ اپنی مضبوط اور منظم سیاسی پارٹیاں بھی رکھتے ہیں، عوامی سیاست غیر منظم طریقے سے کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی محنت کش عوام کو پہلے خود سیاسی طور پر منظم ہونا ہوگا پھر اپنے

گلی محلوں گاؤں، شہروں، ضلعوں، قوموں کے عوام کو سرمایہ دارانہ جاگیردارانہ اور قبائلی اثرات والے گلوبل نظام سے آزاد کروانے کے لئے متحد اور منظم کرنا ہوگا۔ خطے کے دوسرے ممالک کے محنت کشوں کے ساتھ اتحاد بنانا ہوگا، ایسا سیاسی پارٹیوں اور تنظیموں کی صورت میں ہی ممکن ہے سیاسی پارٹیاں بنانے کیلیئے پہلے ایسا سیاسی پروگرام حکمت عملی اور قابل عمل سرگرمیاں طے کرتی ہونگی جو محنت کش عوام کے ساتھ سارے محکوموں کو متحد اور منظم کر سکے۔

عوامی سیاست کے لئے عوامی قیادت پیدا کرنی ہوگی، جو انفرادی کی بجائے اجتماعی ہونی چاہیئے، جس کی سب سے اہم خصوصیات ایمانداری ہوگی، کوئی کتنا بھی بہادر ہو، نظریاتی ہو اگر ایماندار نہیں ہے تو عوام اس کے ساتھ نہیں آئیں گے، ایماندار ہے تو سچ بولے گا یا کم از کم جھوٹ نہیں بولے گا ایماندار ہوگا تو سچا اور امین ہوگا ڈر گیا یا کوئی غلطی کر گیا تو مان لیگا، انا کا مسئلہ نہیں بنائیگا ، بہادری بہت ضروری ہے مگر بہادر تو غنڈے، چور اور ڈاکو بھی ہوتے ہیں، اپنے سیاسی پروگرام پر مضبوطی سے قائم رہنا مضبوط ارادے سے کھڑے رہنا عوامی قیادت کیلیئے بہت ضروری ہے، ہمارے مظلوم عوام کا المیہ یہ ہے کہ اُن کا آئیڈیل ظالم ہے، ہم جب انھیں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم تمہیں خوشحال بنانا چاہتے ہیں، وسائل کا مالک طاقتور انسان بنانا چاہتے ہیں تو اس غریب محنت کش کے ذہن میں کوئی سردار، جاگیردار، فوجی یا سویلین افسر، سرمایہ دار یا ممبر پر بیٹھا ہوا عالم دین نظر آتا ہے جو وسائل کا مالک اور ان کے سماج میں طاقتور ہے، ان کے تصور میں انسانی مساوات، جمہوریت اور خوشحالی کا اجتماعی تصور نہیں آتا کیونکہ اُس نے کوئی ایسے لوگ، سماجی گروہ اور تنظیمیں نہیں دیکھی ہوتی جس میں مشترکہ وسائل، مشترکہ خوشحالی اور اجتماعی طاقت ہو، وہ تو صرف منافقت دیکھتے رہتے ہیں،

عوام کے اس ظالمانہ آئیڈیل کو اجتماعی ملکیت، سب کی خوشحالی اور جمہوری رویوں کے علم و احساس کی تعلیم اور تربیت سے بدلنا ہوگا۔ مضبوط تنظیمی نظم و ضبط کے ذریعے قابو رکھنا ہوگا ۔ مظلوم، محنت کش عوام، محکوم قوموں اور نظر انداز سماجی گروہوں نے کئی بار اپنے اندر سے اپنے جیسے مظلوم اور محکوم لوگوں کو ٹریڈ یونینوں، کسان تنظیموں، سماجی اور پیشہ ورانہ اداروں، سیاسی پارٹیوں،

صوبائی اور قومی اسیمبلیوں میں نمائندگی کا حق دیا۔ان نمائندوں میں سے اکثریت نے وہی کیا، جو محنت کش عوام کے ساتھ جاگیردار، سرداراور حکمران طبقات کے باقی گروہ کرتے ہیں۔

اب محنت کش عوام کس قیادت پر یقین کریں؟ آزمائے بغیر کسی پر بھی نہیں۔فرد کے بجائے اجتماعی قیادت والی تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں کو آزمائیں ایسی قیادت جوخود جاگیردارنہ سماجی اندازاور رویوں کی مالک نہ ہو، اختلاف رائے کا احترام کریں انا پرست نہ ہو۔اپنے آپ کو عقل قل نہ سمجھے، قیادت کواجتماعی بنانے کیلئے عوامی پارٹیوں اور تنظیموں میں فصلے اتفاق رائے یا اکثریت رائے سے ہونے دیں۔فیصلہ اگر رہنما کی رائے کے خلاف ہوجائے تو بھی اُس فیصلہ پر خوشدلی اور گرم جوشی سے عمل کروائے۔

اب عوامی قیادت صرف انقلابی لفاظی سے پیدانہیں ہوگی۔شاہ عنایت شہیداوران کے ہزاروں شہیداور غازی ساتھیوں کی طرح، جاگیردارانہ نظام کے خلاف اجتماعی ملکیت، اجتماعی پیداوار اور ضرورت کے مطابق اس کے تقسیم کوانقلابی ماڈل بنا کر، چلا کر دیکھانے ہونگے یا کم ازکم مائی جوری کے گوٹھ غلام محمد والوں کی طرح اپنا گاؤں اوراردگرد کے دوسرے گوٹھوں کو طاقتور سرداروں کی غلامی سے آزاد کروانے کی مثال قائم کر کے دیکھانا ہوگا۔

ابھی چراغ سرِ رہ کو کچھ خبر ہی نہیں<br>
ابھی گرانیِ شب میں کمی نہیں آئی<br>
نجاتِ دیدہ دل کی گھڑی نہیں آئی<br>
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی<br>
(فیض)

ختم شدہ

☆☆☆

9 اگست 1980 کو جنرل ضیاء الحق کے فوجی ٹارچر سیل میں عوامی حقوق کی جدوجہد کرنے کی پاداش میں
تشدد کر کے شہید کیے گئے عظیم انقلابی رہنما کامریڈ

# نظیر عباسی کی شہادت کے موقع پر خراج عقیدت

کھلیں جب گُل تو خاروں سے چھپائے جا نہیں سکتے
نہ ڈالو گُل، گُلوں پر گُل سجائے جا نہیں سکتے

جلا لو آگ میں ہم کو زمانہ دیکھ تو لے گا — کہ دیپک آگ پر رکھ کر بجھائے جا نہیں سکتے
رُکیں ہیں آئینوں پر کب تمہاری کم نظر نظریں — جھکا لو، آئینے تم سے جھکائے جا نہیں سکتے
کفن میں ہی ذرا اُن کو دکھا دیتے تو کیا ہوتا — ہنسے ہوں گے وہ قاتل پر رُلائے جا نہیں سکتے
زہر کے ایک پیالے سے نہ ہوگی بزم اب خالی — یہ پیاسے بن پلائے تو اُٹھائے جا نہیں سکتے
چمن میں شور بوٹوں کے سناؤں کس طرح نغمے — کہ بن پائل کی دُھن ہم سے سُنائے جا نہیں سکتے

کھلیں جب گُل تو خاروں سے چھپائے جا نہیں سکتے
نہ ڈالو گُل، گُلوں پر گُل سجائے جا نہیں سکتے

محمد رمضان
ستمبر 1980 کوئٹہ

# جدوجہد کرنے والے ساتھیوں کے نام

مسجد، مندر، گرجا، میخانہ
سب کے اندر سنبھل کے جانا
فادر، پنڈت، ملّا و ساقی
سب کا مقصد تجھ کو گرانا
گر کر اُٹھنا چاہیں جو مخالف
اُنکی جانب ہاتھ بڑھانا
خود ہی گرنا چاہے جو ساتھی
اُس پر بس تم چادر چڑھانا
ٹھوکر کھاکر اُٹھ کر جو آئیں
اُن کو اپنا ساتھی بنانا
حق کی خاطر لڑنا جو چاہیں
اُن پر اپنا تن من لٹانا

محمد رمضان
جولائی 2012 کراچی
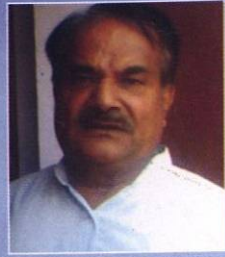
کس کو پتہ تھا کہ اسکول سے فرار ہو کر بچپن میں مشقت کرنے والا ایک بچہ مستقبل میں لکھاری (کتابوں کا مصنف) اور سیاستدان بن جائے گا، لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ شعور صرف اسکول میں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ کامریڈ رمضان میمن کا بچپن مجھے شہر میں ہوٹلوں اور گیراجوں میں چھوٹی عمر میں محنت مشقت کرنے والے بچوں میں نظر آتا ہے، بچپن میں اسکول کی پڑھائی سے بھاگنے والے کھارادر کراچی کی گلیوں میں کھیلنے والے رمضان عرف رمو اور چھوٹو آج کل کتابیں لکھنے لگے ہیں، انہوں نے پٹ فیڈر کسان تحریک پر ایک کتاب مرتب کی جس کی تقریب رونمائی کے دوران ممتاز تاریخ دان ڈاکٹر مبارک علی نے کتاب کو اردو زبان میں عوامی تاریخ کی پہلی کتاب قرار دیا۔

کامریڈ رمضان میمن نے عوامی تاریخ کا ایک اور باب رقم کیا ہے، ہاری خاتون مائی جوری جمالی اور ان کے گاوں والوں پر ''مائی جوری اور عوامی سیاست'' کے نام سے کتاب لکھی ہے یہ کتاب عوامی تاریخ پر لکھی گئی کتابوں میں ایک بہترین اضافہ ہوگا۔ رمضان میمن نے اسکول سے فرار ہو کر محنت مزدوری کی بعد مختلف فیکٹریوں میں کام شروع کیا وہاں پر یونین بنا ڈالی اور مزدور لیڈر کے طور پر سامنے آگئے جانسن میں ہی انہیں اپنی شریک حیات مل گئی جس پر خود کہتے ہیں مجھے اپنی لیڈر مل گئی، انہوں نے پاکستان ورکرز فیڈریشن، نیشنل عوامی پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی میں سرگرم کردار ادا کیا۔ کمیونسٹ پارٹی میں توڑ پھوڑ کے بعد 1999ء میں بھنڈار سنگت کی بنیاد ڈالی ور پھر 2005ء میں حسن ناصر، رمضان میمن، ضیا بھٹی، خالق زدران، شبیر شر اور بشمول میرے دیگر ساتھیوں نے مل کر انقلابی جمہوری ورکرز پارٹی بنائی جس نے عوامی پارٹی پاکستان کے نام سے ایک نئی ترقی پسند پارٹی کی بنیاد ڈالی اور 2012ء میں مختلف ترقی پسند پارٹیوں نے ملک گیر عوامی ورکرز پارٹی کی بنیاد رکھی جس کے وہ وفاقی کمیٹی کے رکن ہیں، اس طرح عوامی تاریخ رقم کرنے والی شخصیات میں ان کا نام شامل ہے۔

تاج مری

# پڙهندڙ نَسُل . پَ نَ

## The Reading Generation

1960 جي ڏهاڪي ۾عبدالله حسين ” اُداس نسلين“ نالي ڪتاب لکيو. 70 واري ڏهاڪي ۾ وري ماڻِڪَ ”لُڙهندَڙ نَسُل“ نالي ڪتاب لکي پنهنجي دورَ جي عڪاسي ڪرڻ جي ڪوشش ڪئي. امداد حُسينيءَ وري 70 واري ڏهاڪي ۾ئي لکيو:

انڌي ماءُ ڄڻيندي آهي اونڌا سونڌا ٻارَ
ايندڙ نسل سَمورو هوندو گونگا ٻوڙا ٻارَ

هر دور جي نوجوانن کي اُداس، لُڙهندَڙ، ڪَڙهندڙ، ڪُڙهندڙ، ٻَرندڙ، چُرندڙ، ڪِرَندڙ، اوسيئڙو ڪَندَڙُ، ڀاڙي، ڪائُو، ڀاڄوڪَڙُ، ڪاوڙيل ۽ وِڙَهندڙ نسلن سان منسوب ڪري سَگهجي ٿو، پَر اسان اِنهن سڀني وِچان ”پڙهندڙ“ نسل جا ڳولائو آهيون. ڪتابن کي ڪاڳر تان ڪڻي ڪمپيوُٽر جيِ دنيا ۾ آڻڻ، ٻين لفظن ۾ برقي ڪتاب يعنى e-books ٺاهي ورهائڻ جي وسيلي پڙهندڙ نسل کي وَڌَڻ، ويجهَڻ ۽ هِڪَ ٻِئي کي ڳولي سَهڪاريِ تحريڪ جي رستي تي آڻِڻَ جي آسَ رکون ٿا.

پَڙهندڙ نَسل (پَـنَ) ڪا بہ تنظيمَ ناهي. اُنَ جو ڪـو بـہ صدر، عُهديدار يا پايو وِجهندڙ نہ آهي. جيڪڏهن ڪو بہ شخص اهـڙي دعوىٰ ڪري ٿـو تـہ پَڪَ ڄاڻو تـہ اُهو ڪُوڙو آهي. نـہ ئي وري پَـنَ جي نالي ڪي پئسا گڏ ڪيا ويندا. جيڪڏهن ڪـو اهڙي ڪوشش ڪري ٿو تہ پَڪَ ڄاڻو تہ اُهو بہ ڪُوڙو آهي.

جَهڙيءَ طَرَح وڻـن جا پَـنَ ساوا، ڳاڙها، نيرا، پيلا يا ناسي هوندا آهن اَهڙيءَ طرح پَڙهندڙ نَسُل وارا پَـنَ بہ مختَلِف آهـن ۽ هوندا. اُهي ساڳئي ئي وقت اُداس ۽ پڙهندڙ، بَرنـدڙ ۽ پڙهندڙ، سُست ۽ پڙهندڙ يا وِڙهنـدڙ ۽ پڙهنـدڙ بـہ ٿـي سگهـن ٿا. ٻيـن لفظن ۾ پَنَ ڪا خُصوصي ۽ تالي لڳل ڪِلَب Exclusive Club نـہ آهي.

ڪوشش اها هوندي تـہ پَـنَ جا سڀ ڪَم ڪار سَهڪاري ۽ رَضاڪار بنيادن تي ٿين، پر ممڪـن آهي تـہ ڪي ڪم اُجرتي بنيادن تـي بہ ٿِيـن. اهـڙي حالت ۾ پَـنَ پاڻ هِڪَٻِئي جي مدد ڪَـرڻ جـي اُصـولَ هيـٺ ڏي وَٺُ ڪنـدا ۽ غيرتجـارتي non-commercial رهنـدا. پَنَـن پـاران ڪتـابن ڪـي ڊِجيِٽـائِيز digitize ڪرڻ جي عَملَ مان ڪو بـہ مـالي فائدو يا نفعو حاصل ڪـرڻ جي ڪوشش نہ ڪئي ويندي.

ڪتابن کي ڊِجيِٽائِيز ڪرڻ ڪان پو ٻيو اهم مرحلو وِرهائڻ distribution جو ٿيندو. اِهو ڪم ڪرڻ وارن مان جيڪڏهن ڪـو پيسا ڪمائي سگهي ٿو تہ پلي ڪمائي، رُڳو پَنَـن سان اُن جو ڪو بہ لاڳاپو نہ هوندو.

پَنَن کي کُليل اکرن ۾ صلاح ڏجي ٿي تہ هو وَسَ پٿاندڙ وڏِ
کان وَڏِ ڪتاب خريد ڪَري ڪتابن جي ليڳڳَن، ڇپائيندڙن ۽
ڇاپيندڙن کي هِمٿائِن. پر ساڳِئي وقت عِلم حاصل ڪرڻ ۽ ڄاڻ
کي ڦهلائڻ جي ڪوشش دوران کَنهن بہ رُڪاوٽَ کي نہ مڃن.
شيخ اَيازَ علمَ، ڄاڻَ، سمجهَ ۽ ڏاهپَ کي گيتَ، بيتَ، سِٽَ،
پُڪارَ سان تَشبيهہ ڏيندي انهن سيني کي بَمن، گولين ۽ بارودَ
جي مدِ مقابل بيهاريو آهي. اياز چوي ٿو تہ:
گيتَ بہِ جڻ گوريلا آهن، جي ويريءَ تي وار ڪَرن ٿا.
... ...
جئن جئن جاڙ وڌي ٿي جَڳَ ۾، هو ٻوليءَ جي آڙ ڇُپن ٿا؛
ريتيءَ تي راتاها ڪن ٿا، موٽي مَنجهہِ پهاڙ ڇُپن ٿا؛
... ...
ڪالهہَ هُيا جي سُرخ گُلن جيئن، اڄڪلهہ نيلا پيلا آهن؛
گيتَ بہِ جڻ گوريلا آهن........
... ... ... ...
هي بيتُ اَٿي، هي بَم- گولو،
جيڪي بہ ڪٺين، جيڪي بہ ڪٺين!
مون لاءِ ٻنهي ۾ فَرَقُ نہ آ، هي بيتُ بہ بَمَ جو ساٿي آ،
جنهن رِڻَ ۾ رات ڪَيا راڙا، تنهن هَڏَ ۽ چَمَ جو ساٿي آ ـ
اِن حسابَ سان اٽڪاٽائي کي پاڻَ تي اِهو سوچي مڙهڻ تہ
”هاٽي ويڙهہ ۽ عمل جو دور آهي، اُن ڪري پڙهڻ تي وقت نہ
وڃايو“ ناداني‌ءَ جي نشاني آهي.

پَنَن جو پڙهڻ عام ڪِتابي ڪيڙن وانگر رُڳو نِصابي ڪتابن تائين محدود نہ هوندو. رڳو نصابي ڪتابن ۾ پاڻ کي قيد ڪري ڇڏڻ سان سماج ۾ سماجي حالتن تان نظر ڪڄي ويندي ۽ نتيجي طور سماجي ۽ حڪومتي پاليسيون policies اڻڄاڻن ۽ نادانن جي هٿن ۾ رهنديون. پَنَ نِصابي ڪتابن سان گڏوگڏ ادبي، تاريخي، سياسي، سماجي، اقتصادي، سائنسي ۽ ٻين ڪتابن کي پڙهي سماجي حالتن کي بهتر بنائڻ جي ڪوشش ڪندا.

پَڙهندڙ نَسُل جا پَنَ سيني کي **چو، چالاءِ ۽ ڪيئن** جهڙن سوالن کي هر بَيانَ تي لاڳو ڪرڻ جي ڪوشَ ڏين ٿا ۽ انهن تي ويچار ڪرڻ سان گڏ جوابَ ڳولڻ کي نہ رڳو پنهنجو حق، پر فرض ۽ اٽل گهرج unavoidable necessity سمجهندي ڪتابن کي پاڻ پڙهڻ ۽ وڌ کان وڌ ماڻهن تائين پهچائڻ جي ڪوشش جديد ترين طريقن وسيلي ڪرڻ جو ويچار رکن ٿا.

توهان بہ پڙهڻَ، پڙهائڻ ۽ ڦهلائڻ جي اِن سهڪاري تحريڪ ۾ شامل ٿي سگهو ٿا. بَس پنهنجي اوسي پاسي ۾ ڏِسو، هر قسم جا ڳاڙها توڙي نيرا، ساوا توڙي پيلا پن ضرور نظر اچي ويندا.

وڻ وڻ کي مون ڀاڪي پائي چيو تہ ”منهنجا ياءُ
پهتو منهنجي من ۾ تنهنجي پَنَ پَنَ جو پڙلاءُ“.
- اياز (ڪلهي پاتم ڪينرو)